سلسلۂ دار المصنفین

(۲)

مکاتیب شبلی

حصۂ اول

یعنی

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً انھون نے اپنے عزیزون اور دوستون کے نام لکھے اور جنمین ملکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی خیالات و مسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔

مُرتبۂ

سید سُلیمان، ندوی،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

مطبعۂ معارف اعظم گڈھ مین چھپی

طبع دوم | سنہ ۲۸ء | قیمت

تصنیفات مولٰنا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

مکاتیبِ شبلی

یعنی مولٰنا شبلی مرحوم کے خطوط کا مجموعہ، جو مولانائے مرحوم کے علمی، ادبی، مذہبی، قومی اور اصلاحی خیالات روزمرہ کا ذخیرہ ہے،

قیمت:۔ جلد اوّل ۱۲؍، جلد دوم ۱۲؍ ہر دو ۔؍

الفاروق

حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرزِ حکومت،

اگرچہ مسخ شدہ صورت مین معمولی کاغذ پر اس گران پایہ کتاب کے بیسون اڈیشن فروخت ہو رہے ہین، مگر اہل نظر کو ہمیشہ اس کے اعلیٰ اڈیشن کی تلاش تھی، مطبع معارف نے نہایت اہتمام اور سعی بلیغ سے اس کا نیا اڈیشن تیار کرایا ہے، جو حرف بحرف نامی پریس کانپور کی نقل ہے، نہایت عمدہ کتابت، اعلیٰ چھپائی، عمدہ کاغذ، دنیائے اسلام کا رنگین نقشہ، مطلا ٹائیٹل، ضخامت ۳۱۲ صفحے، قیمت للعہ ؍

المامون

خلیفہ مامون الرشید کے عہدِ سلطنت کے حالات، اب تک اس کے بازاری نسخے عام طریقے سے فروخت ہوتے تھے، اب مطبع معارف نے خاص اہتمام سے طبع کرا کے شائع

فہرست مکاتیب شبلی حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

مکاتیب شبلی کے جمع اور ترتیب کا کام مین نے خود حضرت استاد مرحوم کی زندگی ہی مین شروع کر دیا تھا، مگر اس کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ہوئی، چنانچہ دو جلدون مین سنہ ۱۹۱۶ء اور سنہ ۱۹۱۷ء مین چھپکر شایع ہوئی، اور چند سال مین فروخت ہوکر ختم ہو گئی، شائقین کی فرمایش پر اب یہ دوبارہ چھپتی ہے، اس مین بعض خطوط کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، جو طبع اول مین ان کے بعد از وقت وصول ہونے کے سبب سے شامل نہ ہو سکے تھے،

طبع اول مین میرا مقدمہ ایک خاص مجبوری کے باعث جلد اول کے ساتھ نہ چھپ سکا تھا، اور بعد کو وہ جلد دوم کے ساتھ چھپا، اب اس طبع دوم مین حق بحقدار رسید کے اصول کی بنا پر جلد دوم کے بجائے وہ جلد اول کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے،

سید سلیمان ندوی

۱۸ر دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء

مکاتیب شبلی

انسان کی سب سے بڑی یادگار اس کے شبانہ روز کے خیالات کا ذخیرہ ہے، انسان خود فنا ہو جاتا ہے لیکن اُس کے خیالات جو بطونِ کاغذ مین ودیعت رکھ جاتا ہے، زندہ جاوید ہین پچھلی نسلین اگر ان کی حفاظت کر سکین تو مصری مومیائی لگا کر اس کی لاش کو صحیح و سالم رکھنے سے زیادہ مفید ہے، کہ اس سے ہم صرف اس کے بدن کا ڈھانچ دیکھ سکتے ہین اور ان سے ہم کو اس کے دل کے اندر کے بھید اور اسرار نظر آنے لگتے ہین،

تاریخی انسانون کے حالات اور سوانحِ زندگی جاننے کا ایک ذریعہ ان کی بیوگریفی اور سوانحعمریان ہین، لیکن درحقیقت سوانح نگار کا قلم اپنے ہیرو کی زندگی کا جو مرقع کھینچتا ہے وہ صرف اس کے ظاہری خط و خال کی نقاشی ہوتی ہے، عمقِ قلب کے اندر جو رموز اور اسرار ہین، اور جن سے اصل مین ''انسانیت'' عبارت ہے، انکی تصویر کشی کے لئے جو رنگ درکار ہے وہ دوسرون کو میسر نہین آسکتا، انسانون کی خود نوشت سوانح عمریان (آٹو بیو گریفی) ایک حد تک اس کی تلافی کرتی ہین، لیکن چونکہ انسان یہ سمجھکر اپنے حالات حوالۂ قلم کرتا ہے، کہ ایک دن یہ مجموعہ لوگون کے ہاتھ مین جائیگا، اس لئے اصل تصویر مین جہان داغ و لاغ ہین، وہ ان پر سیاہی پھیرتا جاتا ہے اس بنا پر یہ مرقع بھی اس کی صورت کی سچی شبیہ نہین ہوتی،

صرف ایک ہی شے، انسان کی حقیقی شکل وصورت کا آئینہ ہو سکتی ہے، اور وہ اس کے ذاتی اور نج کے خطوط اور مکاتیب کا ذخیرہ ہے، چونکہ لکھنے والے کو یہ کبھی خیال بھی نہین آتا کہ اس کے یہ پوشیدہ اعترافات کبھی منظر عام پر آئین گے، پھر بہت ایسے مکتوب الیہ ہوتے ہین جو اس کے محرم اسرار اور عزیز دوست ہوتے ہین جن سے کوئی پردہ نہین رہتا، اس لئے وہ نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ اپنا ہر حال اور خیال بے پس وپیش حوالۂ قلم کرتا جاتا ہے، اس لئے اس آئینہ مین انسان ویسا ہی نظر آتا ہے، جیسا کہ وہ درحقیقت ہے،

انسان کی بڑی سے بڑی لائف اگر مرتب کیجائے اور حالات کے استقصا کا خاص اہتمام کیا جائے، تاہم سوانح نگار کو اس کی زندگی کے بہت سے اوراق سادہ چھوڑ دینے پڑین گے، بیچ بیچ مین ہفتون، مہینون، بلکہ سالہا سال کے حالات ناواقفیت کی تاریکی مین مخفی رہجاتے ہین، لیکن اکابر رجال اور خصوصاً اہل قلم اور مصنفین کے بہت کم دن ایسے گذرتے ہین کہ انکو خود خطوط لکھنا اور دوسرون کے خطوط کا جواب دینا نہ پڑتا ہو، اس لئے اس مسالہ سے اگر انکی سوانح نگاری کا فرض ادا کیا جائے تو ان کی زندگی کے روزنامچہ کا کوئی خانہ خالی نہ رہ سکے گا،

اُستاذ مرحوم کے خطوط کے جمع کرنے کا شوق مجھکو آغاز ملاقات ہی سے پیدا ہوا، سب سے پہلے سنہ مین مجھے اُن سے مراسلت کا شرف حاصل ہوا، سنہ ۱۹۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۴ء تک ان کا لکھا ہوا ایک ایک پرزہ اپنے نام کا مین نے ایک گرانبہا خزانہ کی طرح محفوظ رکھا، جن مین لفافے، کارڈ، عام رقعے، ہر قسم کے مکتوبات کی ۲۵۰ تعداد تھی سنہ ۱۹۰۹ء مین خیال آیا کہ یہ جواہر ریزے ممکن ہے کہ اور بہت سے قدرشناس جوہریون نے محفوظ رکھے ہون، مین نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کے

الندوہ مین اپنا خیال احباب کی خدمت مین پیش کیا اُنھون نے نہایت سرگرمی سے
اس کی تائید کی، اور اطراف ملک سے کئی ہزار خطوط کا مجموعہ جمع ہوگیا، جلد اول کے اکثر خطوط
مولانا کی زندگی ہی مین صاف ہوکر ان کی نظر سے گذر چکے تھے، پھر کچھ ایسے عوائق پیش آئے کہ
یہ مجموعہ سالہا سال تک گوشۂ اہمال مین پڑا رہا، ۱۹۱۴ء مین ان کی وفات کے بعد برسون
کی سرد تحریک مین نئی گرمی پیدا ہوئی، دوبارہ مسودہ نکال کر صاف کرایا، خیال تھا کہ مولانا کے
احباب اور تلامذہ کے کل خطوط ملا کر ایک جلد پوری ہو جائیگی، لیکن اس تحریک کے دوبارہ
اعلان پر اس کثرت سے ہر طرف سے خطوط کی بارش ہوئی کہ یہ تمام ذخیرہ ایک جلد مین نہ
سما سکا اور بالآخر جو بچ رہا اس کو ایک اور خزانہ کے لئے سینتکر رکھنا پڑا، اس پر بھی بڑی مشکل سے ہم
اس سلسلہ کو دوسری جلد پر تمام کرتے ہین، ورنہ خطوط کا یہ حال ہے، کہ ان سطرون کے لکھتے وقت
تک ان کی آمد کا تار نہین ٹوٹا، اس دوسری جلد کو بھی صرف تلامذہ کے خطوط پر ۲۰۰ صفحہ مین تمام
کرنے کا ارادہ تھا لیکن ۲۰۰ صفحون کے چھپ جانے کے بعد مولٰنا کے بعض ایسے اخص الخاص دوستون
کے خطوط ملے کہ اگر وہ مکاتیب شبلی مین جگہ نہ پاتے تو ہمارا یہ کارنامہ یقیناً ناقص رہ جاتا؛
ابتدا ہی سے مولانا کے خطوط اس قدر دلچسپ ہوتے تھے کہ ان کے قدیم وطنی احباب و
تلامذہ نے ان کو حرز جان بنا کر رکھا تھا، اور اگرچہ مختلف حالات اور حوادث کے پیش آنے
سے ان کا اکثر حصہ ضائع ہوگیا، تاہم مولوی محمد عمر صاحب اور مولوی محمد سمیع مرحوم، مولانا
کے دو مخلص شاگردون نے جو کچھ ان کو ملا اس کو سینہ سے لگا کر رکھا اور مکاتیب کی ترتیب کے
وقت یہ امانت انھون نے میرے سپرد کی، اکثر پرانے اور قدیم خطوط فارسی اور اردو جن سے

مولانا کے ابتدائی حالات اور خیالات پر روشنی پڑتی ہے، انھین دونون بزرگون کے سلسلہ سے ہم تک پہونچے ہین،

مولانا کے خطوط کا جو ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، اس کی قدیم سے قدیم تاریخ ۱۸۶۲ء تک پہونچتی ہے[۱]، اس زمانہ مین شرفا کی مراسلت کی زبان فارسی تھی، چنانچہ[۲] ۱۸۶۸ء تک جب تک مولانا علی گڈھ، نہین گئے تھے ان کے تمامتر خطوط فارسی زبان مین ملتے ہین، وہان جانیکے بعد بھی اُن لوگون کو جنکی نسبت معلوم تھا کہ اُن کو فارسی سے ذوق ہے، اسی زبان مین خط و کتابت کرتے تھے، یہ فارسی خطوط مولانا عموماً قلم برداشتہ لکھتے تھے[۳]، لیکن ان مین بعض خط ایسے بھی ہین جو انھون نے کوشش اور محنت سے لکھا ہے، ایک خط (   ) کے سرے پر لکھا ہے کہ "بہ ترک الفاظ عربی" ان خطوط کی زبان روان، بامحاورہ، عبارت مقفی، لیکن بے تکلف ہے،

مولانا کی آنکھون مین اپنے اردو خطوط کی کچھ وقعت نہ تھی، اس لئے اُن کے جمع کرنے کا کبھی خیال نہین آیا، لیکن اپنے فارسی خطون کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے، اور ان کو محفوظ رکھنا چاہتے تھے، چنانچہ لکھتے ہین "این نامہ را نزد خود نگاہ باید داشت (فارسی ۹) ایک اور صاحب کو لکھتے ہین "این نامہ را......خواہند سپرد وضائع نخواہند فرمود[۴]"،

بلکہ شاید یہ بھی ارادہ تھا کہ فارسی خطوط کو مرتب کر کے چھپوا دیا جائے، مولوی محمد سمیع صاحب کو لکھتے ہین کہ "جناب مولانا محمد فاروق صاحب کو ہمارے فارسی نامے اور غزلین جو تمھارے پاس موجود ہون نہایت جلد بھیج دو" اور اُن کے چھپنے کا ذکر ہے،

---

۱ مکتوب فارسی ۱۔ ۲ مکتوب فارسی ۱۹ و ۲۶ و ۲۰ ۳ مکتوب فارسی ۳ ۴ مکتوب ۸۔ ۱۰،

اُردو مکاتیب کی اتنی وقعت نہ تھی کہ وہ اس کو جمع اور ترتیب کے قابل سمجھین، چنانچہ شیخ رشید الدین صاحب انصاری نے جب ان کو لکھا کہ وہ ان کے خطوط جمع کرنا چاہتے ہین تو انھون نے جواب مین لکھا،

"میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین، ان کو کیا جمع کرتے ہو؟ مجھکو خود مزہ نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا"

مین نے جب خطون کے جمع کرنے کا ارادہ مولانا کی خدمت مین عرض کیا، تو نا پسند کیا، اکتوبر ۹؁ مین ان کی اطلاع کے بغیر جب الندوہ مین اس عبارت کے ساتھ جو مکاتیب جلد اول کے دیباچہ مین درج ہے مین نے اس کا اعلان شائع کیا تو انھون نے اس پر ایک گونہ برہمی ظاہر کی، تاہم تیر کمان سے نکل چکا تھا، لوگون نے خطوط بھیجنے شروع کر دیے، آخر مولانا کو بھی راضی ہونا پڑا، چنانچہ ۵ مئی ۱۹۱۰؁ء کو مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی کو لکھتے ہین،

"سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہین، کیا آپ کے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سے محفوظ ہون گے"

دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ ہفوات، مولانائے شروانی کے پاس غلطی سے محفوظ رہ گئے ہین، اس ذخیرہ کو ذی ثروت بنانے مین جن بزرگون نے ہماری اعانت کی ہے انکے خطوط کی تعداد خود ان کی لطف فرمائی کی غماز ہے، تاہم حسب ذیل محسنین کے ادائے شکریہ کے بغیر ہم آگے نہین بڑھ سکتے،

مولوی محمد سمیع صاحب، مولوی محمد عمر صاحب، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی، مولانا حمید الدین صاحب بی اے، پروفیسر عبد القادر ایم اے، مسٹر ایم مہدی حسن صاحب تحصیلدار،

ملہ مکتوب ۱۹-۱ ملہ مکتوب ۹-۸۰،

مولوی مسعود علی صاحب ندوی، ان مین سے دو اول الذکر اصحاب نے نہ صرف اپنے نام کے خطوط
اور رقعے محفوظ رکھے تھے، بلکہ دوسرون کے نام کے خطوط کو بھی انھون نے تلف ہونے سے
بچایا تھا،

مولانا کے خصوصیاتِ انشاپر بھی کچھ عرضِ خیال کا ارادہ تھا، لیکن اسی زمانہ مین ہماری
زبان کے جادو نگار انشاپرداز جناب ایم مہدی حسن صاحب نے اس موضوع پر ایک دلچسپ
تحریر لکھکر بھیجی، چنانچہ نہایت مسرت کے ساتھ، ہم اس موقع پر اپنی جگہ سے ہٹکر ان کو آپکے سامنے
کھڑا کرتے ہین،

"تعلقات کی تدریجی رفتار کے ساتھ، تحریر کا لب ولہجہ (ٹون) بھی بدلتا گیا ہے جس طرح مولانا
کی تقریر برجستہ اور حشو و زواید سے پاک ہوتی تھی، پچھلے تذکرے اس طرح کرتے تھے کہ یارانِ
کہن کی بزم سے اُٹھکر ابھی آئے ہین، اور باتون باتون مین سب کچھ یون کہہ جاتے تھے گویا
واقعات سنے سنائے نہین آنکھون دیکھے ہین، یہ مادۂ اجتہادی (ارجنلٹی) جسے جانِ ادب
کہئے، ان کی وسیع معلومات کے ساتھ ان کی تقریر کا خاصّۂ امتیازی تھا، انکی شستہ رفتہ اور
نہایت پاکیزہ تحریرون مین یہ رنگ اور نکھر جاتا تھا، شرابِ محبت تھی جو کھینچ کھینچ کر دو آتشہ ہوجاتی
تھی، ان کی تحریرون مین چونکہ اہتمام کو دخل نہین ہوتا، یعنی اظہارِ خیال مین صنعت گریِ طبع کی
جگہ صرف آمدِ جذبات ہوتی ہے، اس لئے لٹریچر کا یہ ایک ایسا اضطراری حصہ ہے جو لکھنے والے
کے مرتبۂ انشاپردازی کی صحیح غمازی کرتا ہے، اچھے اچھے بولنے والون بعض چوٹی کے شاعرون
کو دیکھا کہ دو سطرین سیدھی سادھی نہین لکھ سکتے مولانا مین یہ خاص جامعیت تھی کہ جس طرح

بولتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے، اور نہایت خوشخط لکھتے تھے،،

،،مولانا خاص حالتون کے سوا، لکھنے مین پہل کم کرتے تھے، لیکن ملک کے سب سے بڑے ،،مستجمع صفات کمالیہ انسانی،، یعنی سرسالار جنگ اعظم کی طرح بوا پسی ڈاک جواب دینے کے عادی تھے ،،جس روز ڈاک مین مولانا کا خط ملتا تھا، اس کا پڑھنا پڑھانا میرے لئے ایک ایسا عیش ہوتا تھا، جسے کبھی نہین بھولون گا، سواد خط اتنا پیارا ہوتا تھا کہ مین نے عمدہ سے عمدہ ولایتی کاغذ اور لفافے بہم پہونچائے کہ تحریر کے حسن ظاہری کی چمک دمک کچھ اور بڑھجائے، لیکن طبیعت اس کی پابند نہین رہتی تھی کبھی کارڈ پر ٹالتے تھے، کبھی اس طرح لکھتے تھے کہ کاغذ اور لفافہ تاہم میرے پاس بعض خطوط ایسے محفوظ مین، جو اس لائق ہین کہ ان کی عکسی ہاف ٹون کاپیان لی جائین،،

،،حسن کہین ہو کسی حیثیت سے ہو فطرت کا وہ پاکیزہ مظہر ہے جس سے حافظ کی ،،شراب معرفت،، کی طرح قطع نظر نہین کیجا سکتی، مولانا ادبی حیثیت سے اس کا نہایت صحیح مذاق رکھتے تھے، عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی حکیمانہ شوخیان سرمایۂ ادب ہوتی تھین،،

،،مولانا نہایت خوش ترتیب تھے، اونچے طبقے کی سوسائٹی مین بہت مانگ رہتی تھی، جہان وہ کہین سے بیگانہ نہین ہوتے تھے، ملک کے بعض نہایت اونچے خاندانون سے مخلصانہ روابط تھے، ان مین بعض لیڈیان نہایت شائستہ، قابل اور مولانا کے مذاق ادب کی دلدادہ تھین، ان کو کبھی خط لکھتے تھے تو اس طرح جیسے سرکاری گزٹ! بہت ہو "دعائین" لکھدین ایک کو لکھا کہ ،،کچھ نہین،، مین نے عرض کیا، مولانا! ،،مقصود بالذات،، تو وہی تھی، یہان بھی امتیاز رہا!،،

سنکر پھڑک گئے، اور میرے انتقالِ ذہن سے خوش ہوتے رہے،،

اسی طرح ایک رئیس نے جن کی بیوی نہایت حسین تھین، مولانا سے پوچھا جنس لطیف مین کن کن اوصاف کی ضرورت ہے؟ مولانا نے کہا اُسے صرف "حسین" ہونا چاہئے، اس فقرے کا میان بیوی پر جو اثر ہوا تھا، آجتک سمان آنکھون مین ہے،،

،، بہرحال خطوط مین نسبتاً کم کھلتے تھے، لیکن مجھ پر خاص عنایت تھی، اس لئے راز نہین رکھتے تھے، تاہم تصریحات کی جگہ آپ دیکھین گے، چشم سخن صرف اشارون سے کام لیتی ہے، مین اس لطف کو کھونا نہین چاہتا، اور یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر تصریح طلب نکتون کی بے نقابی مین نے جائز نہین رکھی، میرا خیال ہے، آفتاب علم کی یہ ضیا ریکطرفہ (خطوط) ان کی مستقل تصنیفات کے مقابلہ مین نسبتاً کم دلچسپ نہین ہے،، م

اب ہم پھر اپنی جگہ پر آتے ہین:-

مختصر الفاظ مین مولانا کے خطوط نویسی کی حسب ذیل خصوصیتین تھین،

(۱) نہایت مختصر لکھتے تھے، کبھی کبھی صرف "ہان"، "نان"، پر اکتفا کرتے تھے، مفصل اور طویل سوالون کا جواب بھی ایک دو فقرون مین دیتے تھے، اس قسم کے سینکڑون خطوط میرے پاس ہین، لیکن مین نے ان کو قصداً اس مجموعہ مین شامل نہین کیا، میری مرحوم بیوی (خدا اسکو غریق رحمت کرے) مولانا کے خط کو "تار"، کہتی تھی، نمونہ کے طور پر اس قسم کے تار مہدی حسن صاحب کے خطوط مین نظر آئین گے،

(۲) لیکن درحقیقت مختصر نویسی کوئی ایسی خوبی کی بات نہین ہے، اصل خوبی یہ ہے کہ اختصار

لفظ کے ساتھ معنی مین پوری وسعت موجود ہو، یہی خصوصیت مولانا کی انشا پردازی اور بلاغت کی جان ہے، وہ انھین ایک دو فقرون مین جو کچھ کہہ جاتے ہین ہم صفحون مین ان کو نہین کھپا سکتے وہ چند لفظون مین جو جادو پھونک دیتے ہین، اس زمانہ کے سامری سینکڑون منترون مین وہ روح نہین پیدا کر سکتے، ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو مثالون سے واضح کرتے، لیکن اس خوف سے کہ یہ مختصر دیباچہ مطول نہ بن جائے، اس کو ارباب ذوق سلیم پر چھوڑ دیتے ہین،

(۳) آداب و القاب کی پروا نہین کرتے تھے، اکثر بلا تمہید مطلب شروع کر دیتے تھے، وقد مار کا یہی طرز تھا، جس کا بڑا خیال کیا، اُس کو صرف ایک دو لفظ القاب کے لکھدیئے،

۴۔ خطوط کے جواب نہایت پابندی کے ساتھ اور نہایت جلد بلکہ اسی دن لکھتے تھے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ خط لکھا، اور آنے جانے کا حساب لگا کر جو دن مقرر کیا اسی دن جواب آگیا، بیماری تک مین بھی وہ اس وضعداری کو نباہتے تھے، بہت مجبور ہوتے تو دوسرون سے لکھا دیتے چنانچہ مکاتیب کی دونون جلدون مین اس قسم کے خطوط ملین گے،

(۵) ابتداءً مولانا کا خط شکستہ تھا، پھر خوشخط نستعلیق لکھنے لگے تھے، آخر مین شکستہ اور نستعلیق مل کر ایک عجیب خوش سواد خط پیدا ہو گیا تھا، یہ خط اس قدر خوبصورت اور حسین تھا کہ بیسیون سلیقہ شعار اشخاص نے اس کی نقلین کین، اور بہت سے اس مین کامیاب ہوئے، چنانچہ ندوہ کے طلبہ، مولانا کے شاگردون اور بعض دوستون نے یہ مشق بہم پہونچائی ہے، کہ بہت مشکل سے ان مین تمیز ہو سکتی ہے،

(۶) تمام مکاتیب کو پڑھکر یہ اندازہ ہوگا کہ مولانا ہر شخص سے اوسکے مذاق اور تعلقات

کے مطابق گفتگو کرتے تھے، شاگردون کے خطوط مین علمی و اصلاحی مشورے نظر آئین گے، مولوی حبیب الرحمان خان کے خطوط مین زیادہ تر فارسی شاعری، نوادرِ کتب، اور ندوہ کے متعلق باتین ہین، پروفیسر عبد القادر سے ،،ادب و تاریخ فارسی،، کے مباحث پر گفتگو ہے، مولانا حمید الدین صاحب سے تفسیر اور سیرت پر مکالمات ہین، مسٹر عبد الماجد سے ،،مغربیات،، کی باتین ہین، مسٹر مہدی حسن صاحب مصنف ،،دائرۂ ادبیہ،، کے خطوط مین ،،محاسن ادبی،، اور ،،لطافت شعری،، پر گلفشانیان ہین،

آخر مین، مجھ کو خطوط کے انتخاب مین جو اصول مرعی رہا، اس کو بھی ظاہر کر دینا چاہئے، مین نے صرف اُن خطوط کو انتخاب کیا ہے جن سے یا تو مولانا کے ذاتی سوانح کا کوئی واقعہ ظاہر ہوتا ہے، یا ان مین کسی علمی، اصلاحی اور قومی مسئلہ کا ذکر ہے، یا انشا پردازی کا ان مین کوئی نمونہ موجود ہے، انھین اصولہاے ثلثہ کی رہبری سے ہزارون خطوط کے انبار سے یہ چند دانے چھانٹکر الگ کئے گئے ہین، ورنہ ایک سچے مومن کے نزدیک تو قرآن کی سب سورتین برابر ہی ہین،

سید سلیمان، ندوی،

۷، اکتوبر ۱۹۱۶ع،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- سر سید احمد خان کے نام،

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیدی،

تسلیم، مین ۲۲ مئی کو یہان پہونچا، لیکن تردداتِ کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی، یہ خط بھی مختصر اور پرائوٹ ہے، کچھ کچھ باتین آپ انتخاب فرما کر چھاپ دین تو ممکن ہے، مین نے سردست ایک مختصر سا حجرہ ۱۰ عہ مہینہ کرایہ کا لے لیا ہے، لیکن کھانے کا صرف یہان بہت زیادہ ہے، سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپئے بھیجدین کہ جو کتاب جس وقت ہاتھ آئے لے لی جائے، یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جا سکے، کتابین یہان بہت ہین، اور نادر ہین، لیکن کہان تک لکھوائی جا سکتی ہین، امام غزالی کی تصنیفین یہان موجود ہین، اور بوعلی سینا کی تو شاید کل تصنیفات مل سکتی ہین، امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہین، خیر جو ممکن ہو گا کیا جائیگا، یہان اکثر لوگون سے ملاقات ہو سکتی ہے، لیکن مشکل زبان کی ہے، بعض بڑے کالج دیکھے مگر زبان کی اجنبیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے مین نہایت دقت ہوتی ہے، مین نے ترکی پڑھنی شروع کی ہے، اور انشاءاللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت تک سیکھ لونگا، اس وقت تمام کالجون

وغیرہ کی رپورٹ تیار کر سکون گا،

حالات دلچسپ ہین اور سفرنامہ کیلئے بہت سامان مل جائیگا لیکن اس وقت بلکہ زمانہ قیام تک مطلق فرصت نہین مل سکتی، ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہے، بہت بڑا شہر ہے اور تمام کتبخانے وغیرہ دور دور واقع ہین،

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ گک کمپنی کے ہان سے نوٹ منگوا کر میرے یہان رجسٹرڈ بھیجدیجئے، مین بھی گک کے نوٹ ساتھ لایا ہون اور وہ یہان گک کے کارخانے مین بے تکلف چل سکتے ہین،

یہان آج کل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہے، ۷ جلدین چھپ چکی ہین، بہت بڑی کتاب ہے حنفیون کو اس کی تلاش تھی، وہان کسی متصلب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہین،

بیروت کے علمانے تمام نصاراے عرب خواہ جاہلیت کے ہون خواہ اسلام کے ان سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہے، ایک جلد چھپ چکی ہے، اسی مین اخطل کا دیوان بھی ہے، لیکن وہ مستقل تین جلدون مین چھپ چکا ہے، یہ آج تک کہین نہین مل سکا تھا، یورپ مین بھی اس کی تلاش تھی،

معتزلہ کی کتابین یہان بھی نہین ہین،

وہان کے حالات جس قدر تحریر فرمایئے گا میری تشفی کا باعث ہوگا، لڑکون کو مین حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہون، میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمایئے گا،

یہ خط والد قبلہ کو بھیجدیا جائے یا اس کی نقل، متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہین، حالاتِ سفر مین

ایک قصیدہ موزون ہوگیا ہے، وہ خط کے ساتھ شامل ہے، مطبع مفید عام مین چھاپ کر علی گڈھ گزٹ کے ساتھ شایع کر دیا جائے، تو مناسب ہوگا، اس کی چند کاپیان والد قبلہ کو بھی بھیجدیجئے گا،

یہان کا اخبار اختر جو فارسی زبان مین ہے اور جس کی اشاعت دو ہزار ہے مین نے آپ کے نام روانہ کرنے کیلئے کہہ دیا ہے، اس کی ششماہی قیمت ۵ ہے، وہ انھین روپیون کے ساتھ بھیجدیجئے گا ممکن ہے کہ اس اخبار مین ہمارے کالج کے حالات چھپتے رہین، اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دین گے، یہان اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہین، ورنہ اگر مسلمانون کے تمام حالات اور ضرورتین معلوم ہون تو کالج کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہین، ہزارون میل تک یہان کے اوقاف کا فائدہ پہونچتا ہے،

شبلی نعمانی، ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء،

قسطنطنیہ، مقام تختہ خان، قریب خان محمود پاشا،

(۲)

سیدی ومولائی

یہ تیسرا خط ہے جو اسلامبول سے لکھ رہا ہون، آپ کو اور بزرگانِ وطن کو میرے خطوط کا انتظار نہ کرنا چاہیے یعنی سکوت کی حالت مین قیاس بلکہ یقین کر لیجیے کہ مین بخیریت ہون، باقی حالاتِ سفر اس کی نسبت مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہان سے کچھ نہ لکھون گا،

قلمی کتابین یہان نہین ملتین، مصر مین کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہین، اس لئے صرف مطبوع کتابین خریدی جاسکتی ہین لیکن ان کی تعداد بھی معتد بہ ہے، یہان امام غزالی کی تمام کتابین اور رسالے موجود ہین، مکاتبات کا نسخہ بھی ہے، بوعلی سینا کی اس قدر تصنیفات ہین کہ کہین نہ ہونگی، ارسطو وغیرہ کی کتابون کے

اصلی ترجمے نہایت قدیم خط مین موجود ہین لیکن کیا حاصل ؟ کتابت کی شرح للعہ جز سے کسی حال مین کم نہین
معتزلہ کی کتابین البتہ ناپید ہین، عبد القاہر جرجانی کی تفسیر ہے مگر اس مین کوئی نئی بات نہین،

پرسون مین عثمان پاشا سے ملا، نہایت اخلاق سے ملے، عربی سمجھ لیتے ہین اور دوچار معمولی باتین
بھی کر سکتے ہین، مین نے ان کے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہ ہوئے بلکہ الٹی خود میری تقلید
کرنی چاہی، رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہین تشریف لائین، بہت خوشی سے ملونگا، تمام
اور بڑے بڑے پاشاؤن سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے، لیکن اول تو زبان کی اجنبیت ثانیاً مجھکو اور
کسی کی ملاقات کا شوق بھی نہین،

یہان کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہے، تمام دنیا مین اس کا نظیر نہین، علی گڈھ گزٹ کے لئے یا
مستقل مطبع کے لئے ضرور خریدنا چاہئے، بیروت و ہالینڈ کے حروف مین بھی یہ نوک پلک نہین،

افسوس ہے کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہان بہت ہی چھوٹا ہے اور جو قدیم طریقہ تعلیم تھا اس مین
یورپ کا ذرا اثر تو نہین جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہے، لیکن دونون کے حدود جدا رکھی گئی ہین، اور
جب تک یہ دونون ڈانڈے نہ ملین گے اصلی ترقی نہ ہو سکے گی، یہی کمی تو ہمارے ملک مین ہے
جس کا رونا ہے،

مین نے کالج کا نتیجہ اکمل الاخبار مین دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہے کہ اسی عالم مین خط
لکھنے بیٹھ گیا ورنہ معمولی باتین روز روز کیا لکھون،

روپیے فوراً جس قدر کتاب کے لئے بھیجنے ہون بھیجئے، یہان سے مین اٹھا تو پھر مجھکو خط وغیرہ
کوئی چیز نہ مل سکے گی، یہان کی جو چیزین مشہور ہین وہ آپ کو معلوم ہین اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو تحریر

فرمایئے کہ مین لیتا آؤن، مین چاہتا ہون کہ کالج کے لئے چند ترکی زبان کی عمدہ کتابین خریدی جائین جن سے یہان کی علمی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا،

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجدیا جائے، میان حمید کو تاکید فرمایئے کہ مجھکو نہایت مفصل خط لکھین اور عزیزون کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھین،

میری تصنیفات تیار ہوجائین تو چند نسخے یہان کے چاہیئن، لیکن دیر ہوگی تو مجھکو نہ مل سکین گی، مین انشاء اللہ، ۱۵ر اگست تک یہان رہون گا،

ہان آج مین حسین حبیب آفندی سے جو بمبئی مین سفیر تھے اور اب یہان پولیس جنرل ہین، ملا، بے انتہا مہربانی کی، گھر کے تمام کمرے دکھائے، دعوت کی، اور بہت سی مہربانیان کین، وہ اُردو بخوبی بولتے ہین، آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہان مین دیکھ آیا ہون اور اس پر کالج کی مہر نہین لگی ہے، بھیجدیجئے، ضرور مین ان کو ہدیہ دون گا، وہ اسی مذاق کے آدمی ہین، والسلام،

۱۵ر جون ۱۸۹۲ء، شبلی، قسطنطنیہ

باب عالی، ادارۂ اختر،

(۳)

مطاعی،

افسوس ہے سفر کی روا روی مین ابتک عریضہ نہین لکھ سکا، علی گڈھ گزٹ مہینہ بھر کے لئے میرے نام جاری کر دیا جائے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے ہین،

اگست کی تنخواہ بھیجدی جائے،

عنین کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو،

ہم لوگ با یان و یقین جانتے ہین کہ اور صیغون مین بھی نہایت ابتری ہے، مگر جرأت اظہار نہ تھی، کم سے کم سال مین قاعدے کے موافق جانچ تو ہونی چاہیے، والتسلیم،

شبلی، ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء،

"اعظم گڈھ"

اسکے سید صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین:-

مخدومی،

جن صیغون مین آپ کے نزدیک ابتری ہے، ان کے نام بتانے ضروری ہین امید کہ اس سے مطلع فرمادینگے

والسلام،

سید احمد

علی گڈھ، ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء،

۲ نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان مرحوم کے نام،

(۱)

جناب من،

آپ[1] کا خط پڑھکر بے اختیار ہنسی آگئی، آپ لوگ مجھ کو اس قدر بھولا اور سادہ دل سمجھتے ہین، اسکول[2] کے لئے میرا یہان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہجاتا، لیکن یہان کا روپیہ ہمیشہ یہین خرچ ہوتا ہے، باہر نہین جاتا، مجھ کو سردست صرف ماہوار سے زیادہ نہین مل سکتے اور یہی یہان کا خرچ ہے پھر جس قدر تنخواہ بڑھتی ہے، خرچ بڑھتا جاتا ہے، البتہ اگر یہان کی سوسائٹی مین مبتذل، بدحیثیت، بے وقعت ہوکر رہون تو پس انداز ہوسکتا ہے، باقی وہان کے لئے یہان کے لوگون سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہے،

مولوی صاحب روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہین، مین کچھ ابراہیم ادھم اور بایزید نہین ہون، میرا تو رُوان رُوان دنیا کی خواہشون سے جکڑا ہے، لیکن دنیا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہون، مجھ سے جوڑ، توڑ، سازش، دنیا داری، خوشامد، لوگون کی جھوٹی آؤ بھگت، نہین ہوسکتی، اور بغیر اس کے کامیابی معلوم،

اس لئے مین نے گوشۂ عافیت پسند کیا،

یہان مجھ سے میری خواہش کا استفسار ہوا مین نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ کالج کے تعلق سے

---

[1] خط پر سنہ مرقوم نہین لیکن عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۶ء کا ہے جبکہ کالج چھوڑ کر اعظم گڈھ آئے ہین، اور حیدرآباد سے مار کا منصب مقرر ہوا ہے، یہان سے مقصود حیدرآباد ہے، [2] یعنی نیشنل اسکول اعظم گڈھ،

آزادی چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہوگیا، الفاروق کے بعد غالباً ماخشہ[15] یا ماٰثر ہوجائے، روبکار مین بھی اضافہ کا وعدہ درج کردیا گیا ہے، گو مقدار کی تعیین نہین، بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت ہے، تاہل کا ارادہ نہین[16] زیادہ دھوم دھام کی خواہش نہین، بے زحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ لاکھ شکر ہے، اور یون توسع کا ئنہ چشم حریصان الخ زہا قوم کی خدمت کرنی، اس کی تدبیر یہ نہین کہ جھوٹی سفارش کرکے دو چار کو نوکری دلادیجائے[17]، ان کو اس قابل بنانا چاہیئے، کہ وہ خود اپنی سفارش کرسکین[18]،

زیادہ نیاز شبلی نعمانی،

۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

(۳)

جناب من،

والانامہ ورود فرما ہو اسنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لئے موجب فخر ہے لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لئے اپنا نام اس فہرست مین لکھواؤن،

مین سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہون، کوئی دماغی کام نہین کرسکتا، تصنیف کا شغل بالکل بند ہے، جب کسی کام کرنے کے قابل ہون گا تو نہایت فخر سے اس عہدہ کو

---

[16] مولانا نے اس کے بعد تاہل ۱۹۰۱ء مین اختیار کیا، جس سے ۱۹۰۵ء کو پھر آزادی ملی[17] یہ نواب صاحب پر تعریض ہے، [18] مولانا علی گڈھ کالج چھوڑ کر ۱۸۹۸ء مین اعظم گڈھ اپنے وطن مین مقیم ہوئے، یہان ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول) قائم کیا تھا، اعظم گڈھ مین اس وقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا، اسی زمانہ مین حیدرآباد گئے تھے کہ کالج سے جو ملتا تھا (۵۰) اتنے ہی کا یہان وظیفہ ہوجائے،

نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج مین دوبارہ قیام کرین، اور نیز یہ لکھا ہے کہ شاید آپ حیدرآباد اس لئے رہنا چاہتے ہین کہ نیشنل اسکول کو وہان سے فوائد پہونچ سکین،

قبول کرین گا،

شبلی، اعظم گڈھ،

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء،

۳- شیخ حبیب اللہ صاحب[2] کے نام

(۱)

قبلہ ام، تسلیم

گو میرا قلم، خامۂ نقاش کی ہمسری کرے جس سے مین اس عجیب وغریب مقام دینی تال کی پوری تصویر کھینچ سکون، تاہم مجھ کو یہ اُمید نہین کہ اس کوشش سے عزیزانِ وطن کو جو میرے خط پر آنکھ لگائے بیٹھے ہون گے اپنے شوق وانتظار کا صلہ مل جائے گا،

مین بے تکلف تسلیم کرتا ہون کہ نینی تال ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہے لیکن اگر "تعجب انگیز" اور "دلچسپ وفرحت زا" ہونا دو جدا گانہ چیزین ہین تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ امید رکھنا عبث ہے کہ مین اس کو "فرحت زا" بھی مان لون گا، ہان جو لوگ انگریزون کی ہر ادا پر جان دیتے ہین ان کا مذہب کیا پوچھنا، ع ہر چہ آید در دلم غیر تو نیست،

اب حالات سنئے،

---

[1] نواب صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین:-

مکرمی،

یہ خط واپس ہے منظوری کا عنایت نامہ عنایت ہو، عذر نامسموع براہ کرم ضرور منظور فرمائیے، مجھ پر احسان ہوگا،

مہدی

[2] مولانا کے پدر بزرگوار، اعظم گڈھ کے رئیس ووکیل تھے، ۱۹۰۶ء مین وفات پائی،

کاٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہے اور پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، کاٹ گودام سے نینی تال
۱۲ میل ہے مگر تمام راستہ قدرتِ الہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہے عرض مین پانچ چھ ہاتھ زمین چھوٹی ہوئی
ہے جس پر رستہ چلتا ہے، باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہیبت ناک دیوار ہے جس کی طرف دیکھنے سے نگاہ
کانپ جاتی ہے، دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غارون کا سلسلہ ہے اور اگر اس پہاڑ مین سخت
سردی نہوتی تو یہ غار بڑے بڑے اژدر اور موذی جانورون کے دارالسلطنۃ ہوتے، نینی تال جب تین میل
رہجاتا ہے تو پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے، سطحِ زمین سے اس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہین مگر
اس پیچ و پیچ سے راہ نکالی ہے کہ بے اختیار انگریزون کی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہے آپ خود
خیال کرسکتے ہین کہ جو کوٹھا تین میل کا اونچا ہوگا اس کے زینے کیسے پرپیچ اور دشوار گذار ہون گے،
کوئی شخص کیسا ہی بجیس یا مستقل دل رکھتا ہو یہان پہونچ کر ممکن نہین کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے تال
جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہے یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جس کی تھاہ اب بھی غیر معلوم ہے، اس مین مدت
سے قدرتی چشمون کا پانی گرتا ہے اور اب وہ بھر گیا ہے اور تال کے لقب سے ممتاز ہے، شام کو اس کے
کنارے میمون اور مسون کا مجمع ہوتا ہے، اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتی ہین، سامنے ایک میدان ہے
جس مین انگریز کرکٹ کھیلتے ہین یہ سب کچھ ہے مگر چونکہ اس کے دونون طرف پہاڑ کی نہایت اونچی
دیوارین کھڑی ہین، مجھکو یہ جگہ ہر طرف سے نہایت بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجھکو یقین ہے کہ جو
شخص صحرائیت اور فضائیت کا دلدادہ ہے میرے دعوی کی شہادت پر فوراً آمادہ ہوگا، جس کوٹھی
مین مین ہون بہت بلندی پر نہین ہے تاہم دو دن کی مشق مین نیچے تک پہونچنے اور واپس آنے مین
میرا دم ٹوٹ جاتا ہے، اور کئی جگہ ٹھہرنا پڑتا ہے، ہر ایک کوٹھی سے انگریزون کی بے روک ہمت اور

پرجوش محنت کی شہادت ملتی ہے، یہان جو کچھ آرام ہے صرف یہ ہے کہ کسی وقت یہان آفتاب کی عملداری نہین ہوتے پاتی، یہی بات ہے جس کے لئے انگریزون نے لاکھون کرورون روپئے صرف کردیئے ہین، درحقیقت ہم کو انگریزون سے سبق سیکھنا چاہیے، کہ صحت سب چیزون پر مقدم ہے، اور کوئی کام دنیا مین ناممکن نہین، رمضان توخوب گذریگا، مجھکو اگر کچھ دلچسپی ہے تو اسی سے، جس کوٹھی مین ہون سید صاحب کے حقیقی بھتیجے بھی مع اہل وعیال کے تشریف فرما ہین اور مجھ کو بھی مشکل سے جگہ ملی یقیناً اگر میان محمد آتے تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار ہوتا، تحریر فرمائیے کہ مدرسہ کیسا لیئے گیا ہوا منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہین میرا خط محمد سمیع کو عنایت ہوتا کہ تمام لوگ یہان کے حالات سے مطلع ہوسکین، امیرا پتہ یہ ہے، ینی تال کوٹھی نمبر ۱۶۰، ایڈونیسٹو ایاریاٹا فرودگاہ سید احمد خان، "شبلی نعمانی"

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء،

(۲)

از قسطنطنیہ،

قبلہ ام، تسلیم،

مین بفضلہ اچھا ہون اب مین ایک دوسرے مکان مین اٹھ آیا ہون جو نہایت خوش منظر اور تمام ضروریات کا جامع ہے کرایہ زیادہ تھا مگر بغیر اس کے چارہ نہ تھا یہان کے حالات خط مین نہین سما سکتے اس لئے اس کو سفر سے موقوف رکھتا ہون افسوس ہے کہ یہان بجز ترکی زبان کے کسی اور زبان کا رواج نہین، تمام چیزون مین دقت پیش آتی ہے، اور اکابر کی ملاقات تو بالکل بے معنی ہوتی ہے، نہ ڈمیری سمجھتے ہین نہ مین انکی،

کتابین یہان عجائب وغرائب ہین لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہین، نہ نقل ہوسکتی ہے، نہ حافظہ ان کے لئے کافی ہے، مین ہر روز دو تین میل پیادہ سیر کرتا ہون کیونکہ کتبخانے دور دور واقع ہین، یہ سیر صحت کے لئے بہت مفید ہے، ترکی پڑھنی مین نے شروع تو کی ہے دیکھئے پوری بھی کرسکتا ہون یا نہین، یہان بعض بعض ہندوستانی بھی ہین اور سرکاری عہدون پر مامور ہین لیکن تنخواہین کم ہین، یہان تنخواہین عموماً کم ہوتی ہین، چونکہ مین زیادہ قیام کرنا نہین چاہتا اس لئے خط بھیجنے مین مطلق تاخیر نہ ہونا چاہئے ورنہ مجھکو نہین مل سکے گا، ۲۰-۲۲ دن مین خط پہونچتا ہے،

ماموں صاحب سے فرما دیجئے کہ آج کل یہان عینی بخاری کی شرح چھپ رہی ہے، ۷ جلدین چھپ چکین، نہایت عمدہ چھپ رہی ہے مین خیال کرتا ہون کہ بعض تحقیقات اس مین ایسی ہین جو فتح الباری مین نہین مل سکتین، قیمت ابھی متعین نہین ہوئی ایک مشترک کمپنی ڈیڑھ دو لاکھ سرمایہ کی ہے جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہے اُسی مین یہ کتاب چھپ رہی ہے اس مطبع مین تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہے،

یہان کے کالجون کی ایک بات مجھ کو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہے اور کوٹ پر گریبان کے قریب کالج کا نام لکھا ہوتا ہے، مجھ کو یہ بات نہایت پسند ہوئی، ہمارے کالج مین یہ طریقہ کیون نہین اختیار کیا جاتا، سید صاحب قبلہ بغیر کسی پس وپیش کے کالج کا ایک خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہے،

جناب سلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ مین تشریف لاتے ہین اور وہ نہایت عمدہ نظارہ ہے کہتے ہین کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہے، خدا سے امید ہے کہ مین دیکھ سکون مین یہان دو تین مہینہ سے زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا، اس کے بعد انشاءاللہ طرابلس اور دمشق کی سیر کرکے قاہرہ جاؤن گا، اور وہان

چندروز قیام کرون گا،

اگرچہ میری اُمیدین مسلمانون کی ترقی وقوت کی نسبت بالکل برباد ہوگئی ہین کیونکہ یہان کی حالت وہان سے کچھ اچھی نہین تاہم سفر بے شبہہ ضروری تھا جو اثر اس سفر سے میرے دل پر ہوا وہ ہزار کتابون کے مطالعہ سے نہین ہوسکتا تھا، مجھ کو معلوم ہوا کہ انسان جب تک دنیا کے بڑے بڑے حصے نہ دیکھے انسان نہین ہوسکتا، افسوس ہے ان لوگون پر جن کی تمام عمر ایک مختصر سی چار دیواری مین بسر ہوجاتی ہے،

میرے نام اس پتہ سے خط بھیجنا چاہیئے قسطنطنیہ، باب عالی ادارہ اختر، لیکن لفافہ پر انگریزی اور عربی دونون خط مین ہونا چاہیئے، میرے تمام احباب و اعزہ کو سلام و نیاز، میان محمد الحق[1] کا نام معلوم نہین کہ درج امیدواران منصفی ہوگیا یا نہین جواب خط مین کالج کے نتیجۂ امتحان کی تفصیل ضرور ہو، یہ خط یا اس کی نقل سید صاحب قبلہ کو بھیجدیجائے، جناب موصوف کی خدمت مین عرض ہے کہ علی گڈھ گزٹ میرے نام جاری کردین، والسلام،

قسطنطنیہ، جادۂ باب عالی معرفت ادارۂ اختر، ۵، جون ۱۸۹۲ء

"شبلی نعمانی"

(۳)

قبلہ ام،

ایک خط خدمت عالی مین روانہ کرچکا ہون، سید صاحب کو آج کی ڈاک مین ایک خط لکھا ہے، وہ بھی آپ کو ملے گا،

---

[1] مولانا کے بھائی مسٹر اسحاق بی اے، ال، ال، بی تھے بمقام الہ آباد ۱۹۱۴ء مین وفات پائی،

مین حسین آفندی سے جو پہلے سفیرِ بمبئی تھے اور اب یہان محکمۂ پولیس کے افسر کل ہین مل کر نہایت خوش ہوا ان کے اخلاق نے مجھکو نہایت گرانبار کردیا ہے اور مین کسی قدر سبکدوش ہونا چاہتا ہون اس لئے عرض ہے کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جد وجہد کے ساتھ نظام آبادؔ[1] کے برتن ارسال فرمایئے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجئے جو وہان کے کسی رئیس کی معرفت فرمایشی بنوا کر لائے، یہان ہندوستان کے ظروف گلی آتے ہین مگر اچھے نہین آتے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو لکھنو کی چکن کا ایک تھان مگر نہایت عمدہ فروی بوٹیان ہون، نہایت باریک اور نازک کام ہو اور سمہ سے کم قیمت کا نہ ہو، خواجہ عزیز الدین[2] صاحب کی معرفت اگر خرید اجائے تو غالباً اچھا ہوگا، مین یہان آخر اگست تک رہون گا، اس وقت تک آجائے، یہ بھی نہ ہو تو مراد آباد کا کوئی برتن مگر نہایت عمدہ، غرض کوئی نادر چیز ضرور بھیجئے، والتسلیم قسطنطنیہ، ادارۂ معارف، باب عالی،

"شبلی، ۱۵ رجب سنہ ۱۸۹۲ء،

(۴۲)

قبلۂ ام،

آج مین نے "عجیب دلآویز" خواب دیکھا ہے "عجیب" اس لئے کہ دوپہر کا وقت تھا اور آنکھین بیدار تھین اور "دلآویزی" کی یہ کیفیت ہے کہ جاگے ہوئے مدت ہو چکی ہے اور اب تک آنکھون مین

[1] نظام آباد ضلع اعظم گڈھ کے مٹی کے برتن مشہور ہوتے ہین، [2] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز، پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ، ہندوستان کے مشہور فارسی شاعر، مصنف قیصر نامہ، مولانا کو ان سے اور ان کو مولانا سے نہایت خلوص تھا،

وہی سمان پھر رہا ہے، مفصل سنئے، آج جمعہ کا دن تھا اور معمول کے موافق موکب سلطانی کا نظارہ گاہ تھا مین بھی ہمہ تن شوق بن کر گیا جامع حمیدیہ مین داخل ہوا سلطان المعظم بڑی شوکت و شان سے آئے لیکن مین کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ سیر صرف ان لوگون کو نصیب ہو سکتی ہے جو گذرگاہ سلطانی پر پہلے سے موجود ہوتے ہین اور پھر نماز کے ختم ہونے تک جگہ سے حرکت نہین کر سکتے،

محلِ سلطانی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک نہایت پرتکلف جامع مسجد ہے جو سلطان کے نام سے حمیدیہ مشہور ہے، اس گذرگاہ مین ایک مکان ہے اور دور دور ملکون سے آئے ہوئے معزز سیاح یا عہدہ دار جو موکب ہمایونی کی سیر کرنا چاہتے ہین وہ کسی معزز شخص کے ذریعے سے اجازت حاصل کرتے ہین اور اس مکان کی چھت پر بیٹھکر یہ تماشا دیکھتے ہین، اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہے کیونکہ سواری کے وقت دور تک چارون طرف فوج کا دائرہ ہوتا ہے، اور کوئی شخص اس کے اندر داخل نہین ہو سکتا، حسین حبیب[1] آفندی (سابق سفیر بمبئی) نے مجھکو اجازت دلانے کا وعدہ کیا تھا مگر اتفاق سے وہ دیر مین آئے اُدھر سواری کا وقت قریب آگیا اور طرقوا اور دورباش کی صدائین بلند ہونے لگین مجبوراً مین مسجد مین داخل ہوا اور صف اوّل مین جا کر بیٹھا، سُلطان کی گاڑی زینہ تک آتی ہے اور وہ اتر کر فوراً مسجد کے بالائی حصہ پر جہان نہایت مقرب اور مخصوص لوگون کے سوا کوئی نہین جا سکتا تشریف لے جاتے ہین، وہان ایک مقصورہ ہے جس کا دروازہ منبر کے بائین طرف ہے، یہ سلطان کی نماز کی جگہ ہے، جب سلطان تشریف لاتے ہین تو طلسی پردے چھوڑ دیئے جاتے ہین، اور کوئی شخص ان کو دیکھ نہین سکتا، خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی

---

[1] جنگ روم و روس مین مولانا نے چندے انجمن کے ذریعہ سے قسطنطنیہ بھیجے تھے، یہی ذریعہ تعارف تھا،

طرف نگاہ اُٹھا کر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اللھم انصر مولانا السلطان
السلطان الغازی عبد الحمید خان تو میرے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری
ہوئے اور دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا خطیب نے پہلے صحابہؓ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام
آیا تو ایک زینہ اتر آیا تا کہ ظاہر ہو کہ سلطان اگرچہ آج ظل اللہ ہین تاہم ان کا رتبہ حضرت صدیق
و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت نہین رکھتا، نماز کے بعد حسین حبیب آفندی نے اتفاقاً مجھ کو دیکھ
لیا اور مسجد کے صحن مین جہان پاشا اور سرداران فوج حلقہ باندھے کھڑے تھے لیجا کر کھڑا کر دیا اور
لوگون سے کہہ دیا کہ ان سے کوئی تعرض نکرے سلطان مقصورہ سے اُتر کر زینہ کے قریب پردہ کے
اوٹ مین بیٹھے اور فوجین سامنے سے گذرنی شروع ہوئین، دو گھنٹہ کامل ایک عجیب تماشا نظر آتا
رہا، قریباً دس ہزار فوج تھی مختلف رسالے اور ہر رسالے کے تمام ساز و اسلحہ جدا جدا تھے، مین
کیا کہون، ترکی جوانون کی دلیرانہ مورتین، چمکتے ہوئے اسلحہ موزون اور باقاعدہ رفتار، گھوڑونکی
جست و خیز، پاشاؤن کا زرکار لباس، جگمگاتے ہوئے تمغے، عجیب سمان تھا جو کسی طرح بیان نہین
کیا جا سکتا، اخیر مین دونون شہزادے آئے، بڑے کی عمر نو دس برس کی ہے لیکن جس شان و شوکت
سے وہ گھوڑے پر سوار تھا بڑے بڑے دلیرون کے وہ تیور نہین ہو سکتے، فوجین گذر چکین تو سلطان گاڑی
سوار ہوئے اور ہمارے سامنے سے گذرے سواری مقابل آئی تو تمام حلقہ نے رکوع کے قریب جھک کر سلام
کیا، سلطان دونون ہاتھون سے ان کا جواب دیتے تھے یورپ کے اکثر معزز اشخاص یہ تماشا دیکھنے آئے تھے
حالانکہ یہ معمولی چیز ہے اور ہر جمعہ کو ہوتی ہے عید کے دن کہتے ہین کہ قیامت کا سمان ہوتا ہے خدا وہ دن بھی
دکھلائے،

قسطنطنیہ ۱۹ جون ۱۸۹۲ء "شبلی نعمانی"

شیخ عجیب[۱] اللہ صاحب کے نام،

(۱)

جناب من،

خط آیا، لڑکون نے اکثر نمبر پائے ہین، دریافت فرمائیے کہ اب کیا شکایت ہے، کیا مدرسین خوب نہین پڑھاتے یا پڑھا سکتے ہی نہین مین نہایت مستعدی سے علاج کر رہا ہون، تجخیر کی شکایت ہے،

جرمنی مین اب کی سال ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہو گی جو صرف عربی و فارسی وغیرہ پر تحقیقات جدیدہ کے دفتر پیش کریگی، حمید[۲] اللہ خان کو گورنمنٹ انگریزی نے وہان سفیر کر کے بھیجنا چاہا ہے، ان کا خط آیا ہے، کہ مجھکو بھی مجلس مذکور مین کوئی مضمون پڑھنا چاہئے، حمید اللہ خان نے یہ اعتراف کر کے کہ وہ اس کام کو بالکل انجام نہین دیسکتے، سید احمد خان صاحب کو لکھا ہے کہ وہان کے علماء سے کچھ لکھوا کر ارسال فرمائیے بالخصوص میرا نام لکھا ہے، یہ مضمون وہ اپنے نام سے نہین پڑھین گے بلکہ جس کا لکھا ہوگا اسی کے نام سے، افسوس ہے کہ میری طبیعت صحیح نہین آپ کو خط لکھ رہا ہون اور سر بھرنے لگا، فرصت بھی کم رہگئی ہے، شاید نہ لکھ سکون، آپ دیکھین گے کہ عربیت اب بھی موجب شہرت و عزت ہے، اگر آج حمید اللہ خان عربی سے واقف ہوتے تو نہ صرف لندن بلکہ تمام یورپ مین اُن کی ناموری کا پھریرا اڑتا،

ایک عرض ہے اگر قبول ہو، اب کی تعطیل مین والد قبلہ، جنید[۳] و حامد[۴] کو لیکر علی گڈھ تشریف لائین گے

---

[۱] مولانا کے عم محترم [۲] حمید اللہ خان سربلند جنگ پسر سمیع اللہ خان حیدر آباد دکن مین جج تھے، [۳] مسٹر جنید بی، اے ال ال بی منصف کانپور برادر اصغر مولانا، [۴] مسٹر حامد (علیگ) نائب تحصیلدار گورکھپور فرزند مولانا

نہایت عمدہ موقع ہے، آپ اور سمیع بھی ضرور تشریف لائین، دیکھئے لیت ولعل کے حال مین نہ رہجائیگا،
سید[1] محمود صاحب کی نسبت کچھ طے نہین ہوا، یہ خبر غلط ہے کہ منیجری[2] مجھ کو ملی ہے، مین ہمیشہ اس
عہدے سے پہلو بچاتا رہا ہون جی تو چاہتا ہے کہ ایسی باتین کئے ہی جاؤن مگر اب کوئی بات نہین رہی اور یون تو

صد سال می توان سخن از زلف یار گفت در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است

جواب جلد لکھئے مگر خدا کے لئے دہن یار کی طرح مختصر نہ ہو، سمیع کو یہ خط دکھائیگا، وہ آپ کو
علی گڈھ آنے کیلئے شاید اُبھارین، جناب مکرم حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین تسلیم دیناؔ،

شبلی نعمانی، ۱۲ اگست ۱۸۸۶ء

(۲)

مکرمی،

تسلیم، نامہ عالی آیا، علالت کے حال سے سخت افسوس ہوا مگر تعجب ہے کہ آپ نے ڈاکٹر کی طرف
رجوع کیا، حاشا کہ ان امراض مین ڈاکٹر کا کچھ بس چلتا ہو، حکیم حفیظ اللہ صاحب اگرچہ خوشامدین کرائین گے
مگر علاج اگر جی لگاکر کرین تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ صحت ہوجائے،

کلکٹر کے دستخط اگر جلدی مین نہ ہوسکے تو اب کیا مانع ہے، والد قبلہ کو مجبور کیجئے کہ وہ کلکٹر سے مدرسہ کا
ملاحظہ کرا کے اس سے رپورٹ لکھوائین، اس کام مین تعویق مناسب نہین، مجھکو بخار خفیف رہتا ہے، مولوی
سید محمد صاحب کا علاج ہوتا رہا مگر کچھ مفید نہ ہوا، پرسون دہلی جاتا ہون، سید حامد صاحب خلف سید احمد خان صاحب

[1] سید محمود صاحب کی نسبت خیال تھا کہ لکھنؤ کی ججی ان کو ملے گی،

[2] علی گڈھ کالج کی منیجری مقصود ہے،

وہین ہین، انھون نے بھی میرے آنے کی تحریک کی ہے، اور اُمید ہے کہ اطبا توجہ کرین، گرمیون مین سید صاحب نینی تال جائین گے ہین بھی ان کے ساتھ جانے کا قصد رکھتا ہون، آپ نے رذیل قومو[1] کی نسبت دریافت فرمایا ہے ایک گشتی خط کے ذریعہ سے ممبرون سے دریافت کیجیے جو رائے سب کی ہو اس پر عمل کرنا چاہیے،

سید محمود لکھنؤ گئے ہین، الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ مین قائم ہو گی امید کی جاتی ہے کہ سید محمود صاحب وہان جج مقرر ہون، تنخواہ و اختیارات وہی ہون گے جو الہ آباد ہائی کورٹ کے ججون کے ہین، ابکی ایک اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ عزیزی مہدی[2] ایک اور امتحان مین پاس ہوئے اگرچہ برے نمبر مین آئے یعنی درجہ چہارم مین پاس ہوئے، محمد رؤف[3] امتحان داخلہ بیرسٹری مین کامیاب ہو گئے، محمد سمیع کی مختصر نویسی نے اب ان سے قطع تعلق کرایا گھر کا اتنا بڑا تو مقدمہ اس کو ایک ڈبل کے کارڈ پر ٹالا آخیر مین نے تو ان سے خط و کتابت ترک کرنا چاہا ہے،

ملکہ معظمہ نے اپنی تصنیف دو کتابین کمیٹی مدرسۃ العلوم کو تحفہ بھیجی ہین، پرسون اس کے شکریہ کا عظیم الشان جلسہ تھا معلوم نہین دار وغہ جنگی کا کیا انتظام ہوا؟ مدرسہ کے مفصل حالات، تعداد طلبہ اور کیفیت خواندگی تحریر فرمایئے، یہ خط والد قبلہ کو دکھا دیجئے گا، آپ سے تو قطع اُمید کرنی پڑی دیکھئے اور کون یہان آنیکی ہمت کرتا ہے، سمیع آئین مگر ان کے ساتھ تو کسی ضامن کی ضرورت ہو اگرچہ وہ خود دونون کے ضامن ہین، اگر آپ کو یہ احتمال ہو کہ والد قبلہ میری علالت کی خبر سے گھبرا اٹھین گے تو ان کو یہ خط نہ دکھایئے گا کیونکہ مین اچھا ہون، اور بخار تو آج کل یہان اس قدر عام ہے کہ ایک فرد

---

[1] یعنی ان کو مدرسہ مین تعلیم کی اجازت دیجائے یا نہین، [2] مسٹر مہدی مرحوم بی، اے بیرسٹر، برادر مولانا [3] آنریبل عبدالرؤف صاحب بیرسٹر الہ آباد،

بشر نہین بچا ہے اور ہر شخص آئے دن بیمار ہو جایا کرتا ہے، "شبلی نعمانی"

۲۵ر اگست ۱۸۹۶ء

(۳)

عم مکرم

تسلیم و نیاز، مدت سے قدمبوسی نہین ہوئی اور بہت جی چاہتا ہے، میرا تو آنا نہین ہو سکتا، اس لئے امید کرتا ہون کہ آپ ہی قدم رنجہ فرمائین، ۱۱ر دسمبر سے یہان نہایت عمدہ جلسہ اور سیرین ہون گی اور ۱۹ر دسمبر تک کالج ایک تماشا گاہ بنا رہے گا، پھر بیچ مین وقفہ ہو کر، ۲۷ر دسمبر سے کانفرنس شروع ہو گی، بہتر یہ ہے کہ آپ ۱۱ تاریخ تک تشریف لائین، بیچ مین دلی اور آگرہ کی سیر بھی ہو سکے گی اور آپ نہایت محظوظ ہون گے برادرم علی احمد و میان سمیع کو بھی ضرور ساتھ لائیے گا، اس سے عمدہ موقع علی گڈھ آنے کا نہین مل سکتا،

منجھلے چچا صاحب کو بھی تکلیف دیتا لیکن وہ علی گڈھ دیکھ چکے ہین اس لئے شاید آنے مین تامل فرمائین، بہر نوع اگر وہ بھی تشریف لائین تو سبحان اللہ مجھکو بے انتہا مسرت ہو گی،

زیادہ تسلیم، ۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء

"شبلی نعمانی"

ماموں کے نام،

(۱)

جناب عالی،

تسلیم، مدت ہوئی آپ کا نامہ مبارک آیا، تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہون، آپ نے مکان پرانے کو تحریر فرمایا تھا، کیا عرض کرون، مین عجب کشمکش مین رہتا ہون جس کا حال صرف مین ہی جانتا ہون، اور اس وجہ سے میری بات[۱] .... لوگون کو غلط معلوم ہو .... عنقریب حاضر ہوتا ہون .... حت وغیرہ کے باب مین .... عرب سے کم نہین، افسوس ہے کہ آپ نے ہنوز عکسہ وصول نہین کرادیئے مگر وعدہ کے موافق تو آپ ذمہ دار ہین، معلوم نہین وہان انتظام پردہ مین اب کہان تک کوشش کی جاتی ہے، ضرور قدغن رکھئے گا اگر یہ بات چل گئی تو آپ کا گاؤن مجتہد ہوگا اور دوسرے مقلد[۲]، مین ایک مختصر سی تصنیف[۳] مین مشغول ہون شاید وہان آنے تک بہت کچھ ہو جائے، اور غالباً آپ کو پسند آئے، باقی خیریت ہے، والسلام، شبلی نعمانی،

۱۲ دسمبر ۱۸۹۵ء

---

[۱] کرم خوردہ، [۲] مولانا پردہ کے سخت مؤید تھے، اسی لئے مسٹر امیر علی کا جواب لکھا، بعنوان پردہ اور اسلام،

[۳] غالباً کتبخانہ اسکندریہ ہوگی،

(۲)

ماماموں صاحب قبلہ

لوگون سے معلوم ہوا کہ آپ کو میری تقریر[1] سے ملال ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے میرے بعض طعن آمیز فقرون کو اپنے اوپر محمول کیا، میری عادت غلط بیانی کی نہین ہے، اگر مین نے ایسا کیا ہوتا تو مین ہرگز انکار نہ کرتا، لیکن مین سچ کہتا ہون کہ میرے کسی فقرہ سے آپ مقصود نہ تھے اور نہ حاضرین نے آپکی طرف اس کا اشارہ سمجھا،

مین وہین تک کسی شخص کی نسبت کچھ کہتا سنتا ہون جب تک وہ وعدہ یا امید کا سلسلہ قائم رکھتا ہے، ورنہ جب کوئی شخص صاف انکار کر دیتا ہے تو اسکی نسبت ایک حرف بھی جلسہ مین نہین کہتا بلکہ ایسا کہنا نہایت بد اخلاقی اور بے تمیزی سمجھتا ہون، بھائی سعید مدت سے اسکول کو کچھ نہین دیتے لیکن میری تقریر مین ایک حرف بھی ان کے متعلق نہ تھا، اسی طرح شیخ عبدالحق وغیرہ کے متعلق، بہرحال آپ کے متعلق میرا ایک حرف بھی نہ تھا، اور نہ لوگون نے ایسا سمجھا واللہ علی ما اقول شہید

والتسلیم، شبلی،

۱۲ / اگست

(۳)

مخدومی،

آپ معاملہ[2] مذکور مین اس قدر کیون متردد ہین، مین نے آپ سے پہلے کہ دیا ہے کہ مجھ کو اس بات

[1] نیشنل اسکول کے چندہ کیلئے تقریر کی تھی جسمین چندہ نہ دینے والون پر عتاب تھا [2] اپنی دوسری شادی کے متعلق لکھتے ہین،

مین انکار سے رنج نہ ہوگا،

میرا اصول یہ ہے کہ انسان ہر کام کے نقص وہنر کا خود فیصلہ کر سکتا ہے، اس کے بعد لوگون کے اور خصوصاً عوام کے کہنے کی کچھ پروا نہین کرنی چاہیے،

جو عیب ہے وہ صغر سن کا ہے، اس کے لئے مین یہ خود گوارا کرتا ہون کہ گویا دو برس تک لڑکی کو اور بٹھار کھون یعنی فقط عقد پر اکتفا کیا جائے، کسی قسم کا آنا جانا کچھ نہ ہو، دو برس کے بعد پھر کوئی نقص نہین رہے گا،

تاہم ہر شخص کے حالات جدا ہین، مین جس قسم کا ہمیشہ اپنی راے پر فیصلہ کرتا ہون اور لوگون کی کچھ پروا نہین کرتا، یہ ہر شخص کی حالت نہین ہے، اس لئے آپ پس و پیش نہ کرین، مین آپکے کسی فعل اور تجویز سے اس باب مین ناراض نہ ہونگا،

۶ مسٹر محمد اسحاق صاحب[1] بی اے ال ال بی کے نام،

(۱)

برادر عزیز،

کانگریس[2] بے مثل اور توقع سے زیادہ کامیاب ہوئی، افسوس کہ تم نہین تھے، مین نے تمکو نہین لکھا

---

[1] مولانا کے سنجھلے بھائی، الہ آباد کے مشہور و ممتاز وکیل تھے علی گڈھ مین انگریزی کی تعلیم پائی تھی مہدی مرحوم کے بعد مولانا کو ان سے بے حد محبت تھی، موروثی جائداد کا تمام کاروبار انھین سے متعلق تھا، مولانا کی وفات سے چند مہینے پیشتر اگست ۱۹۱۴ء مین بعارضہ تپ محرقہ الہ آباد مین انتقال کیا، مولانا نے ایک نہایت پر درد مرثیہ لکھا ہے، ان خطون مین جس اسکول اور چندہ کا ذکر ہے وہ نیشنل اسکول اعظم گڈھ سے متعلق ہے، [2] محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا نام پہلے کانگریس تھا،

مگر اکبر حسین سے تاکید کی تھی کہ تمام حالات سے تم کو اطلاع دیں گے، میرا مضمون علیحدہ چھپ رہا ہے چھ جز کی ضخامت ہو گی، قصیدہ اس مضمون اور روئداد دونوں کے ساتھ چھپے گا، اس وقت ایک نہایت ضروری امر کے لئے لکھتا ہوں،

مولوی محمد عمر صاحب کا ایک خط خط کے ساتھ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا روے خطاب تم سے بھی اسی قدر ہے جس قدر مجھ سے، تم اپنی پختہ راے سے جو کامل غور کے بعد قایم کرو مجھکو مطلع کرو، تم کو خاص ان پہلوؤں پر لحاظ رکھنا چاہئے،

(۱) نیشنل اسکول کا قائم رکھنا کیوں ضروری ہے،

(۲) کیا بلحاظ حالات موجودہ اور توقعات آیندہ کی وہ مستقل طور پر قایم رہ سکتا ہے،

(۳) ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جن میں تم بھی ایک بلند پایہ پر ہونے کا حق رکھتے ہو سکول کے کچھ کام آسکیں گے،

یہ امر بھی لحاظ طلب ہے کہ تم کو بی اے کے بعد کہاں بیٹھکر ایم اے یا قانون کے لئے طیار ہونا چاہئے، غالباً اگر تم اعظم گڈھ کو پسند کرو تو اسکول کو خود تقویت ہو گی، اعظم گڈھ میں رہکر تم اگر اپنا ماہانہ صرف والد قبلہ سے وصول کرتے رہو (جس کا ذمہ میں کرسکتا ہوں) تو الہ آباد کے قیام سے وہاں کا قیام مناسب تر ہو گا، کیونکہ تم ان روپیوں کو اپنے خاص مذاق اور علمی کتابوں کے خرید کرنے میں صرف کرسکو گے، شاید تم کو معلوم ہو گا کہ میں لوگوں سے تمھاری نسبت کسی قدر علمی زندگی بسر کرنے کا تذکرہ سنتا ہوں،

اب اس بات پر خیال کرو کہ یہ اسکول ہم لوگوں کے خیالات اور حوصلوں کا ایک عمدہ مشغلہ ہے

ہم توقع کرتے ہین کہ ہم اپنی زندگی کی علمی ترقی کے ساتھ اس کو بھی ترقی دیتے جائین گے، آخر وہ کیا چیز ہے
جس کو محسوس صورت مین ہم ایک قومی کام کہہ سکتے ہین، ہم مین جو لوگ قومی مذاق پیدا کرتے جائینگے
ان کے لئے اپنی قومی فیاضی کے صرف کرنے کا اس اسکول سے عمدہ ترکیا موقع ہوگا،

سردست میرے نزدیک بھی وہ ایک حقیر صورت رکھتا ہے، لیکن ایک لوہار کی اس میلی چمڑی سے کم حیثیت نہین ہے، جس کو اس نے مدت تک اپنے پاؤن کے محفوظ رکھنے کیلئے استعمال کیا تھا اور جو بعد کو ایک معمولی علم پر چڑھکر تین ہزار برس تک درفش کاویانی کے فخرآمیز لقب سے پکارا گیا،

خیر جو تمھاری راے ہو اس سے مطلع کرو، اور اس کی نسبت جن امیدون کا خیال ہو لکھو،

والسلام، شبلی نعمانی،

۱۴ر جنوری ۱۸۸۳ء

(۲)

برادرم

خط ملا، مین خود تم کو خط لکھنے والا تھا کہ تم نے اسکول کے لئے کیا کیا جس قدر چندہ میرے نام تجویز کرو مین بھیجدون گا، البتہ لوگون سے دلانا مشکل ہے، ماموں عبد الحق کا نام تو براے بیت ہے، میان احمد علی کا یہ حال ہے کہ سید صاحب کی فرمایش سے سرکہ کی بوتلین مانگی تھین، تین مہینے ہوچکے، ان کا جواب یہ ہے کہ ابھی تیار نہین، حافظ حبیب اللہ صاحب و حافظ حسن علی صاحب کو خط لکھا ہے، حافظ حبیب اللہ کی مالی حالت اچھی ہو گی تو دریغ نکرین گے، لیکن حافظ حسن علی صاحب

زر می طلبد سخن درین است

ہان اس پہلو کو سوچ لو کہ مکان مدرسہ اپنا مکان ہے اس لئے اس پر پبلک کا روپیہ لگایا جائے اور آیندہ مدرسہ کہین اور اٹھ جائے تو لوگون کو کہنے کا موقع ہوگا، کہ عام چندہ سے اپنا مکان بنوایا گیا، اعظم گڈھ مین ایسے ہی بدگمانون کی زیادہ آبادی ہے، سب سے مقدم بورڈنگ ہے، چندہ مین مولوی محمد حسین بی اے، مولوی مرزا سلیم، مولوی سلیم ننداوی، مولوی محمد نعیم وغیرہ کو چھوڑنا نہ چاہیئے،

کمیٹی کی روئداد میرے پاس نہین آئی، والسلام،

۶ر جولائی ۱۸۹۱ء

شبلی، علی گڈھ،

(۳)

حیاک اللہ، مین نے سرسری طور سے اقرار نامہ کو دیکھا، اور کچھ امور مامون صاحب کو اس کے متعلق لکھے، اب دوبارہ اس پر نگاہ ڈالتا ہون تو وہ بالکل ایک مہمل اقرار نامہ معلوم ہوتا ہے، اس وقت مولوی عبد اللطیف صاحب سیدپوری قائم مقام منصف کا سکنج میرے بنگلہ پر ہین، وہ بھی مجھ سے متفق ہین، تعجب ہے کہ تم نے کیونکر اس کو جائز سمجھا،

اوّل تو یہ بحث ہے کہ والد نے والدہ کو جو ہبہ کیا تھا وہ محض بے سروپا چیز ہے اس کا تذکرہ کیا حاصل، اولاً تو اس کا کوئی ثبوت نہین، ثانیاً وہ تمام کارروائی اس اقرار نامہ سے باطل ہو چکی جو والد اور اعمام مین ہوا، اس کی بنا پر کسی بات کو مبنی کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے بلکہ

بدگمانی پیدا کرنے والا ہے، اب بحث یہ ہے کہ ہم لوگ اس وقت تک کسی جائداد کے مالک نہین ہین؛
کیونکہ والدہ کا ہبہ محض فضول ہے اور تقسیم نامۂ اخیر مین ہملوگون کو خود کچھ نہین دیا گیا بلکہ براتِ
عاشقان بر شاخ آہو، اسی ہبہ مقروضۂ والدہ کا حوالہ دیا گیا ہے جب ہم لوگ کسی جائداد کے مالک
نہین ہین تو دست برداری کیسی اور معاوضہ کیسا، ارباب چھاؤنی کی دست برداری کے مقابلے
مین ہماری طرف سے کیا معاوضہ ہے اور اگر نہین ہے تو یہ کس قسم کا معاہدہ ہے جس کا کوئی بدل نہین،
اصل یہ ہے کہ اگر والد قبلہ کو اور زیادہ تر کانٹون مین الجھانا ہے، تو وہ جس قدر چاہین الجھائین،
لیکن اگر صفائی سے کوئی معاملہ کرنا ہے تو اس کی صرف یہ تدبیر ہے کہ جس قدر حصہ زائد فریق سوم کو دیا گیا،
ہے وہ بذریعہ بیع کے فریق دوم کی طرف رجوع کرے اور فریق دوم کا اصلی حصہ بذریعہ ہبہ نامہ منتقل
کے منتقل کیا جائے اس کے سوا اور سب تدبیرین سبز باغ ہین جس کو مین بہت دیکھ چکا ہون، یہ مین
جانتا ہون کہ یہ تدبیر نہ والد قبلہ کو منظور ہے نہ ارباب چھاؤنی کو، اور سب سے زیادہ میان مہدی کو، لیکن
یہ حالت ہے تو نمایش سے کیا فائدہ، جو ہوچکا ہوچکا، فریق دوم کچھ نالش فریاد نہین کرتا بے فائدہ
فکر کیون کی جاتی ہے،

اس قسم کی مہمل دستاویزون سے جو بھوہڑ کی کھیر سے بڑھکر ہین کیا حاصل ہے،

باقی تم جانو اور تمھارا کام، یہ خط مامون مولوی محمد سلیم صاحب کو بھی دکھا دینا،

۱۱ اپریل ۱۸۹۲ء، شبلی،

(۸)

برادرم حیاک اللہ، والد قبلہ کا خط کل اور تمھارا آج ملا، میان مہدی کی علالت سنکر افسوس ہوا،

خدا ان کو صحت دے،

افسوس ہے کہ تم نہ آسکے، دسمبر مین شاید آنے کا قصد اس لئے ہے کہ کانفرنس دہلی مین شریک ہو سکو لیکن میرا قصد خود شرکت کا نہین ہے، کانفرنس اب کی غالباً پھیکی ہوگی، مولوی حشمت اللہ و مرزا حیرت کی بڑ بہت سن چکے، مولوی حالی صاحب کا کوئی پارٹ نہین ہے، مولوی نذیر احمد بھی غالباً چپ رہین اور بولین بھی تو ان کا طرز اجیرن ہو چکا،

لڑکون نے یہ غضب کیا کہ نہ آئے، نہ عرضی وفیس بھیجی، نتیجہ یہ کہ ان کا نام خارج ہو گیا، ان کیساتھ فیس ورقم داخلہ عنہ، ادا کرنی ہوگی، مجھکو یہان نئی اکثر چیزین خرید کرنی یا درست کرنی پڑین[لے]،

سفرنامہ کے لئے عام اصرار ہے اور تمام اطراف سے مانگ آنی شروع ہو گئی ہے لیکن میرا ارادہ ابھی تک لکھنے کا نہین ہے جس کے متعدد اسباب ہین،

والد قبلہ کی خدمت مین آداب، جناب ماموں صاحب و حافظ حبیب اللہ خان صاحب و مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز و شوق خدمت، اس سفر کے حالات اس قدر ہین کہ اگر مین وہان ہوتا تو مہینون کی گرمیٔ مجلس کے لئے سامان ہو سکتا تھا، لیکن مجبوری ہے، علی گڈھ میری قسمت مین نہین ہے، اور اب مجھکو وہ لگاؤ بھی نہین رہا، گھر جاؤ تو تمام بزرگون کی خدمت مین سلام نیاز عرض کرو،

والسلام

شبلی نعمانی

۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۲ء

لے سفر قسطنطنیہ سے واپس آکر

(۵)

برادرم،

مین نے کئی دفعہ اس بات پر غور کیا اور جانچا کہ تم پانچ روپیہ مہینہ اسکول مین دے نہین سکتے یا تمھارے دل پر اس کی ضرورت کا اثر نہین ہے، مین نے وقتاً فوقتاً تمھارے مصارف پر نظر ڈالی معلوم ہوا کہ تم جس قدر گھر کے بچون کے فضول کھیل تماشہ کی چیزون کو ضروری سمجھتے ہو، اسکول کو اس قدر بھی نہین سمجھتے،

تم کبھی کبھی مجھکو، کبھی مظفر کو، کبھی شیخ کو کوئی چیز بھیجدیتے ہو، یا ساتھ لاتے ہو، اگر تم اسکول کو ذرا بھی ضروری سمجھتے تو بجائے ان غیر ضروری مصارف کے وہی رقم اسکول مین دیدیتے جس سے وہ ایک مہینہ کا چندہ ہو جاتا، ماہوار خرچ کی فہرست مین پانچ روپیہ کی رقم ایک ہفتہ سے بھی کم ہے، لیکن تم کو اسکول کا خیال نہین، شفیع کو درد نہین، میان شوکت کو ہمدردی کی کوئی وجہ نہین،

در چمن از کہ مراعات ادب داری چشم

بلبلان مست، و صبا بے خود و گل بے پروا

اسکول کا کام بالکل رک گیا ہے، مین بیمار ہون اور اب بے اثر بھی، اسکول کا خدا مالک ہے،

والسلام، شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۱۶ر فروری،

(۶)

برادرم،

مین جانتا ہون کہ تمھارا بار بار کا تقاضا جوشِ محبت کی وجہ سے ہے مگر کیا کرون کیفیت یہ ہے

کہ طبیعت دو چار گھنٹے بھی یکسان نہین رہتی، بلکہ دو چار مرتبہ بہت خراب حالت ہو گئی، اور خدا نخواستہ ایسی کیفیت کہین سفرمین پیش آگئی تو جان کا خطرہ ہے، اس لئے سفر کرنا ایسی حالت مین سخت مخدوش ہے، اگر تمھین تشخیصِ طبیعت کے لئے اس قدر اصرار ہے تو حکیم صاحب کو یہان بھیجدو اور بہر حال بنارس کی ریل کھلنے کا تو انتظار کرنا ہی چاہیئے، والسلام

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ

۲۲ر مارچ ۱۸۹۶ء،

(۷)

برادرم،

واقعی میان حمید کے حالات کا انتظار تھا، تم نے اطلاع دی خوب کیا، ان کو لکھو کہ وہان کون کلاسین ان سے متعلق ہین اور کون سبجکٹ،

تم نے عرضی دی یا نہین؟

مین الفاروق کے چند اجزا کان پور مطبع نامی مین چھپنے کے لئے دے آیا، تین خط جاتے ہین، ایک بے ٹکٹ ہے، اس پر ٹکٹ لگا کر ڈاک مین ڈلوا دینا،

چند اوراق مطبوع ہین، ان کو پیکٹ کرکے بیرنگ میر ولایت حسین صاحب کے نام بھیجدو، اور اوپر میرا نام لکھدینا،

کلکٹر صاحب نے ایڈ کی درخواست خود بورڈ مین پیش کرکے منظوری اضافہ کرائی لیکن ابھی تعداد نہین معین ہوئی، والسلام شبلی، ۲۳ر جون ۱۸۹۶ء

(۸)

پانچ چھ دن سے طبیعت اچھی ہے، نواب محسن الملک میری عیادت[1] کو یہان آئے اور میرے بنگلہ مین تین دن رہے، ان کی آؤ بھگت مین مجھکو بہت چلنا پھرنا پڑا، لیکن مین اس کی برداشت کر سکا،

گرمی کی وجہ سے بدن مین طاقت معلوم ہوتی ہے، تم آنے مین جلدی نہ کرو، میری اس قدر ضرور خواہش ہے کہ کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر اعضاے رئیسہ کی تشخیص کر لیتا،

شبلی، اعظم گڈھ

۱۸۹۸ء

(۹)

برادرم!

آج کل مجھکو اس قدر کام کرنا پڑا کہ صحت مین بھی اسی قدر کر سکتا، بڑے ماسٹر صاحب نے مدت سے یہ کر رکھا تھا کہ اپنی تنخواہ بڑھاتے جاتے تھے، اور دوسرون کی زبان بندی کیلئے اور مدرسین کی تنخواہین بھی بڑھاتے رہے، یہان تک کہ تین چار مدرسون کی تنخواہین دوگنی سے بھی زیادہ کر دین، اس پر یہ ناانصافی بھی کہ بعضون کی تنخواہین یک حبہ کبھی نہین بڑھائی،

اضافۂ تنخواہ سے سے مستقل خرچ آمدنی سے بڑھ گیا، اس کو وہ قرض وغیرہ سے پورا کرتے رہے، اب جو الگ ہوئے تو پورا ۱۱ہ قرضہ چھوڑ کر، اور وہ سے، ماہوار کی کمی علاوہ،

---

[1] مراجعت کشمیر کے بعد کی بیماری مین،

مین نے بڑی محنت وجانفشانی کے بعد جمع خرچ برابر کیا، اب بقایا کی فکر ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے تنخواہین رک گئین اور ایک عام واویلا ہے، اس کی دو تدبیرین اختیار کین (۱) ممبرون سے بقایا چندہ وصول کرنا، (۲) غیر ممبرون سے ڈونیشن لینا، ابھی تک وصول کچھ نہین ہوا، آج فکر ہے کہ کسی مہاجن کے ہان سے قرضہ منگوا کر تنخواہین ادا کر دی جائین، پھر آمدنی سے قرضہ ادا کیا جائے، دیکھئے کیا ہوتا ہے،

شبلی، اعظم گڈھ،

۲۲ رجولائی ۱۸۹۹ء،

(۱۰)

برادرم!

اسکول کے جمع خرچ مین بڑی ابتری ہے، ہر مہینے مین کمی پڑتی جاتی ہے، اب ماہ عہ کا تقاضا ہے جو تمھارے پاس درخواست کی صورت مین جائے گا، دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مسلسل سازش کا نتیجہ ہے، بہرحال تم تمام کاغذات اور سرکیولر سررشتہ تعلیم اسکول سے منگوالو اور دو باتون کو دیکھ کے جمع خرچ برابر کر دو، ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے ایک ماسٹر زائد ہے، بشرطیکہ ہر استاد کے ۵ گھنٹے رکھے جائین،

تنخواہون مین جو اضافہ کیا ہے، اس کو مناسب طور پر گھٹا دیا جائے، مین نے یہان بھی تحقیقات شروع کر دی ہے جس کے نتیجے سے تم کو اطلاع دیجائیگی، تمھارے بھیجے ہوئے ماسٹر کو افسوس کہ واپس جانا ہوگا،

شبلی،

۵ رجولائی ۱۸۹۹ء

(۱۱)

برادرم،

اس قدر تکلیفین اُٹھائی ہین کہ کچھ حد نہین، چار دن سے دن دن بھر بڑے مکان پر جاکر رہتا ہون اور تمام دن بک بک مین گذرتی ہے، یہان تک کہ تجخیر ہونے لگتی ہے، باوجود اس کے ابھی تک تنخواہون کا معقول بندوبست نہین ہوا، ساہ سے قرضہ کیلئے مین نے اور ماموں صاحب نے رقعہ بھیجا، انھون نے روپیہ دینے سے انکار کیا، اب تنہا مجھ پر پڑی، اِدھر اُدھر سے قرض دام لیکر آج ماعلیہ مدرسہ مین بھیجا، اور تنخواہ ادا ہوئی، اتنی بات البتہ اچھی ہوئی کہ جمع خرچ برابر کردیا گیا اور اب ماہ بماہ ادا ہوگی، اس کی رپورٹ تمھارے پاس جائیگی، اب اس رقم کی وصولی کی یہ شکل ہے کہ ممبرون سے بقایا چندہ وصول کیا جائے، یہان کے ممبرون کے ہان ہم لوگ جائینگے، میان حمید کو تم لکھو، ان کے ہان شاید ۲۰-۲۵ روپئے باقی ہین، تمھارے ذمہ بھی شاید للعہ باقی ہین، یہ سب رقمین آئین تو قرضہ ادا کیا جائے، ادھر اسکول کی عمارت گرتی جاتی ہے، اسکا تمام بار تنہا میرے اوپر ہے،

افسوس ہے کہ برسات نکلنے نہین دیتی ورنہ مین ضرور آج کل یہان سے نکل جاتا، ورنہ میری صحت کو خطرہ ہے،

کل خط مین لکھدیا ہے کہ رجب خان کی ضرورت نہین،

شبلی،

۱۴ر جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۲)

برادرم،

انکی پریشانیون نے برسون کی فکرین پیش نظر کردین تعطیل کے ساتھ مکان پر آؤ تو بہت سے اہم اُمور پر غور کرنا ہے، نیشنل اسکول کی ایڈ جنوری تک پھر ٹل گئی، مشکل یہ ہے، قحط اور وبا کی وجہ سے فیس مین صہ ماہوار کی کمی آگئی جس کی وجہ سے تنخواہین رک گئین، ماسٹرون نے واویلا کی، اس لئے چندروزہ چندہ سب پر برقرار رہا، صہ ماہوار تمھارے نام بھی لکھا گیا، یہ رقم فوراً بھیجدو، حامد کے ہر قسم کے مصارف بجز خوراک کے یہان سے جاتے ہین، اس تخفیف کی وجہ سے غالباً تمھارے بجٹ مین صہ کی جگہ نکل آئیگی،

والسلام

شبلی، ۱۱ راگست ۱۸۹۹ء

(۱۳)

برادرم،

کاغذات مطلوبہ جس قدر مل سکے کل بھیجے جاچکے، کام سب خیال مین ہین، لیکن مشکل یہ ہی کہ کوئی آدمی نہین ملتا، نصراللہ نہین آئے، نہ اور کوئی آدمی کام کا نظر آتا، محمد علی کا حال معلوم ہے، والد بے حد محبت کرتے ہین، لیکن آخر پیر ہوچکے، جو ہدایتین اس خط مین تم نے لکھی ہین، انکی کوشش ہوگی، اس قدر غنیمت ہے کہ بھائی سعید کو لاگ ہوگئی ہے،

محمد علی سے والد لکھوانے مین اس لئے کوتہی کرتے ہین کہ خرچ بڑھتا جاتا ہے،

حامد کی نسبت تمام دنیا کے برخلاف میرا ہی خیال صحیح تھا، اس کے مفصل حالات عندالملاقات

معلوم ہون گے،

نیفیسع ماسٹر اس کو جا کرے آئے لیکن جس لباس مین اس کو دیکھا وہ گیروا کرتہ اور گیروا تہمد تھا، اس نے فقر اختیار کیا، اور صرف اس وجہ سے یہان آنے پر راضی ہوا کہ اس کے پیر نے اطاعت والدین پر مجبور کیا، وہ پھر جانے کیلئے مصر ہے اور کسی طرح نہین ٹھہرتا،

فقر عمدہ چیز ہے، لیکن وہ جوگیانہ قالب مین جانا چاہتا ہے، اور اس مین کوئی ریا کاری نہین، صرف دماغ کی خرابی کا قصور ہے، اور اصل چیز میری خوبیٔ قسمت، والسلام

۵ رمئی ۱۹۰۰ء، شبلی،

اعظم گڈھ

(۱۴)

مولوی عبد الرحمٰن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد مین آئے یا نہین، آئے تو چندہ عمارت کیون نہین طلب کیا جاتا،

لوئی کی ہسٹری آف فلاسفی مین لکھا ہے کہ "اگر احیاء العلوم کا ترجمہ فرنچ مین ہو چکا ہوتا تو ضرور یہ گمان کیا جاتا کہ دیکارٹ کا فلسفۂ اخلاق غزالی سے ماخوذ ہے"، دوسری کسی کتاب مین (اس کا ذکر تم نے کیا تھا) ہے کہ "کتاب[1] مذکور کا ترجمہ فرنچ مین ہو گیا تھا"، ان دونون عبارتون کا ترجمہ لفظ بلفظ بھیجدو، بہت ضرورت ہے، والسلام

شبلی، اعظم گڈھ ۸ رجون ۱۹۰۰ء

[1] یعنی احیاء العلوم،

(۱۵)

برادرم،

جنٹ صاحب (بوتراب) نے جو میرے باغ مین مقیم ہین، بنگلہ کے گرد مکانات اور اصطبل خانہ وغیرہ بنوایا ہے، وہ بناتے ہین اور مین شرمندہ ہوتا ہون،

ان کے پاس اور سب چیزین امیرانہ ہین، صرف گاڈی خراب ہے جس کی وجہ معلوم نہین مین نے اپنی گاڈی کا ذکر کیا تو بولے کہ اگر آجاتی تو ساتھ ہوا خوری کا لطف ہوتا،

مصارف متوقعہ کے لحاظ سے توقع نہین کہ تنہا مین گاڈی کے مصارف اٹھا سکون، اس لئے اگر گاڈی آجاتی تو چندروز مین بھی مفت بگی نشین بنجاتا، تم لکھتے ہو کہ لــہ، ابھی اور درکار ہی، مین نے کل ۱۸۵ عہ بھیجے ہین، کیا یہ رقم اس پر مستزاد ہے، اگر ہے تو بہت گران پڑی، بہرحال فوراً طیار کراؤ عہ تم نے اخیر طیاری کے لئے طلب کیا تھا، وہ کہین سے مہیا کر کے بھیجدو،

والسلام، شبلی،

۱۰ر جون ۱۹۰۰ء اعظم گڈھ،

(۱۶)

استقلال و متانت کی حد ہو گئی، والد کی حالت بیم و امید کی ہو چکی ہے، بلکہ بیم کا پہلو غالب ہے، تمام اطراف کے آدمی روزانہ ان کے دیکھنے کو آتے ہین، مستورات سب آئین، خود والد ہر وقت تم کو پوچھا کرتے ہین، اور تمھارا یہ حال کہ نہ کارڈ، نہ خط، نہ پوچھ نہ گچھ، مین نے خط پر خط لکھے جواب ندارد،

تم سے پوچھا تھا کہ بنک سے کیونکر روپیہ وصول کیا جائے، اس کا بھی کچھ جواب نہین بہت ضرورت ہے، فوراً مطلع کرو، والسلام، شبلی، اعظم گڈھ

۱۰ر نومبر ۱۹۰۰ء

(۱۷)

برادرم،

مولوی مہدی علی کے سخت تقاضے آرہے ہین، چونکہ کانفرنس رامپور مین ہے، اس لئے میری شرکت پر ان کو اصرار ہے،

دسمبر مین معاملات کا طے ہونا ضروری تھا، اس لئے یہان سے ٹلنا گران ہے، بہرحال اگر مجبوراً گیا تو معذور ہون، اگر خاص کوئی وجہ قیام پر مجبوری کی ہو تو لکھو کہ صاف جواب لکھدون،

دیوارہ مین اگر تقسیم کا انتظار کروگے تو اس سال کی تحصیل بھی غارت جائیگی، میری دانست مین مناسب ہے کہ ابھی سے اپنا خاص کارندہ مقرر کردو جو اس سال کے اپنے حصہ کی تحصیل کرے، اور اسامی بٹ کے طور پر کاغذ بھی درست کرتا رہے، باقی علاقہ جات، کادن پٹی، جگدیس پور، ڈبکی، بلریا وغیرہ ٹھیکہ دیدینا چاہئے، مصارف سیر، مشاہرۂ ملازمان، خرچ مقدمات، خرچ ڈیوڑھی بندول کا ایک موازنہ بنا کر مجھ کو بھیجدو تا کہ ماہ باہ اس کے مہیا کرنے کا بندوبست کرسکون، والسلام، شبلی،

۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء اعظم گڈھ،

(۱۸)

یہان کے حالات سنو، سیر کا خرچ کل غلام محمدؐ قرضہ سے کر رہا ہے، ہے سے زائد ہو چکا نوکر دن کی تنخواہ مبلغ للعہ مین نے کل اپنے وظیفہ سے تقسیم کی، صہ کالنڈر کی قیمت کے مولوی محمد عمر کو ادا کئے، مظفر کی تعلیم کیلئے مین نے اُن مولوی صاحب کو جو میرے ہان پہلے لکھتے تھے مقرر کیا، ان کی تنخواہ صہ دیدی گئی،

مقدمہ مین اسم نویسی گواہان کا خرچ تو تھا ہی، آج تحصیلدار صاحب کا آدمی پہونچا کر شیخ صاحب[1] پر بابت سال گذشتہ عہ ٹکس تھا، وہ فوراً ادا ہونا چاہئے، مین نے تمہارے آنے تک مہلت طلب کی، کہلا بھیجا کہ ۲ کو سال تمام کا حساب بند ہو گا اس لئے نہین مل سکتا، یہ رقم کہان سے دیجائے بذریعہ تار کے مطلع کرو،

بھورو کا مقدمہ جو لڑ رہا ہے، اس مین حکام دورہ مین ہین، مختار یہان سے جاتے ہین، اور عہ فی پیشی لیتے ہین، کئی پیشیان ہو چکین، یہ تمام فضول مصارف دیوارہ کے لئے جاتے ہین، دیوارہ کا حساب مین نے درست کرایا ہے، اسی قسم کے مصارف سے زیر بار ہے، آؤ تو دیوارہ کو فوراً خاص تحصیل کرو، اور مقدمات کا سلسلہ گھٹاؤ، چھوٹے چچا بھی نالان ہین کہ مقدمات کی وجہ سے وہان کچھ نہین بچتا، گاؤن ٹی کی تحصیل مع وھان، ماموں سلیم صاحب اپنے قرضہ مین لیتے ہین، تین سو قرضہ والد کئی برس کا ہے،

جس قدر ممکن ہو جلد آؤ، افکار کا ایک گھنگھور بادل چھایا ہے، دیکھئے کیونکر

[1] یعنی مولانا کے والد،

چھپتا ہے،

والسلام، "شبلی"

اعظم گڈھ، ۲۰ر دسمبر سنہ۱۹۰۰ء

(۱۹)

برادرم،

مین نے تم سے مسودہ مختارنامہ ہر دو دستاویز یعنی جمودر و چھاؤنی مانگا، تم نے اب تک نہ بھیجا، جلد بھیجو کہ تکمیل کرا کے بھیجدون،

مجھکو جو کچھ دیتے ہین یہ[1] اس مین اس وقت مجھکو ۲۵۰ روپے ماہوار ملین گے، لیکن مین نے اس سے انکار کیا، چونکہ نواب مدار المہام اس سے زیادہ کے مجاز نہین ہین، اس لئے حضور مین بڑے زور کے ساتھ تحریری سفارش بھیجی ہے، اس کا جواب نہین آیا، اور بہت کم توقع ہی کہ آئے، حضور اور مدار المہام کی ناچاقی بڑھتی جاتی ہے، آجکل سخت واقعہ یہ پیش آیا کہ سید علی حسن (مولوی مہدی کے بھائی) جو مدار المہام بہادر کے سب سے بڑے رکن تھے، ان کو دفعۃً حضور نے موقوف کر دیا، ان کے ساتھ ایک انگریز کو بھی، حیدر آباد مین اس وقت ایک زلزلہ پیدا ہو گیا ہی، تمام لوگ کانپ اُٹھے ہین خصوصاً ہندوستانی خاص موردِ عتاب ہین،

اب میرا ارادہ سُنو،

مین نے یہ عزم کر لیا ہے کہ کوئی معقول بات نکل آئے تو خیر ورنہ دنیاوی خواہشون سے صاف دست بردار ہوتا ہون، سو روپے مین چھاؤنی، عالیہ اسکول وغیرہ کے چالیس پچاس

---

[1] یعنی حیدرآباد مین،

نکل جائین گے، باقی جس قدر بچے گا، اس سے غریبانہ زندگی خاصی طرح بسر ہو سکتی ہے، لکھنؤ یا علی گڈھ مین بستر ہو گا، اور ندوہ یا کالج کا مشغلہ، تنہائی اور بے تعلقی مین انشاء اللہ قوم کی خدمت اچھی طرح بن آئیگی، کالج تو میری مدد کا محتاج نہین، لیکن ندوہ کام کرنے کی جگہ ہے، اور بہت کچھ کیا جاسکتا ہے، والسلام، شبلی، حیدرآباد، ۷ اپریل ۱۹۰۱ء

یہ ارادہ اگرچہ کسی کی مخالفت یا موافقت سے بدل نہین سکتا تاہم تم اپنی راے لکھو،

(۲۰)

علالت بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہونچی کہ بدن مین خون نہین رہا، بالکل سپید ہو گیا ہون، گھر کا ارادہ تھا کہ تمھارا تار پہونچا مجبوراً وقارآباد چلا آیا، یہ مقام حیدرآباد کا گویا شملہ ہے، یہان آکر ایک ٹانگ مین درد پیدا ہو گیا جس سے سخت تکلیف ہے، ادرار بہت بڑھ گیا ہے، دن مین بارہ بارہ دفعہ پیشاب آتا ہے، اور مقدار زائد ہوتی ہے،

شبلی ۲۶ جون ۱۹۰۲ء وقارآباد،

(۲۱)

برادرم!

استانی بھوپال گیئن یاد ہین ہین،

اب کے ندوہ کا جلسہ دلی مین ایسٹر کی تعطیلون مین ہو گا، مین نے بورڈنگ کا ایک کمرہ تمھارے نام سے لکھدیا ہے بہ یادگار مرحومہ[1]، یہ رقم جلسہ مین پیش ہونی چاہئے، کیونکہ اب

[1] زوجہ مکتوب الیہ،

بورڈنگ کی تعمیر بھی شروع ہو جائیگی، مدرسہ جلد جلد تعمیر ہو رہا ہے،

میاں حمید کو لکھا تھا کہ کچھ ممبری کے ٹکٹ فروخت کر دین بعد اے برنخاست

تم نے کسی قومی کام کا ذکر کیا تھا کہ تم نے الہ آباد مین شروع کیا ہے، وہ کیا ہے،

سلمان زیادتی تعداد ممبری پرست تو ہوئے، لیکن کرتے کیا مین؟ ایک گوکھلے، نوشاد

وعلی محمد، بلکہ عزیز مرزا اور آفتاب پر بھاری ہے،

"شبلی"

۲۰ر فروری ۱۹۱۰ء

(۲۲)

برادرم

خوشی محمد خاں وہاں کے گورنر ہیں، ان کو خط لکھکر ملفوف کر دیا ہے، لیکن میرے اصلی دوست اور عنایت فرما اور مرید خاص اور کارکن مرزا غلام مصطفےٰ ہیں، وہ رئیس شہر ہیں، لیکن آجکل وہاں کسی علاقہ کے حاکم ہیں، ان کو علٰحدہ خط لکھا ہے، کہ ان کی غیبت میں کیونکر انتظام ہو سکتا ہے، وہ ہر طرح کی مدد دین گے، ان کا خط جلد آئیگا، اس وقت میں تم کو مطلع کر دونگا،

نذیر احمد بی اے، میرے شاگرد خاص وہاں سب جج ہیں، بہر حال دو ہفتہ کے اندر تمام امور کے متعلق میں تم کو مطمئن کر سکون گا،

"شبلی"

۱۳ر جولائی ۱۹۱۰ء

بمبئی، نیوناگپاڑہ، روڈ،

۱؎ کونسل کی ممبری مراد ہے جس کے متعلق اس زمانہ میں مسلمانوں میں جوش برپا تھا، کہ مردم شماری کی مناسبت زیادہ حق انکو دیا جائے، ۲؎ چودھری خوشی محمد خان ناظر گورنر کشمیر، مولانا کے شاگرد، علی گڈھ کے طالب علم،

(۲۳)

برادرم،

بھائی ڈاکٹر وغیرہ اور ان کا علاج محض فضول اور صرف شاعری ہے، مین علاج تو ہرگز نہین کرون گا،

تبدیلِ آب و ہوا بے شک مفید ہے، یہان قاعدہ ہے، کہ حضور جب کسی کا منصب[1] مقرر کرتے ہین تو نذر گذرانی پڑتی ہے، عماد الملک نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ رسم ادا کر کے جانا ہو گا، حضور اجمیر گئے ہین، محرم کے عشرہ سے پہلے غالباً باریابی کا موقع نہین مل سکتا، اس لئے مجبوری ہی، مہینہ دو مہینہ رہکر بمبئی جاؤن گا،

شبلی،

حیدر آباد، ۶ر نومبر ۱۹۱۳ء،

(۲۴)

برادرم؛

سب سے بہتر میری زندگی کا خاکہ اعظم گڈھ کا قیام ہے، آب و ہوا بالکل موافق، بنگلہ حسب خواہش، سکون و خاموشی، بنگلہ کو پھر مرتب کر لون گا، تصنیف کا کام نہایت اطمینان سے ہو گا، اسٹاف ساتھ ہو گا،

لیکن خدا کے لئے کسی طرح بنگلہ دلوا دو، کنور عبد الکریم نے دائمی قبضہ کر لیا ہے، میرے وہ ارادتمند شاگرد ہین، اس لئے خود ان کو لکھ نہین سکتا، حامد سے یا کسی اور طریقے سے ان کو

[1] مولانا کا منصب جو میر محبوب علی خان مرحوم کے عہد مین صرف ایک سو تھا، میر عثمان علیخان نظام حال کے زمانہ مین ۲۰۰ کر دیا گیا تھا،

نوٹس ایک مہینہ کا دلادیا جائے، کہ وہ کوئی اور بندوبست کرسکیں،

وہاں رہکر اسکول کا بھی تفریحی شغلہ ہے، غرض ہر طرح موزون ہے، بنگلہ ملنا چاہئے،

شبلی، کاچی گوڑہ، حیدرآباد، ۲۰ رنومبر ۱۹۱۳ء

(۲۵)

برادرم،

سلام مسنون، شور وغل فی نفسہ بیہودہ چیز ہے، لیکن اس کو کیا کیا جائے، کہ کوئی کام دنیا مین بے اس کے نہین چلتا، انبیا اور رفارمر دونون کی نظیرین دیکھ لو، علی گڈھ کالج صرف شور وغل سے قائم ہوا، اور اب تک اسی پر قائم ہے،

تم نے کانفرنس تسلیم تو کرلی، لیکن اس کے لئے، ایک عمدہ پراسپکٹس انگریزی اور اردو مین چھپوا کر تمام برادری کے معزز ملازمینِ سرکار اور روساے دیہات کے پاس بھیجنا ضرور ہے، بڑی ضرورت یہ ہے کہ وکلا، منصف، عہدہ دار جو اچھی حالت رکھتے ہین وہ برادری کی تعلیم پر متوجہ ہون، اب تک یہ گروہ محض بے پرواہی، نیشنل اسکول یا سرامیر کی ان لوگون کو خبر ہی نہین، تم پرائیوٹ خطوط لکھکر بہ اصرار اور تقاضا ان لوگون کو جمع کرو، مثلاً مولوی عبدالحمید سرحدی، مولوی عبدالحلیم منصف، میان جنید، وغیرہ وغیرہ ان لوگون پر تمھارا ہی اثر پڑ سکتا ہے، میرا کہنا تو ان لوگون کے لئے بھی ایک معمولی عام صدا ہوگی،

کانفرنس کا مقام اعظم گڈھ نہین ہوگا، نیشنل اسکول، یا بنگلہ مین، اور اگر سرا میر مین

لہ اعظم گڈھ محمڈن کالج،

ہوا تو عامی مذاق غالب رہے گا،

میرے لئے یہ مشکل ہے کہ علی گڈھ والون کا سخت تقاضا ہے، وعدہ بھی کرچکا ہون، تاہم زیادہ بلکہ قطعاً یہی ارادہ ہے کہ اعظم گڈھ ہی آؤن،

اعظم گڈھ کانفرنس مین حکام کو بھی مدعو کیا جا سکتا ہے، بورڈنگ کو اگر وسعت دیجائے تو گورکھپور اور جون پور تک کے لڑکے آ سکتے ہین غرض ایک نہایت وسیع پیمانہ خیال مین ہے،

افسوس ہے، قبل از وقت، معذور سا ہو گیا ہون، ۲۴ گھنٹہ مین صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ کام کرسکتا ہون، یہ غنیمت وقت صرف سیرت پر صرف کرسکتا ہون، مصرع،

عمر تھوڑی حسرتین دل مین بہت[1]

میان حمید کو بھی یہ خط دکھاؤ اور کانفرنس کا اعلان و پروگرام، دونون صاحب ملکر لکھو اور چھپوا کر ہزارون کی تعداد مین لوگون کے پاس بھیجو اور تقسیم کرو؛

"شبلی"

۷ دسمبر ۱۹۱۳ء، حیدرآباد،

(۲۶)

برادرم،

قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ نیشنل اسکول کو ہائی اسکول بنانا چاہیے، یا ایک بورڈنگ قائم کرنا چاہیے، اسکول ہر شہر مین سرکاری یا مشن موجود ہوتے ہین، اور ان کے برابر اسٹاف

[1] گویا مولانا نے ایک سال پہلے اپنی موت کی پیشینگوئی کی تھی؛ [2] بسلسلہ خط سابق،

کا اسکول بنانا آسان نہین، اور بہت قوت اور محنت صرف کرنی پڑتی ہے، اب تجربہ کار لوگ اسکو تسلیم کرتے جاتے ہین، کہ اسلامی بورڈنگ بنانا زیادہ مفید ہے جس مین اخلاقی اور مذہبی تربیت ہو، باقی تعلیم تو کسی اسکول مین حاصل کرین گے، اگر یہ رائے صحیح ہو تو نیشنل کی عمارت کے قریب بورڈنگ کی بنیاد ڈالنا چاہئے جس کو رفتہ رفتہ بہت ترقی دیجاسکتی ہے، بورڈنگ کی وجہ سے بہت زیادہ بچے تعلیم حاصل کرسکین گے، اور کفایت شعاری کے ساتھ،

اگر میرا قیام اعظم گڈھ مین ہوا، تو ایک وکٹوریہ فٹن کی بھی ضرورت ہوگی، اس لئے اس طرف بھی خیال مائل رکھنا، گاڈی یا گھوڑا جو موقع سے ہاتھ آجائے چھوڑنا نہین چاہئے،

مولوی محمد عمر صاحب اور سمیع، سال بھر مین پنشن لے لین گے، یہ لوگ بورڈنگ۔ یا مدرسہ کے قیام و ترقی کے متعلق، اپنا کافی وقت دے سکین گے، اور ان پر برادری کو اعتماد بھی ہے،

ایک ماما یہان رکھ لی ہے، روزمرہ کے تمام کھانے اچھا پکاتی ہے، ساتھ تو نہین لاتا، لیکن ضرورت ہوئی تو بلا لون گا،

"شبلی" حیدرآباد،

۸ر دسمبر ۱۹۱۳ء

مولوی حکیم محمد عمرؐ صاحب کے نام،

(۱)

برادر مکرم ما، فخر ما، مقتداے ما،

اس وقت مجھ سے نہ میری طبیعت کا حال پوچھیے، نہ کوئی اور واقعہ، آپ سنئے اور مین دل سے اُٹھتے ہوے جوش سے ایک تازہ کیفیت سناؤن، یون تو مدرسۃ العلوم کے قواعد مین داخل ہے، کہ لڑکے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھین، مگر ان دنون ہوا کا رُخ ہی بدل گیا ہے، لڑکون نے خود ایک مجلس قائم کی ہے، جس کو وہ لجنۃ الصلوٰۃ کہتے ہین، ایک بی اے سکریٹری ہے، اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کے ممبر ہین، چار بجے صبح کے بعد ایک نوجوان انگریزی خوان لوگون کو اس پُر اثر فقرے سے چونکا دیتا ہے، اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوم، پانچون وقت کی نمازین بجماعت ہوتی ہین، اور لطف یہ کہ محض اپنی خواہش سے، بیرونی دباؤ کا نام بھی نہین،

مغرب کی نماز سبحان اللہ! کیا شان و شوکت ہوتی ہے، کہ بس دل بیٹھا پڑتا ہے، خود سید صاحب بھی شریکِ نماز ہوتے ہین، اور چونکہ وہ عامل بالحدیث ہین آمین زور سے کہتے ہین، ان کی آمین کی گونج مذہبی جوش کی رگ مین خون بڑھا دیتی ہے، مین کبھی کبھی اسلام پر لکچر دیتا ہون، مسجد بننے

لے مولانا کے ہم تعلیم وہم صحبت، اور عہدِ شباب کے دوست اعظم گڈھ مین محافظ دفتر ہین، اور نیز مطلب کرتے ہین، مدرسۂ دیوبند مین تعلیم پائی ہی،

کی طیاری ہے، سید محمود صاحب کی سرگرمی نے اس کے پیمانۂ تعمیر کو نہایت وسیع کردیا ہے، وہ مہتمم خاص ہین، اور تین ہزار چندہ خود دین گے، مین نے بھی ۵۰۰؎ دیے ہین، سید محمود صاحب خود ہاتھ مین پھاوڑا لین گے، اور مسجد کی نیو کھودین گے، لاگت کا تخمینہ ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہے،

مجھ کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اس نئی زندگی کے پیدا ہونے مین میرا بھی حصہ ہے اور اس جوش مذہبی کا برانگیختہ کرنا میری قسمت مین بھی تھا، مین اس جوشِ مسرت مین اور بھی لکھتا، مگر مجھکو میرے بھائی خصوصاً میان اسحٰق و عثمان یاد آگئے، اور میرا سارا جوش اس طرح ٹھنڈا ہوگیا جس طرح طاؤس کا اپنے پاؤن دیکھنے سے،

ان ۶ برسون نے ترقی و لیاقت کا طرۂ فخر صرف لامذہبی کو بخشا ہے، حالانکہ لیاقت بھی کچھ دنیا سے نرالی نہین، خیر خدا توفیق دے، میرا یہ خط اور احباب کو بھی دکھلائیگا، والسلام،

شبلی، ۲- مارچ ۱۸۸۶ء

(۲)

جناب من،

آپ جانتے ہین کہ کس مجبوری پر مین خط لکھا کرتا ہون، اس کا خیال رکھئے، اور جو کچھ لکھتا ہون اس کی تعمیل فرمائیے گا،

امام ابوحنیفہ کی، سوانح عمری کا پہلا حصہ جو قریباً ۸۰ صفحون مین ہے ختم ہوگیا، اس حصہ مین یہ مضامین ہین، تمہید، کتابین جو امام ابوحنیفہ کے حالات مین قدماء نے لکھین، امام کی ولادت اور نسب، تابعیت کی تحقیق بوجہ لامزید علیہ، امام کا سنِ رشد اور تعلم، ان کے شیوخِ حدیث کی تفصیل، اور

مختصر تراجم، تعلیم اور افتا، بقیۂ زندگی اور شاہی تعلقات، وفات اور اُن کی اولاد کی تفصیل، ان کے اخلاق و عادات، طرز معاشرت اور عام حالات، ان کے مناظرات و فتاوی اور علمی مجلسین، ان کی شہرت اور ان کے ہم عصرون کی ان کی نسبت رائین،

دوسرے حصہ مین صرف ان کے علوم، و ترتیب فقہ و طریقۂ اجتہاد کی تفصیل ہو گی، اخیر مین ان کے مشہور شاگردون کا مختصر تذکرہ ہو گا، لیکن امید ہے، کہ دوسرا حصہ پہلے سے ضخامت مین زیادہ ہو گا، اور حقیقت مین میری محنتون کا وہی تماشاگاہ ہو گا، اس کتاب کی تصنیف مین گو بڑی خاک چھاننی پڑی، بہت سے کتبخانے دیکھنے پڑے تاہم اگر کتاب مرضی کے موافق تیار ہو گئی تو ایک نادر چیز ہو گی، اور تمام محنت و کاوش کا معاوضہ ہو جائیگا،

آمدم بر سر مطلب، حصہ دوم کے لئے جو کتابین درکار ہین، ان مین چند وہ کتابین ہین جو میری کتابون مین اور مامون صاحب کے کتبخانے مین موجود ہین، تفسیر کبیر تمام و کمال، نووی شرح مسلم، نصب الرایہ تخریج ہدایہ، فتح القدیر، ہدایہ، شرح مسلم، موطا امام محمدؒ، میری کتابون سے لیجئے، اور میزان الاعتدال، معانی الآثار، زیلعی ہدایہ، مقدمۂ ابن الصلاح، مامون صاحب سے لیکر بذریعہ برن کمپنی روانہ فرمایئے، بے شبہہ مامون صاحب کا چند روز کے لئے ہرج ہو گا، مگر میری طرف سے عرض کیجئے کہ اس کو گوارا فرمائین، ماہ مئی تک انشاء اللہ یہ کتابین فارغ ہو جائین گی، اسی مہینہ مین مین قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤن گا، جس کے تمام سامان ہو گئے ہین، اور اس وقت تک باقی بھی ہو جائینگے، وہان سے آکر الفاروق شروع کرونگا،

شبلی، ۲۷، نومبر ۱۸۹۰ء،

(۳)

جناب من،

عنایت نامہ پہونچا، واقعی آپ کو جس قدر تردد اور رنج ہو تعجب نہین، لیکن آپ کے اس فقرے کو پڑھکر تعجب ہوا،

"چند امور ضروری تھے جس کی اطلاع آپ کو دینی ضرور تھی، مگر مین کچھ نہین کرسکتا، اور نہ مجھ سے ہو سکتا ہے"

اور دن کے جرم مین مجھکو ماخوذ کرنا کیا معنی؟ آپ میرے لئے کیا کرنا چاہتے تھے، اور اب کس جرم کی سزا مین نہین کرسکتے، آپ جیسے محب صادق سے یہ طرز تحریر عجیب ہے، باقی میری یہ حالت ہے کہ بجز قومی کامون کے ذاتی معاملات مین کسی کا ایسا احسان نہین لینا چاہتا، آج مین نے چچا کو ایک خط لکھا ہے جس مین اس واقعہ پر اپنا ملال ظاہر کیا ہے، اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو بھی ملامت کی ہے، والتسلیم شبلی نعمانی، ۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

لہ ایک خانگی معاملہ کی نسبت ہے،

مولوی محمد سمیع صاحب کے نام

(۱)

عزیز من سلمہ[1]،

تمھارے چند خطوط پہونچے، خط لکھنا کوئی بڑا کام نہین اور جب ایسے خفیف امور مین بے اعتنائی دیکھی جاتی ہے، تو رنج پیدا ہوتا ہے خیر آئندہ سے عنایت رہے، مدرسہ[2] کی ریورٹ جو آتی ہو، وہ بالکل ناقص، آج تک یہ معلوم نہین ہوا کہ لڑکون نے کس قدر کس علم کو پڑھ لیا، ہان محمد شریف پر جو جرمانہ ہوا وہ ضرور وصول ہو، ورنہ اس کو مدرسہ مین آنے کی اجازت نہ ہو، مکرمی جناب مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین میری یہ عرض پیش کر دینا، اور شفیع بندولی و فخر الدین پوری کی فیس اگر وصول نہ ہوئی ہو تو وہ ہرگز مدرسہ مین نہ جانے پاوے، مولوی صاحب موصوف کی اجازت لیکر تم ماسٹر سے کہہ دو کہ وہ ہرگز ان لڑکون کو آنے نہ دین، مدرسہ ہے، ملعبہ نہین ہو،

مجھکو تو آج کل تاریخ بنی العباس[3] کی پڑی ہے، یہان اگر میرے تمام خیالات مضبوط ہو گئے، معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہے، مذہب کو جانے دو، خیالات کی وسعت

---

[1] مولانا کے ایک عزیز اور ابتدائی شاگرد، مولانا نے اسی زمانہ مین مجلس موازنۂ قومی قائم کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ سالانہ اعزۂ باشندگان اعظم گڈھ کی تعلیمی ترقی کا موازنہ پیش کرے، مولوی محمد سمیع صاحب اس کے سکریٹری تھے، مولانا سے ان کو نہایت محبت تھی، بلکہ عشق تھا، بالفعل وہ جون پور کی کچہری مین محافظ دفتر ہین،

[2] علی گڈھ کالج جانے کے بعد سے خط شروع ہوتا ہے، اس مین جدید فرقہ پر تنقید ہے،

[3] ان خطون مین جس مدرسہ کے متعلق باتین ہین، وہ مڈل سکول ہے، اسی ۱۸۸۳ء مین وہ قائم ہوا،

[4] سب سے پہلے مولانا کا خیال دولت عباسیہ کی تاریخ لکھنی تھی، آخر گھٹ کر وہ المامون کی شکل مین رہ گئی.

سچی آزادی، بلند ہمتی، ترقی کا جوش برائے نام نہین یہان ان چیزون کا ذکر تک نہین آتا بس خالی کوٹ پتلون کی نمایش گاہ ہے، ہمارے شہر کے نوخیز لڑکے مجھ کو بی اے کی نسبت یہ خیال دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتون کو تمامتر ضعیف ثابت کردین گے، لاحول ولا، وہ غریب تو زمین کی حرکت بھی سمجھ نہین سکتے، سید صاحب نے اکثر مجھ سے فرمایا کہ ہندوستان کے تمام انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانون مین ایک بھی ایسا نہین جو کسی مجمع مین کچھ کہہ سکے یا لکھ سکے، صرف تین شخصون کو مستثنیٰ کرتے تھے، وہ فرماتے ہین کہ انگریزی ان کے دماغون مین کچھ تبدیلی نہین پیدا کرتی، غزل پھر کبھی بھیجون گا[1]، ذرا برائے خدا خطوط جلد بھیجو،

غزل،

تیر قاتل کا یہ احسان رہ گیا	جائے دل سینہ مین پیکان رہ گیا
کی ذرا دست جنون نے کوتہی	چاک آکر تا بداما ن رہ گیا
دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ	جادۂ راہ بیابان رہ گیا
قتل ہوکر بھی سبکدوشی کہان	تیغ کا گردن پہ احسان رہ گیا
ہم تو پہونچے بزم جانان تک مگر	شکوۂ بیداد دربان رہ گیا
کیا قیامت ہے کہ کوے یار سے	ہم تو نکلے اور ارمان رہ گیا

[1] مولانا کا مذاق شاعری کالج جانے کے بعد بھی قائم رہا آخر صبح امید سے وہ قومی وتاریخی شاعری کی طرف منتقل ہوگیا،

دوسرون پر کیا کھلے رازِ دہن | جبکہ خود صانع سے پنہان رہ گیا
جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر | تیر نکلا بھی تو پیکان رہ گیا
جامۂ ہستی بھی اب تن پر نہین | دیکھ وحشی تیرا عریان رہ گیا
ضعف مرنے بھی نہین دیتا مجھے | مین اجل سے بھی تو پنہان رہ گیا
اے جنون تجھ سے سمجھ لونگا اگر | ایک بھی تارِ گریبان رہ گیا
حسن چمکا یار کا اب آفتاب | اک چراغِ زیر داماں رہ گیا
لوگ پہونچے منزلِ مقصود تک | مین جرس کی طرح نالان رہ گیا
بزم مین ہر سادہ رو، تیرے حضور | صورتِ آئینہ حیران رہ گیا
یاد رکھنا دوستو اس بزم مین | آکے شبلی بھی غزلخوان رہ گیا

کچھ اور شعر تھے مگر یاد نہ آئے مجبوری تھی پھر کبھی لکھ بھیجون گا،

شبلی، ۱۸۸۳ء [1]

(۱)

دوستو نذر ہین یہ لعل و گہر تھوڑے سے | اشکِ خون تھوڑے سے اور لختِ جگر تھوڑے سے

جانِ من،

عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی اپنا عزیز کہین باہر ہوتا ہے تو احباب کو اس عزیز کے یاد آنے کے ساتھ ضرور یہ خیال ہوتا ہے کہ کس مکان مین ہوگا، کیسے بسر ہوتی ہوگی، کیا شغل ہوگا

[1] خط پر تاریخ نہین ہے، خط کے قرائن سے زمانہ متعین کیا گیا ہے،

دوست احباب کیسے ہون گے، بھائی یہ خیال تھین ہو یا نہ ہو مگر مین تمھاری طرف سے فرض کرکے اپنی طریقِ معاشرت کا خاکہ کھینچتا ہون اور امید کرتا ہون کہ تم عبارت کی رنگینی اور شان وشوکت کی تلاش تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دو گے اور سادے فقرون پر قناعت کروگے، مین جس مکان مین رہتا ہون، شہر کے کنارے پر ہے، یہ مکان ایک مختصر سا مگر خوش قطع مکان ہی، دکھن کی طرف ایک خوش نما محرابدار چھوٹا سا دالان ہے، اس مین خاص مین رہتا ہون، ایک جانب پلنگ ہے، اور زمین پر صاف اور پاکیزہ چاندنی کا فرش کھنچا ہوا ہے، صدر مقام کے دائین جانب ٹرکی جانماز اور سامنے ایک رنگین اور ہلکا سا ڈسک رکھا ہوا ہے، دیوار مین لیمپ جڑا گیا ہی جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہے، اسی دالان کے متصل ایک جانب ایک حجرہ ہے، جس مین مولوی عبدالغفور صاحب تشریف رکھتے ہین، اِسی دالان کے مقابل دوسری جانب ایک گول کمرہ ہے جو عزیزی اسحٰق کی سکونت کی جگہ ہے، اور جو کرسیون اور میز سے آراستہ ہے، کمرے کے متصل جو حجرہ ہے، وہ عزیزی محمد عثمان کے رہنے کی جگہ ہے،

میرے مکان سے متصل خواجہ محمد یوسف کا مکان ہے، اور وہین ایک شاعر مشہور جو سارے شہر کے استاد اور واقعی سخن سنج اردو ہین رہتے ہین، مجھ سے اکثر ملتے ہین اور قیس تخلص کرتے ہین، خواجہ محمد یوسف سے لطف کی ملاقات ہوتی ہے،

مولوی سمیع اللہ خان سے بھی ملتا رہتا ہون اور بفضلہ عمدہ طور سے ملتے ہین، میر اکبر حسین صاحب منصف سے تو خوب چھنتی ہے، میرے فارسی اشعار بھی انھون نے سنے اور داد دی، مدرسہ کے لڑکے بھی میری جماعت کے مہذب اور سخن فہم ہین،

افسوس کہ میرے قصیدہ کی متعدد کاپیان نہین، ایک پرچہ جو میرے پاس تھا وہ اس قدر سارے مدرسہ مین ہفتون تک مدست بدست پھرا کیا کہ مل دل کر پرزے پرزے ہوگیا، اگرچہ بہت لوگون نے اس کی نقلین بھی کرلین مگر چھپا ہوتا تو خوب ہوتا،

مرثیہ (جو تم بھی دیکھ چکے ہوگے) جن لوگون نے اس کی فارسی دیکھی ہے از بس پسند فرمائی ہے، میر اکبر حسین صاحب بھی اُن مین داخل ہین،

یہان ایک شخص عبد الحمید نامی اہلمد محکمۂ کلکٹری ہین، یہ صاحب دیوان ہین، اور کتابون کے بڑے شائق، بہت سا حصہ انکی تنخواہ کا کتابون مین صرف ہوتا ہے، ان کو دعویٰ تھا کہ کوئی دیوان وغیرہ فارسی کا ایسا نہین جو چھپا ہو اور میرے پاس نہ ہو مین نے ان کو بہت سی کتابین لکھوادی ہین، اور وہ بہت جلد ان کو منگوانا چاہتے ہین، یہ خوب آدمی ہین، ان کے ذریعہ سے کتابین دیکھنے کو خوب ملتی ہین، یہ بیچارے فخریہ کتابین بھیجدیا کرتے ہین،

عثمان وغیرہ فارسی و انگریزی پڑھتے ہین، مگر عجیب بات ہے، میر اسحٰق فارسی مین بھی سب سے فائق رہتا ہے، اور مضامین اشعار سب سے بہتر سمجھتا ہے، مرا ہاتھی پھر بھی لاکھ ٹکے کا، ممکن ہے کہ سلمان ساؤجی و طالب آملی دیکھنے کو مجھے مل جائے، خیر اچھی گذرتی ہے، ارے میان تم نے سنا نہین، مصرع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز،

سب لوگ بخیریت ہین اور سلام کہتے ہین،

بارے، تم کو تاریخ فرزند کا مادہ پسند آیا، حمید کا خط آدھا تمھارا ابھی تو تھا، جناب حافظ

حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین نیاز اور دست بستہ سلام، اتنی دور سے اور کیا ہو سکتا ہے، حضرت حافظ حسن علی صاحب اور قبلہ و کعبہ منشی خدا بخش صاحب و مولوی احمد اللہ صاحب کو تسلیم، لو بھول گیا، میان حسن رضا کو سلامِ شوق، بھائی مرزا کو بھی، آپ اور احباب کے کس خدمت کے قابل ہون، خالی خولی سلام ہی سہی[1]،

لو تم سے بھی رخصت ہوتا ہون، خط مجبوراً بیرنگ ہے، معاف کرنا،

والسلام

تمھارا نیازمند

شبلی نعمانی، ۲۸ اپریل ۱۸۸۱ء[2]

(۳)

عزیزِ من،

تمھارا خط پہونچا، مین نے ابھی ایک خط تم کو لکھا ہے، جس مین ایک غزل بھی درج ہے، غالباً تم کو ہنوز وہ خط نہین ملا ورنہ تم کو طلبِ عفو کی ضرورت نہ ہوتی، جو امور تم نے لکھے تھے، ان کی نسبت جداگانہ قواعد پریسیڈنٹ اور چیرمین کے ملاحظہ کے لئے مرسل ہوئے، ہان فیس داخلہ کی نسبت مین نے نہین لکھا، اس مین چند مصلحتین ہین، (۱) گریش[3] بابو کو ناراض کرنا منظور نہین، ہمارے مدرسہ کے لڑکے اوپر کی صف مین جب آئین گے

---

[1] یہ سب مولانا کے زمانۂ طالب العلمی کے احباب ہین، [2] اِس خط پر سنہ مرقوم نہین، قرینہ سے زمانہ متعین کیا گیا ہے، [3] مشن اسکول کے بنگالی ماسٹرون کے نام ہین،

تو شاید مشن[1] مین بھرتی ہون گے، (۲) ابھی مدرسہ کی یہ حالت نہین کہ دوسرے مدرسون سے چشمک رکھی جائے، خدانخواستہ کوئی امر ہو جائے تو لوگون کو تضحیک کا موقع ہوگا، کہ دو دن کے لیے انھون نے بھی مدرسہ کھولا تھا، ہان خدا وہ دن لائے کہ مدرسہ ایک مستقل حالت مین ہو، پھر لڑکون کی کیا کمی ہوگی، ادمان پرشاد کی نسبت جو لفظ تم نے لکھے ہین ان کی تشریح درکار ہے، اور روزیڑے سے غالبًا تمھاری مراد میان ممتاز الدین سے ہوگی بہ تصریح لکھو،

مین تعطیل سے پہلے کیونکر آسکتا ہون، دسمبر ۱۸۹۳ء کی ۱۲ تاریخ سے تعطیل ہوگی، اور اسی وقت انشاء اللہ روانہ بھی ہونگا، جہان تک ممکن ہو قوم کے معزز لوگون مین مدرسہ کی وقعت اور اسکی ضرورت کا تذکرہ کرنا چاہیے، اور ان کو شرکت پر آمادہ کرنا چاہیے، اگر چند اہل ہمت ساتھ دین تو مدرسہ ایک مستقل حالت مین ہو سکتا ہے، مین نے خوب تحقیق سے معلوم کیا ہے کہ انٹرنس پاس چوتھی یا تیسری جماعت کو بھی انگلش معقول طریقہ سے اچھی طرح نہین پڑھا سکتا، بس موجودہ حالت سے کیا تسکین ہو سکتی ہے، جو لڑکے مدرسہ مین نئے داخل ہون انکا نام و نسب مجھکو ضرور لکھا کرو اور یہ بھی لکھو کہ ان کی فیس بھی داخل ہوتی ہے یا نہین،

مین جس حالت مین ہون اچھا ہون، سید صاحب نے اپنے کتبخانہ کی نسبت عام اجازت مجھکو دی ہے، اور اس وجہ سے مجھکو کتب بینی کا بہت عمدہ موقع حاصل ہے، سید صاحب کے پاس تاریخ و جغرافیہ عربی کی چند ایسی کتابین ہین، جن کو حقیقت مین کیا بڑے بڑے لوگ نہین جانتے ہون گے، اگر یہ سب کتابین جرمنی مین طبع ہوئی ہین، مصر کے لوگون کو بھی نصیب نہین،

[1] مشن اسکول اعظم گڈھ سے مراد ہی،

نہین ہوئین، گبن صاحب کی تاریخ جس کا ترجمہ سید صاحب نے چھ سو روپیہ کے صرف سے کرایا ہے، میرے مطالعہ مین ہے، اور کیا لکھون،

شبلی نعمانی،

۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء، علی گڈھ،

(۴)

عزیزی محمد سمیع سلمہٗ،

بھائی یہ بیخبری تو اچھی نہین، تمھارا خط ہفتہ مین ایک ضرور آنا چاہئے، اب کی عزیزی مہدی[1] کی فرمایش تھی کہ راجندر کی تاریخ وفات لکھی جائے، اِس خط مین بس اسی پر اکتفا کرتا ہون، تمھارا خط آوے گا تو پھر تفصیلی خط لکھون گا اور بیڈ لکھونگا اس بار ایک آنہ کا خون گوارا کرلو، اجی جیکھان سلامت رہے تو روپیون کا کیا غم ہے، عزیزی حمید کو بھی دکھانا،

(از زبان مہدی حسن)

چو راجندر پرشاد در خاک خفت	کہ غافل ز پیچ و خم مرگ بود
مرا بود سرمایۂ زندگی	وفا بامنش تا دم مرگ بود
جہانے ز مرگش غمین شد، بہ بین	کہ ہم سال مرگش غم مرگ بود ۱۳۰۰ھ

دیگر،

آن گران پایہ یار من راجندر	از جہان رفت و زیر خاک بخفت

[1] مولانا کے منجھلے بھائی مسٹر مہدی حسن مرحوم بی اے بیرسٹر ایٹ لاء مرحوم نے عالم شباب مین انتقال کیا،

خویشتن از میان رمید و مرا | خان و مان شکیب پاک برفت
چارہ چون نیست جز شکیبائی | خود چہ آید کنون زگفت وشنفت
از سروصل او توان بگذشت | گرچہ این حرف خود بیارم گفت
وانگہی سال مرگ او گفتم | کافتابی بزیر خاک نہفت

شبلی نعمانی، ۱۲ اپریل ۱۸۹۰ء

(۵)

عزیزی!

امتحان سے آئے، کہو سوالات کیسے تھے، جواب کیسے لکھے، افسوس کہ جلسۂ انعام مین تھین نہ تھے، مگر مجبوری تھی، کیا کہئے لڑکون نے ماسٹر کو برا بنا دیا ورنہ حکام کو بہت زیادہ نظرِ لطف تھی، ماسٹر کی تلاش مین ہون، دیکھو شب و روز مدرسہ کی فکر ہے، ذرا قوم کو اُبھارو،

آج کل تنہائی کی وجہ سے گھبراتا ہون مگر اتنا ہے کہ اس کی بدولت کبھی کبھی کچھ موزون کر لیتا ہون، رات بیٹھے بیٹھے ایک غزل لکھ ڈالی، دو تین شعر مرنے کے ہین، تھین بھیجتا ہون، نظام کا قصیدۂ تہنیت لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر لگتا نہین،

وہان کے کیا حالات ہین، جناب حافظ صاحب قبلہ کو تسلیم، بھئی چندہ کا نام لون گا تو خفا ہون گے، اچھا دوسرے وقت کو اٹھا رکھتا ہون، مگر اتنا کہہ دینا کہ جب ارکانِ مدرسہ سستی کرین گے، تو دوسرون سے کیا اُمید ہے، مصرع

---

[۱] سرِ وصل یعنی واؤ کا تخرجہ ہی، مصرعۂ تاریخ کا عدد ۱۳۰۹ ہی، اس مین سے ۶ کے تخرجہ کے بعد ۱۳۰۳ھ حاصل ہوتا ہی،

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہان سب سے ضروری بات بھول گیا، جنید[1] وغیرہ کی تعلیم کا خیال رہے، یہ بڑا فرض تم پر ہے، میرے آنے پر اگر کوئی خاص ترقی معلوم نہین ہوئی تو نہ تم میرے نہ مین تمھارا،

غزل

پوچھتے کیا ہو کہ کیا لائی ہے ... .[2]

وان جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ ....

کچھ اکیلی نہین میری قسمت — غم کو بھی ساتھ لگا لائی ہے

منتظر دیر سے تھے تم میرے — اب جو تشریف صبا لائی ہے،

ق

نکہتِ زلف، غبارِ رہِ دوست — آخر اس کوچہ سے کیا لائی ہے

موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے — یہ شبِ ہجر منا لائی ہے

مجھکو لیجا کے مری آنکھ وہان — اک تماشا سا دکھا لائی ہے

آہ کو سوے اثر بھیجا تھا — وان سے کیا جانئے کیا لائی ہے

شبلیِ زار سے کہدے کوئی — مژدۂ وصل صبا لائی ہے

شبلی، ۱۰ جنوری ۱۸۹۴ء

علی گڈھ

---

[1] مسٹر جنید بی اے، ال ال بی منصف کان پور، برادر اصغر مولانا، [2] یہ مصرعے چھٹ گئے ہین،

(۶)

عزیز من،

تمھارا خط آیا، جزاک اللہ، تم نے یہ نہین لکھا کہ مدرسہ بندول[1] کا ماسٹر کس درجہ کا پاس کئے ہے،

حمید سے تعلق نہین رکھتا، اس سے کہہ دو کہ وہ اپنے کام سے استعفا دیدے اور ساتھ ہی میرے تعلق سے بھی، مین اس کی کاہل طبیعت سے بیخبر نہ تھا، ادھر عبد الغفور کا ساتھ، احد یا ان لکھنو کا مجمع ہو گیا، میان حمید کو غفور کی ہمکلامی سے فرصت ہی تو نہین مل سکتی، جب کسی قوم مین ادبار پھیلتا ہے، تو یون پھیلتا ہے، فصبر جمیل، میرا پیغام ضرور اس سے کہہ دینا ورنہ مجھ کو سخت رنج ہو گا،

میرے نزدیک اگر مہابیر ص، ماہواری پر تین گھنٹہ مدرسہ مین پڑھایا کرین بطور ٹیوشن کے تو ان کو مقرر کر لیا جائے، اور اخیر کی جماعتین انھین کے متعلق کر دی جاین، اس کا جواب ضرور دینا چاہئے،

مین دو غزلین جو حال مین لکھی گئی ہین، تم کو بھیجتا ہون، فارسی غزل جو حمید کو بھیجی ہے عمدہ پرواز پر لکھی گئی ہے، اگرچہ فہم کی توقع نہین ہے، تاہم تم اسے دیکھنا،

اور باتین تمھارے جواب خط آنے کے بعد لکھون گا، مگر یاد رہے کہ مدرسہ کے حالات اور ان کی نسبت لوگون کے خیالات زیادہ تر لکھنا چاہئے،

---

[1] مولانا کا وطن، واقع اعظم گڈھ،

پوچھتے کیا ہو جو حالِ شبِ تنہائی تھا
رخصتِ صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا

شبِ فرقت مین دلِ غمزدہ بھی پاس تھا
وہ بھی کیا رات تھی کیا عالمِ تنہائی تھا

مین تھا یا دیدۂ خونابہ فشان تھی شبِ ہجر
ان کو وان مشغلۂ انجمن آرائی تھا

بار ہائے دلِ خونین کی طلب تھی پیہم
شب جو آنکھون کو مری ذوقِ خود آرائی تھا

رحم تو ایک طرف پایہ شناسی دیکھو،
قیس کو کہتے ہین مجنون تھا صحرائی تھا

آنکھین قاتل سہی پر زندہ جو کرنا ہوتا
لب مین اے جان تو اعجاز مسیحائی تھا

خون رو رو دیئے بس وہ ہی قدم مین چھالے
یان وہی حوصلۂ بادیہ پیمائی تھا

دشمنِ جان تھے ادھر ہجر مین درد و غم و رنج
اور اُدھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا

انگلیان اٹھتی تھین مژگان کی اسی رُخ پیہم
جس طرف بزم مین وہ کافر ترسائی تھا

کون اِس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقشِ قدم
چشمِ عاشق کی طرح اس کا تماشائی تھا

خوب وقت آئے نکیرین جزا دے گا خدا
لحدِ تیرہ مین کیا عالمِ تنہائی تھا

ہم نے بھی حضرتِ شبلی کی زیارت کی تھی
یون تو ظاہر مین مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کے لئے ترکِ مے و ساقی کرلون
واعظِ سادہ کو روزون مین تو راضی کرلون

پھینک دینے کی کوئی چیز نہین فضل و کمال
ورنہ حاسد تری خاطر سے مین یہ بھی کرلون

اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش
مین ذرا عمرِ گذشتہ کی تلافی کرلون

کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو یکسو ہو جائے
تم خفا ہو تو اجل ہی کو مین راضی کرلون

اور پھر کس کو پسند آئے گا ویرانۂ دل — غم سے مانا بھی کہ اس گھر کو مین خالی کرون

جورِ گردون سے جو مرنے کی بھی فرصت ملجائے — امتحانِ دمِ جان پرورِ عیسیٰ کرون

دل ہی ملتا نہین سفلون سے وگرنہ شبلی — خوب گذرے فلکِ دون سے جو یاری کرون

جناب مولوی محمد عمر صاحب کی کوتاہ قلمی کی شکایت کیا کرون، کتابون کی رسید تک نہ آئی، خیر میرا اسلام شوق قبول ہو، ہان ایک نہایت ضروری کام تم سے اور ہے، اور وہ یہ کہ میان احمد اللہ کے پاس میرے پیسے جمع ہین، اس کو لیکر میری طرف سے مولوی محمد حسین آزاد پروفیسر لاہور گورنمنٹ کالج کو بھیجدو اور ان کو یہ لکھدو کہ "براے مہربانی آپ سنین الاسلام کی دونون جلدین شاہ اسد علی وکیل الہ آباد کے پاس بمقام خلد آباد بھیجدین، جو خط ان کو لکھنا، عمدہ طور سے لکھنا، نیچے میرے دستخط مین یہ عبارت رہے "شبلی نعمانی پروفیسر محمڈن کالج"،

شبلی، ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء

(۷)

مجالس[1]

حاضرانِ مجلس، مولوی محمد عمر صاحب، محمد سمیع، عبد الغفور، حمید، حافظ حسن علی، صاحب، مولوی احمد اللہ،

باہمی گفتگو،

بھئی کچھ سنا ہے؟ (محمد سمیع) خیر تو ہے، ہان ایک تازہ واقعہ ہے، میان شبلی کا انتقال ہوگیا

---

[1] ایک مکالمہ کی صورت مین یہ خط لکھا گیا ہے،

(محمد یمیع) اے سچ، نہین جھوٹ ہو گا، ابھی ہفتہ بھی نہین ہوا، ان کا ایک خط میرے نام آیا تھا، (مولوی محمد عمر صاحب) لوتم نے آج سنا ہے ابھی اس کو تو کئی دن ہوئے انھون نے جو کتابین بھیجی تھین اس کی رسید بھی تو مین نے اسی وجہ سے نہین دی (محمد یمیع) انا للہ! افسوس ابھی مرنے کے کوئی دن تھے، (حمید) ہان واقعی سخت رنج ہے، مگر تقدیر سے کس کا زور چلتا ہے، (اور دبی زبان سے) ارے میان چلو قصہ پاک ہوا، آئے دن کی حکومتون سے دم ناک مین آگیا، بھلا روئداد تو خیر ایک بار کا کام تھا، لکھ بھی لیا، اب روز روز مدرسہ مین لڑکون کو مسودہ لکھاتے پھرو، اس پر طرہ یہ کہ ہفتہ وار مدرسہ کی رپورٹ لکھ کر ان کے پاس بھیجے رہو، اچھی خاصی بیگاری بھگتا کرو، (عبد الغفور) ارے میان خیر مرنا تو سب کے لئے ہے، ہان ان کے خط کا جواب رہ گیا، مگر یہ بھی کوئی زبردستی ہے، جی نہ چاہے تو مفت کی محنت کون گوارا کرے، (حافظ حسن علی صاحب) لو اب کی ان کو خط لکھتے لکھتے رہ گیا، امتحان کا حال لکھنا تھا، اور جو کچھ ہو، آدمی تو مزے کا تھا، دو گھڑی کیفیت رہتی تھی، (مولوی محمد عمر صاحب) بھئی کیا کہئے دل لگی ہی جاتی رہی، اور تو کس کام کا آدمی تھا، مگر ہان ذرا جی بہل جایا کرتا تھا، (مولوی احمد اللہ) اجی جی کیا بہلتا تھا، دنیا بھر کی شکایتین ہوا کرتی تھین، کبھی ان کی نقل کی، کبھی ان کا خاکہ اڑایا، اور اس کے سوا ان کا کام ہی کیا تھا، چلو اچھا ہوا،

یار خوش قسمتی سے ایسے ایسے عزیز احباب ہاتھ آئے ہین،

لوگ کہین گے کہ کیا حماقت کی ہے، مگر خدا کی قسم، دل کی چوٹ اور حضرات کی عنایت کا پورا چربہ ہے، تھین انصاف کرو، خط لکھنا کمبخت کون سا کام ہے

مگر یہ بھی نہین ہو سکتا،

ش نعمانی،

۷ فروری ۱۸۹۴ء

(۸)

عزیز من،

آج تمھارا خط پہونچا، یہ بھی چشم فلک کو بُرا نہ لگے، کہ عزیزون مین سے ایک شخص تو میرے حال سے محبت رکھتا ہے، زندہ باشی وجاودان باشی،

میان عبد الحمید صاحب کا خط آیا، ان پر تو خدا جانے کیا ستم ہوا ہے جس کا اُنھون نے بڑا ماتم لکھا ہے، عشق کے اکھاڑے مین میرا شیر بھی اترا ہے، خدا ہی خیر کرے، لکھتے ہین کہ میرا دل تو خود ہی ستم رسیدہ ہے مین کسی کی بات کی کہان تاب لا سکتا ہون، سچ ہے آخر قیس کا کوئی تو وراثت دار ہوتا،

کچھ اور سنا، ہمارے حضرت کو گمان ہے کہ چونکہ مین اڈریس خود نہین لکھ سکتا، اس واسطے مین نے ان کو تکلیف دی، خط مین لکھا ہے، "آپ نے یہ کیون یقین کر لیا کہ مجھ سے یہ کام بن آتا ہے، اگر آپ کر سکتے ہون، تو مجھ پر رحم کیجئے" ذرا اس کر سکنے کے جملہ کو دیکھو، خیر شاید ایسا ہی ہو، مگر یہ معلوم نہین کہ ہمارے حضرت کو ابھی سے کیا روگ لگا جس کا دکھڑا اگایا جاتا ہے، اگر کچھ ہو تو میری طرف سے مبارکباد دینا، ایسے منحوسون کا دنیا مین پیدا ہو کر آنا خدا جانے کس غرض سے ہے،

تعلیم کے متعلق جو شکایت مدرس فارسی کی ہو اس کو مولوی محمد عمر صاحب با آسانی مدرس

فارسی سے طے کر سکتے ہین، مولوی صاحب سے تم عرض کر دینا،

معلوم ہونا چاہیے کہ جو لڑکے آج تک جدید داخل ہوئے ہین، ان مین سے کس شخص نے کس قدر فیس داخل کر دی ہے،

عزیزی الحق کو ایک خط نظم مین لکھا ہے، ان سے لیلو، اُس کی فارسی بھی بڑی نہین، دو شعر اس مین اور بڑھا لو، وہ یہ ہین، ربط کے لئے ایک اوپر کا شعر بھی لکھتا ہون،

بنود بزمانہ یادرِ من ،	نے خواہرو نے برادرِ من
از جورِ سپہر خستہ باشم	در کنج غمے نشستہ باشم
کس را نبود ہمین بیانے	من باشم و درد جانگدازے

لکھو کہ ممبرون مین سے کس کے ذمہ کتنا چندہ باقی ہے؟

ایک اُردو کی غزل ذیل مین پاؤگے، ایک دن یون ہی لکھدی تھی،

مجھے حیرت ہے کہ جو کتاب میان عثمان[1] وغیرہ کے درس مین تجویز کی گئی ہے، یعنی، سفرنامۂ ناصر خسرو، وہ جب موجود نہین تو لڑکے پڑھتے کیا ہین اور کیون نہین مجھسے طلب کرتے،

میان عثمان کو میرا سلام کہو اگر انھون نے اپنی طرزِ زندگی کی اصلاح کی ہو تو اس سے بڑھکر مجھ کو خوشی نہین ہو سکتی،

جناب مولوی محمد عمر صاحب سے اس تغافل کی امید نہ تھی، معلوم نہین مین نے ایسی کیا خطا کی ہے، اور مُدادین وغیرہ کیونکر مرتب ہوئین کچھ عقدہ ہی نہین کھلتا،

---

[1] مولانا کے چچازاد بھائی،

تم دو قصیدے مانگتے ہو، دو کون؟ ایک عید کا قصیدہ تو البتہ مین نے لکھا تھا، اور وہ میرے پاس موجود ہے، کبھی تم کو بھیجدون گا، میرے ہاتھ کا لکھا ہے، اور صاف لکھا ہے، دوسرا مین نہین جانتا کیا کہئے زمانہ کے موافق نہین ورنہ اب کی پورا قصد تھا کہ دیوان فارسی مرتب کر دون،

مین ایک خط تمام طالب العلمون کو اِس مضمون کا لکھنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت کوشش سے فارسی کی تحصیل کرین ورنہ سب بیکار ہو گا، تم بھی بطور خود ان کو سمجھا لو،

میان عبد الغفور و میان نصیر احمد کا حال لکھو،

ہفتہ وار ایک خط لکھا کرو اگر کچھ مضمون نہ ہو تو یہی لکھدو کہ اب کے کوئی مضمون نہین پھر گھبرانا نہین ٹکٹ کے دام مین بھیجدونگا،

سید صاحب پنجاب سے واپس آئے اور دس ہزار روپیہ لائے، لوگون نے خوشی مین اون پر وہان پھول برسائے تھے،

مہدی کے فیل ہونے کا رنج کس کو نہین ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ مجھکو یہ رنج بہت پہلے ہو چکا تھا، کیونکہ قبل سے ان کا فیل ہونا مجھکو معلوم ہو چکا تھا، یہ حضرت بھی بس ہو چکے، شاید تین مہینہ کے بعد یہ لوگ پھر امتحان دیسکین گے، ان سے کہو ذرا اب ہوش سنبھالین، اگرچہ امید نہین ہوتی یون کسی قوم پر ادبار آتا ہے،

میان عبد الرؤف و فضل اللہ اسی عارضہ مین ہلاک ہوئے،

فصبر جمیل،

؎ اس کے بعد مرتب ہو گیا اور اسی سال شایع ہوا،

یار کو رغبتِ اغیار نہ ہونے پائے
گل تر کو ہوسِ خار نہ ہونے پائے

اس مین در پردہ مجھے ہین وہ اپنا ہی گلہ
شکوۂ چرخ بھی زنہار نہ ہونے پائے

فتنۂ حشر جو آنا تو دبے پاؤن ذرا
بخت خفتہ مرا بیدار نہ ہونے پائے

ہاے دل کھونے لگے کچھ کہہ نہ سکے سوز درون
آبلے ہم سخنِ خار نہ ہونے پائے

چپکے وہ آتے ہین گلگشت کو اے بادِ صبا
سبزہ بھی باغ مین بیدار نہ ہونے پائے

پھر کہین جوش مین آجائین نہ یہ دیدۂ تر
سامنے ابرِ گہربار نہ ہونے پائے

باغ کی سیر کو جاتے تو ہو پر یاد رہے
سبزہ بیگانہ ہے دوچار نہ ہونے پائے

جمع کر لیجئے غمزون کو مگر خوبیِ بزم
بس ہین تاک ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو ہین اُس بزم مین لیکن شبلیؔ
حالِ دل دیکھئے اظہار نہ ہونے پائے

والسلام

شبلی نعمانی، ۱۰ - فروری ۱۸۸۴ء

(۹)

عزیز من،

سید صاحب نے مصطلحات الشعرا طلب کی ہے، اس واسطے ضرور ہے کہ فوراً کتاب مذکور عزیزی محمد عثمان سے لیکر یا جہان کہین ہو تلاش کرکے بذریعۂ ڈاک روانہ کردو، سید صاحب کی نہایت تاکید ہے،

امورِ ذیل کا جواب اسی کارڈ پر لکھو، (۱) تمام لڑکے خصوصاً پانچوین صف کے بقدر امکان انگریزی بولتے ہین یا نہین، ٹیچرون نے اس طرف توجہ مبذول کی ہے یا نہین، (۲) چھوٹے لڑکے مشقِ خط کرتے ہین یا نہین، اور مسودہ لکھایا جاتا ہے یا نہین، (۳) ممبران باقی دار نے کچھ بھی زرچندہ ادا نہین کیا یا سہ ماہی و ششماہی، (۴) جمعرات کے دن انگریزی ہوتی ہے یا امتحان، (۵) مین نے کہا تھا کہ ہر ایک لڑکا کاپی رکھے گا جس پر مدرس فارسی کے بتائے ہوئے نوٹ روزمرہ لکھے گا، آیا ایسا ہوتا بھی ہی اور اگر نہین ہوتا تو تم مطلع کردو، (۶) مخدومی مولوی محمد عمر صاحب نے مڈل کی طیاری شروع کردی یا امروز فردا ہی، (۷) اگر آملی یا صفی یا ایسے ہی کسی اور اہل زبان کا دیوان ملے تو تم خریدنا چاہتے ہو، (۸) صاحب جج کب تشریف لیجائین گے،

کیون تم کو ٹکٹ کے بارے سبکدوش کردیا گیا یا نہین، اچھا السلام علیکم،

شبلی نعمانی،

۲۲، فروری ۱۸۹۳ء،

(۱۰)

عزیز من،

(۱) مین نے حضرت مولوی فاروق صاحب[1] سے عرض کیا تھا کہ میرا فارسی کلام کسی قدر چھپایا جائیگا اس واسطے اگر آپ اس کو دیکھ لین تو بہتر ہے، حضرت موصوف نے منظور فرما لیا ہے،

[1] مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی، مولانا کے استاد، تقریباً ۱۹۱۰ء مین وفات پائی، اس وقت بلیا مین عدالت منصفی کے وکیل تھے، دار العلوم کے چند سال تک مدرس اعلیٰ رہے تھے، آخر غازیپور مین پھر وکالت شروع کی تھی،

میرے پاس یہان جو کلام ہے وہ مین بھیجدون گا، گر فارسی کے نامے اور غزلین وغیرہ جو تمھارے پاس ہین، نہایت جلد مولانا کے پاس اِس نشان سے بھیجدو، بلیا عدالت منصفی، اِن دونون مین نے ایک واسوخت لکھا ہے، مجھے خود حیرت ہے کہ مین کیونکر اس کو لکھ سکا ہون، واقعی نہایت پردرد ہے،

سنین الاسلام[1] جلد اول جناب ماموں عبد الکریم صاحب کے پاس ہے، ان سے بذریعہ عبد الحمید لیکر فوراً مجھکو بھیجدو،

واسوخت[2] اور ایک اُردو نامہ جو قابل دید ہین خود اپنی زبان سے سناؤن گا، اس لیے بھیجتا نہین،

۲۷، مارچ ۱۸۸۴ء

(۱۱)

(۱) مدرسہ مین جو لڑکے نئے داخل ہوئے ہین ان کے نام ونشان سے واقف کرنا تھا، (۲) قصیدے جدید کون سے ہین ہو واسوخت البتہ ہے گر اس کے سننے کا لطف میری ہی زبان سے ہے، (۳) حزین تمھارے کس کام کی، اس کے اجزا اب الیف لے مین بھی داخل ہوگئے ہین (۴) حمید کو یہ خط دکھادو، اور اُن سے یہ کہہ دو کہ اتنا تو مجھ سے آزردہ نہ ہون کہ میری ہی کتاب مجھکو واپس نہ ملے، (۵) مولوی محمد عمر صاحب کو بھی خط لکھ چکا ہون، تم کو برابر لکھتا رہتا ہون اب کس کو شکایت ہے ہاں مفت کا الزام مقصود ہے تو کیا علاج، (۶) ہمارے یہان غالباً اخیر مئی مین تعطیل ہوگی، اور غالباً جولائی کے اخیر تک رہے، وہی میرے آنے کے دن ہین، (۷) مین نے اپنی کوٹھی کی درستی بنوائی

[1] مصنفہ پروفیسر محمد حسین آزاد، [2] افسوس کہ محفوظ نہین دیکھو ۱۲،

ہے، جس کا عرض و طول قریب پندرہ گز کے ہے، والد قبلہ سے عرض کرو کہ اگر میری کوٹھی پر چھت کے لئے حکم فرمادین تو نہایت عمدہ ہوگا، (۸) سنین الاسلام اگر میان حمید صاحب عنایت فرمادین تو بہت جلد بھیجو، (۹) اس وقت مین معتصم کا حال لکھ رہا ہون اور پہلی جلد انشاء اللہ یہین تک ختم کر دیجائیگی[۱]، (۱۰) آئینہ اسکندری خسرو دہلوی اور دیوان آصفی معرض بیع مین ہے، دیوان کے دو روپیہ ہین، مگر آئینہ اسکندری کے ہنوز معلوم نہین،

شبلی نعمانی، ۹ر اپریل ۱۸۹۱ء
علیگڈھ

(۱۲)

عزیز من،

مدت سے کوئی خط نہین آیا، ہمارے مولوی محمد عمر صاحب تو
ع گویا کہ ان تلون مین کبھی تیل ہی نہ تھا،
میان حمید صاحب تو خفا ہو بیٹھے ہین، میان عبد الغفور نے سمجھ رکھا ہے کہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے، تم بھی چپ ہو، مولوی صاحب کے پاس اشعار جو بھیجے تو تقویم پارینہ، میر امر ٹیڑا یا نامۂ فارسی بھیجا تھا،
چہ کنم کی ردیف کی غزل پر یہان ایک لطیفہ ہوا، چند لڑکون نے کہا کہ استاد کی

---

[۱] تاریخ بنی العباس کے متعلق یہ اطلاع ہے لیکن افسوس کہ اس تاریخ کا خیال بعد کو چھوڑ دیا گیا، اور "مشاہیر فرمانروایانِ اسلام" تک محدود کر دیا گیا،

غزل پر غزل لکھنی اس سے کیا حاصل،

ع ہمتاے فلک نہ ہو گا بادل،

مین نے کہا:-

ع دریا نہین کاربند ساقی،

غرض میری اور علی حزین کی غزل خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مصنف قیصر نامہ اور نیّر دہلوی کے پاس بغرض محاکمہ ارسال کی گئی، یہ وہی نیّر ہین جن کو غالب نے لکھاہے،

مجھ سے تھین نفرت سہی نیّر سے لڑائی،

فارسی نہایت عمدہ کہتے ہین، اور غالب کے تلمیذ ارشد ہین،

دونون نے تسلیم کیا کہ اہل زبان کا کلام ہے نیّر نے تو بہت تعریف لکھی اور لکھا کہ سلف کے کلام کے ہم پلہ ہے،

دونون صاحبون کا خط مین نے رکھ چھوڑا ہے، خط مین یہ نہین ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ غزلین کس کی تصنیف ہین، بلکہ اسی لئے دونون کے مقطع اڑا دیئے[1] تھے،

بیرنگ خط کا برا نہ مانتا ہین ان دلون دیوالیہ ہون، ابھی ۵ عہ ایک تاریخ کی کتاب کیلئے روانہ کر چکا ہون،

ان دونون غزلین اور بہ تتبع علی حزین لکھی گئی ہین، اور دلچسپ ہین، افسوس ہے کہ گھر پر نہ رکھ سکون گا، یہان کچھ سامان پیدا ہو گئے ہین، اگرچہ ضعیف ہین،

[1] اس غزل کا مطلع یہ ہے:- گر کم عقل نہ گیرم من حیران چکنم ✱ می دہر منبچہ ام بادہ فراوان چکنم،

واسوخت فارسی کے پندرہ بند ہین یعنی ۹۵ شعر اور اسی قدر نامۂ اردو کے حضرت استادؔ[1] نے بھی واسوخت کو نہایت پسند کیا، میرا قصد تھا کہ صرف واسوخت اور نامہ سر دست چھپ جائے مگر روپیہ نہین، کہین یہ سمع نہ سن پائین نہین تو روپیون کے ڈھیر لگا دین گے، کہ اتنے کے لیے چھپنا کیون بند رہے،

مدرسہ کی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوتی مولوی قربان علی صاحب نے لکھا ہے کہ مین مدرس انگریزی کی تلاش مین سرگرم ہون، ہان قواعد مدرسہ کے نہ آنیکی شکایت لکھی ہے، یہ سچ ہے کہ میرا کوٹھا گرمی کے قابل نہین، مگر مین عبد اللہ خان کے مکان پر رہنا پسند نہین کرتا، مجھسے تم لوگون کے بغیر کہین رہا جائیگا،

اچھا ذرا سلامون کا پشتارہ تو سر پر لو اور سب کے حصہ کا تقسیم کرآؤ، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، جناب حافظ حسن علی صاحب، جناب منشی خدا بخش صاحب، (بوڑھے تو شاید ہولیے چلو اب جوانون سے شروع کرو) مولوی احمد اللہ صاحب فخر الملۃ والدین کہین ف اڑانہ جانا، منشی حسن رضا خان صاحب، منشی ویلجان صاحب، ہماری شادی ٹھہراتے ہی رہ گئے، میان خادم حسین صاحب سے بہی سخت غلطی ہوئی ان کا نام کسی کے نام کے ساتھ ملا کر یا نیچے لکھنا تھا، اگرچہ ٹاٹ مین مونج کا گجینہ سمجھا جاتا، مکرمی مولوی محمد عمر صاحب کیا خطون کا جواب نہین دیتے تو سلام کا جواب بھی نہ دینگے افتخار القوم حضرت ماموں محمد سلیم صاحب دام فیضہ علینا، جناب مولوی محمد حسین صاحب مگر جانے وہ کہان ہون میرا سلام مفت مین خاک چھانتا پھرے کوئی بھول تو نہین گیا، آہا مرزا ے مختصر میان سلیم اللہ صاحب رہ گئے، اتنا سا تو قد مجمع مین نظر آئین تو کیونکر، ایک اور میرا مایۂ فخر و ناز

---

[1] یعنی مولانا محمد فاروق صاحب نے،

رہگیا جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب خیرالبنین کے صدقے مرزا ے مختصر بھی یاد آگئے تھے،

ع بہ نیکان بہ بخشد کریم،

ابتو چھوٹے چھوٹے عزیز رہگئے، اُن کو میرا اسلام و دعا چھوٹے ہی مزے مین رہے سلام و دعا

دونون سب کے نام کی تواب جگہ نہین (کاغذ مین ورنہ دل مین توسبھون کی جگہ ہے) ایک دو کا

نام سن لو، محمد عثمان، وسلیمان، یونس، علاء الحق، والسلام،

شبلی نعمانی،

۲۴ر اپریل ۱۸۸۸ء

(۱۳)

لیجئے اب آپ کو بھی چپ لگی، بھائی کوئی قصور تو نہین ہوا، ناراض کیون بیٹھے ہو،

وہ قصیدہ یہان نہین ملتا، وہین لکھوالو یا مین آؤنگا تو خود لکھدونگا،

ہان خوب تحقیق کرکے یہ لکھو کہ اس سال مال پنل لوگ کب روانہ کرین گے، اور قیاسًا

کس زمانہ تک بکری ہو جائیگی، اصل یہ ہے کہ مجھ کو نہایت مشکل اور کوشش سے بھی صرف

دو ہفتہ کی رخصت مل سکتی ہے جو ۱۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی، اس زمانہ مین اُمید وصولی

چندہ ہو تو بہتر ورنہ اپریل مین آسکتا ہون، تمھاری اور مولوی محمد عمر صاحب وغیرہ کی

جو رائے ہو لکھو،

مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے اشعار طلب فرمائے ہین، مین نے ان دنون کچھ

لکھا نہین ورنہ ارسال خدمت کرتا، افسوس ہے کہ تم بھی بیٹھ رہے، وہان کے حالات معلوم

ہی نہین ہوتے، مین اپنی کیا بتاؤن، وہی تاریخ کا جھگڑا ہے، ہر روز دو چار سطرین لکھ لیتا ہون،
فرحت احمد کے بھتیجا پیدا ہوا، تاریخ کی فرمایش تھی مین نے یہ شعر لکھے،

مرحبا مرحبا بمولودِ	کہ بود بادۂ ایاغِ کمال
باز در پیشگاہِ بزمِ وجود	گشت روشن ازو چراغِ کمال
مردمِ دیدۂ ہنر، فرحت	کہ توان یافت زو سراغِ کمال
سال تاریخ را چو امر نمود	گفت شبلی بہارِ باغِ کمال

سنہ ۱۳۰۲ھ

شبلی،

۲۷ر نومبر سنہ ۱۸۸۴ء

(۱۴۷)

عزیز من،

مثنوی[1] انشاء اللہ چھپ کر آتی ہے، چار آنہ قیمت عام ہے، اور عہ ر قیمت خاص جناب والد صاحب، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب، مولوی مرزا محمد سلیم صاحب حافظ عبد الغفور، جناب حافظ حسن علی صاحب، میان محمد سمیع، طلباے نیشنل اسکول غرض جو لوگ جس قیمت کے خریدار ہون ان سے دام لیکر فوراً بھیجدو، الہ آباد سے آٹھ نسخون کیلئے بحساب فی نسخہ عہ، خط آیا ہے، ہان عزیزی علی احمد کا نام بھول گیا تھا، دیکھئے خاص و عام کی تفریق کیونکر ہوتی ہے،

شبلی،

۵ر فروری سنہ ۱۸۸۵ء

---

[1] مثنوی صبح امید،

(۱۵)

عزیز من،

ایک کتاب حال مین مولوی حالی صاحب نے لکھی ہے، اور مجھکو تحفۃً بھیجی ہے، یہ شیخ سعدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانحمری ہے،

مین نے بے اختیار اس کو تمھارے لئے پسند کیا، اور مولوی حالی صاحب کو لکھدیا ہے، کہ وہ تمھارے نام بھیجدین، دیکھو کہین واپس نہ جائے، قیمت عہ ہے، واقعی بے مثل ہے، اور تم کو اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے، باقی خیریت،

اس کتاب کے اور بھی خریدار پیدا کرنے چاہئین،

والسلام

شبلی نعمانی، ۱۰ مارچ ۱۸۸۶ء

(۱۶)

بھئی سب نے خط لکھنے کی قسم کھالی ہے، یا کسی منت پر روزۂ سکوت رکھا ہے، آخر بات کیا ہے، مولوی عمر صاحب الگ دم بخود ہین، تم جدا خاموش ہو، مہدی نے اعظم گڈھ پہونچنے کی رسید تک نہین لکھی، والد قبلہ کو کام سے کہان فرصت، اِس مہنگی مین بھائی مولوی محمد سعید صاحب کی دو سطرین اگرچہ صرف مطلب کی ہین غنیمت معلوم ہوئین، کیا سنسان کا عالم ہے، گویا ان تلون مین تیل ہی نہ تھا، خیر شکایت کیون کیجئے، دوسرے پر زور کیا جب گھر بار چھوٹے، عزیز آشنا چھوٹے، تو غربت مین کوئی کیون کسی کا ساتھ دے، لو صبر آگیا،

اچھا یہ ذکر جانے دو، کام کی بات سنو، بڑا کمرہ جس مین والد قبلہ کچہری کرتے ہین، اس کے لئے دری بنوانی مقصود ہے، والد قبلہ کو لکھا تھا، انھون نے کچھ التفات نہ فرمایا، خیر تم اس کا عرض وطول، انگریزی گز کے حساب سے لکھ بھیجو، مین انشاء اللہ خود طیار کراؤن گا اگرچہ مصارف کی کثرت نے دیوالہ نکال دیا، دیکھو تاخیر نہ ہو،

ہان والد قبلہ سے کہکر دفتر کی میز جو چچی صاحبہ کے مکان پر ہے، بندول سے منگوالو، اس پر سبز بانات منڈھوانی ہے، درزی سے حساب کرانا کہ کتنی بانات درکار ہے، اور پھر مجھے لکھوین دام بھیجدون گا، تم طیار کرادینا ہو سکے تو وہان کے حالات سے مطلع کرو،

والسلام

شبلی نعمانی، ۲۵ مارچ ۱۸۸۶ء

(۱۷)

عزیزی

کل پہلا خط جب تمھارا آیا تو مین نے اس وقت قصد سفر کیا، دو ہفتہ کی رخصت لی گاڑی منگوائی، تمام سامان سفر ہو چکا تھا کہ تمھارا دوسرا خط آیا، اور سید صاحب کو خبر ہوئی تو انھون نے روکدیا، اور کہا کہ دوسرے خط ....

مجبوری کا عالم ہے، ورنہ کیا مین گروہ انسانی سے[1] ....[2]

حضور نہ سالار جنگ سے ناراض ہوئے، نہ سالار جنگ نے استعفا دیا، نہ سید صاحب اس لئے

[1] یہ سطرین کرم خوردہ ہین [2] مولانا کی پہلی بیوی کی شدت مرض کی خبر آئی ہے،

وہان گئے تھے[1]، البتہ اب کی بار خاص حضور نظام نے سید صاحب کی چند بار دعوت کی،
سید محمود صاحب یہین ہین اور کالج مین روزانہ جاکر دو صفون کو دو گھنٹہ تک پڑھاتے ہین ایف اے، اور بی اے کے لڑکے پڑھتے ہین، اور ان کا بیان ہے کہ ہم نے آج تک ایسی تعلیم نہین دیکھی تھی، اور نہ آئندہ توقع ہے، ان کی کثرتِ معلومات، طرز ادائے مطالب، وسعتِ تحقیقات پر عجیب حیرت سب لوگون کو ہے،
تمھارے اور چندے کے روپے عنقریب جاتے ہین، رومال سب کے سب میان حمید نے گم کردیئے، نہایت رنج ہوا تم کو بہرحال خطوط مین حالاتِ مرض سے اطلاع دینی چاہیئے،
مولوی محمد عمر صاحب و حافظین مخدومین کو تسلیم،

شبلی، ۶ راگست ۱۸۸۵ء

(۱۸)

برادر عزیز!
برادر مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمھاری والدہ کا انتقال ہوگیا، انا للہ و انا الیہ راجعون، بجائے یہ خط لکھکر مین تمھارا غم تازہ کرنا نہین چاہتا، مین اس درد سے خوب واقف ہون، اگر تمھین صبر آگیا ہو تو وہ بھی ایک مجبوری ہے، ورنہ آدمی کا جگر اور سینہ

این غم آنمایہ نباشد کہ کسے بردارد

[1] سرسید اس زمانہ مین حیدر آباد گئے تھے، لوگون مین مشہور تھا کہ سالار جنگ کے بجائے سرسید کا عہدۂ وزارت پر تقرر ہوگا،

مگر آخر کیا چارہ ہے،

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

اب تم پورے یتیم ہو، اور سچ تو یہ ہے کہ سخت رحم کے قابل ہو، بھائی جو لوگ باپ مان کا اس لئے ماتم کرتے ہین کہ وہ دنیاوی فائدون کے مرکز تھے، ان بے دردون کا مذکور نہین، ان کے دل سے پوچھئے جو والدین کی جھڑکیون مین بھی دوسرون کے مرحبا سے زیادہ مزہ پاتے ہین، جن کو والدین کے طمانچے بھی اصلی ہمدردی کی یادگار بنکر سامنے آتے ہین جن کو یہ خیال بےچین کر دیتا ہے، ہائے وہ کیا ہوئے جو ہماری تکلیفون مین ہم سے زیادہ تڑپ جاتے تھے، بھائی یہ لوگ قسمت سے ساتھ رہتے ہین، اور گئے تو پھر اپنا قائم مقام بھی چھوڑ نہین جاتے، ہائے یہ خیال اور ستاتا ہے کہ ان کی روحین اب بھی چین سے نہین، ہمارا خیال اب بھی ان کے لئے مایۂ آزار ہے، خیر میری طرح تمھین بھی خدا صبر دے،

شبلی، ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء،

(۱۹)

آج تمھارا خط آیا، مہدی سے کے جب ایسے خط آیا کرین تو اس سے مجھکو مشرف نہ کیا کرو صرف تعلیم وخیریت کے حال سے مطلع کرنا کافی تھا، خیر آئندہ خیال رکھو، مثنوی کے بارہ مین اس سے پہلے لکھ چکا ہون،

اخبار آفتاب مین مضمون نگاری کیا کرو، مشق ہو جائیگی بلکہ مین اصلاح بھی دیدیا کرونگا، یہان پرسون ایک عظیم الشان جلسہ ہے، جن طالب العلمون نے ولایت مین کامیابی حاصل

کی ہے، ان کے لئے خیر مقدم ہوگا سید محمود صاحب وغیرہ انگریزی مین اور صرف مین اردو مین اسپیچ کے لئے منتخب ہوئے ہین، دعوت بھی ہوگی مین شاید کوئی نظم اس وقت پڑھون، آجکل دماغ کے ضعف کی سخت شکایت ہے،

والسلام

شبلی، ۱۴ر فروری ۱۸۸۶ء

(۲۰)

السلام علیکم، تمھاری بے پروائیون نے اگرچہ دل سرد کردیا تاہم بیحیائی کرکے پھر تم کو خط لکھتا ہون، مین انشاء اللہ ۲۶ مارچ کو یہان سے روانہ ہونگا، اور الہ آباد ٹھہرتا ہوا اعظم گڑھ پہونچونگا، اب کی مین نے اسی وجہ سے ایک مدید تعطیل حاصل کی ہے کہ جگر اپنا علاج کرون، معلوم نہین تم نے جو کیون کا بندوبست کیا یا نہین؟

ان دنون یہان مدبر الملک وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ تشریف لائے ہین، (یہ ریاست پچاس لاکھ کی ہے) ان کے لئے کالج مین خوب جلسے ہوئے، مجھ سے نہایت شوق سے ملے، وہ مجھکو پہلے سے جانتے تھے، جلسۂ دعوت مین سید محمود کی فرمائش سے مین نے چند بند فارسی[1] مین لکھے اور کھانے کے بعد پڑھے، عجیب سمان بندھ گیا تھا، تمام حضار مجلس حقیقت مین بیتاب ہوگئے، سید محمود صاحب اٹھ اٹھ کر ہر بند کو کئی بار پڑھواتے تھے وزیر صاحب

---

[1] ابتدائی بند یہ ہے:۔

اے دل این مایہ انتظار کہ بود؟	آخر این سستی از خمار کہ بود؟
چشم شوقت برہگذار کہ بود؟	ہوس سرمۂ غبار کہ بود؟
این بہ بین خانہ جلوہ گاہ کہ ہست؟	پردۂ دیدہ فرش راہ کہ ہست؟

نے پڑھکر کہا کہ افسوس ہے کہ ان شعرون مین آپ نے میرا ذکر کیا ہے، ورنہ مین اس کی پوری داد دیتا، آج وہ یہان سے روانہ ہون گے،

مثنوی ہنوز چھپ کر نہین آئی، شاید ساتھ لا سکون، افسوس ہے کہ مین اتنی مدت مین کچھ کام نہ کر سکا، اب کی تعطیل تین مہینے پندرہ دن کی ہے، مگر یہ میرے لئے خاص ہی، ورنہ کالج کی اصلی تعطیل ڈھائی مہینہ کی ہے،

نیشنل اسکول کی حالت اس اثنا مین بہت کم معلوم ہوئی،

مولوی حالی صاحب نے مسدس پر جو اضافہ کیا ہے، مجھے بھیجا ہے، تمھارے لیے لاؤنگا، جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب و ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا،

شبلی۔ ۱۶ر مارچ ۱۸۸۶ء

علی گڈھ،

(۲۱)

بھائی ایسے شعر تو نہ لکھا کرو، تم کو تو ایک دل لگی یا آرائش نامہ مقصود تھی، مگر مجھ پر سخت اثر ہوا، اب کی تعطیل مین نہ آسکون گا، نیشنل کانگریس کا جلسہ ہے، اور ۲۸ تک ضرور ہی یہان رہنا ہے، نیشنل اسکول کے مڈل کلاس کا اگر کچھ اور پرائیویٹ انتظام تعلیم ہو سکے تو کرنا چاہئے، امتحان انتخاب کے پرچے عزیزی محمد اسحٰق بھیجین گے، اور وہی جوابات پر نمبر دین گے مگر امتحان کے وقت نگرانی کا کام صرف مولوی محمد عمر صاحب کرین،

عزیزون کو کسی معقول طریقے سے روانہ کردون گا، اور انشاء اللہ ۲۵ دسمبر تک یہان

سے روانہ ہو جائین گے، اکبر شریکِ امتحان ہو گا یا نہین، والسلام

شبلی نعمانی،

۱۴ دسمبر ۱۸۹۶ء،

(۲۲)

عزیزِ من،

تمھارا بیش بہا و بیش قیمت کارڈ آیا، اِس اسراف کا نہایت ممنون ہون، سچ یہ ہے کہ اگر یہ بھی نہ مرحمت ہوتا تو میرا کیا زور تھا، آخر مولوی محمد عمر صاحب کا مین نے کیا کر لیا جو ضروری عریضہ کا جواب بھی بے پروائی کے حوالہ کرتے ہین،

ایک ٹکٹ رکھدیا ہے، اب جواب آئے تو خط کے پیرایہ مین آئے، ٹکٹ کے بھیجنے سے تمھارا احسان کم قیمت نہین ہو جائے گا، آخر سادہ لفافہ تو تمھارے ہی دامون کا ہو گا،

لہ ....

مدرسہ کے حالات تعمیر کی تجویز، منشی محمد اکرام کا رقعہ یہ اُمور افسوس ہے کہ مین ان کو بھی ضروری خیال کرتا ہون، افسوس اس لئے کہ تمھاری رائے بھی اس خصوص مین شاید مخالف ہو گی،

بھائی سامنے کے بہ نسبت آدمی غائبانہ زیادہ پہچانا جاتا ہے، کارڈ مین جو کم سخنی صرف ہوئی ہے اس وقت موزون ہوتی جب سامنے بھی خاموشی مین مولوی فیاض احمد کے ہمزبان

لہ دو سطرین کرم خوردہ ہین،

ہوتے، خیر ایں ہم غنیمت است،

مجھکو نینی تال مین[1] کچھ دلچسپی نہین ہے، بس اتنا ہے کہ روزے[2] یہان گرمی نہین دکھاتے،

سید محمود کی مستقل تقرری[3] مین چند معزز انگریزون کی مخالفت کچھ کم زور نہ تھی مگر بخت د اقبال کی تیز چمک نے یہ ظلمت ہٹادی،

سید صاحب مجھ سے اصرار کرتے ہین کہ تم اپنا فوٹو لو، یہان کا فوٹوگرافر نہایت اُستاد ہے مگر کم سے کم ...[4] کا خرچ ہے جس مین بارہ تصویرین طیار ہون گی، دو فوٹو خود سید صاحب خریدنا چاہتے ہین، مین نے کہا بھی کہ بھلا آپ سے قیمت کون لے گا، مگر وہ نہین مانتے، دس کاپیان باقی رہین، اگر ۱۰/۶ احباب سب خرید لین تو مین کھنچوانے پر آمادہ ہون، دیکھو اتنے نام خیال مین آتے ہین، الحق، علی احمد، محمد، تم، حمید، حافظ حسن علی صاحب، جناب والد قبلہ، جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب اور کس کا نام بتاؤن، مگر اس تحریر کا یہ مقصد نہین کہ تم تصویرون کے بیچنے مین دلالی کرتے پھرو، خود بطور خود[4] ....

خواہش کرین تو اور بات ہے، جناب سید صاحب اپنے حالات سفر لکھنا چاہتے ہین، ان کی تصویرین بھی ہون گی، میری تصویر اسی غرض سے مانگتے ہین، مگر ابھی یہ بات کہنے کی نہین اپنے ہی تک رکھنا،

اب کی پٹنہ محمڈن اسکول سے جو خاص مسلمانون کے ہاتھ مین ہے، ۲ آٹھ لڑکے انٹرنس

---

[1] اس وقت مولانا سید صاحب کے ساتھ نینی تال مین تھے، دیکھو ۳-۱، [2] رمضان کا زمانہ تھا، نینی تال کی بلندی مین روزے تکلیف دہ نہ تھے، [3] جی کی تقرری، [4] نصف سطر کرم خوردہ ہے،

مین پاس ہوئے جن مین پانچ مسلمان ہین،

محمڈن تعلیمی مجلس اس سال لکھنؤ مین ہو گی، اشتہار مین شایع کیا گیا ہے کہ شبلی مسلمانون کے "گذشتہ تعلیم" پر ایک وسیع مضمون پڑھے گا، شاید یہ مضمون مین جی لگا کر لکھون اور گرانمایہ لکھون۔ ہان دیکھنا کہین حافظ صاحب (حبیب اللہ خان صاحب) کی خوشبو تو نہین آتی اگر میری قوت شامہ صحیح ہے تو ان کو تسلیم کہو،

نعمانی

۰ رمئی ۱۸۸۹ء

(۲۲)

السلام علیکم، اگرچہ اب مجھکو کسی قسم کے رنج دلانے والی بات سے بہت کم رنج ہوتا ہے بلکہ اکثر نہین ہوتا، لیکن تمھارا طرزِ تحریر غیر معتدل تھا، اور عذر بھی نامعقول، مگر خیر بات کو طول دینے سے کیا فائدہ، اعزہ فارسی نثر کی بھی ایک کتاب پڑھتے تھے جو ان کے پاس موجود ہو گی، بوستان کے چار شعر کافی ہین، باقی ایک وقت وہ کتاب پڑھنی چاہیے، تم میان حمید کو میری طرف سے تاکید کر دو،

مولوی محمد عمر صاحب کا کارڈ مجھکو نہین ملا اور نہ توقع ہے کہ ملے، ان کو ترقی کی میری طرف سے مبارکباد دینی چاہیے، اگرچہ ان کی قابلیت کا یہ بہت کم نرخ ہے، مولوی صاحب پر کیا ہے، اگر تمھین ذرا تکلیف کرو اور لکھو کہ منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہین اور کیون توقف ہے؟ مکان مدرسہ کی نسبت کیا کارروائی ہو رہی ہے، کوئی نیا ماسٹر ملا یا نہین، تو کچھ اتنا ہرج نہ ہو گا، مین

لے اس زمانہ مین یہ ترقی تعلیمی بھی غنیمت سمجھی جاتی تھی،

مکان پر واپس آنا چاہتا تھا، مگر شاید کوئی خاص فائدہ حاصل نہو، جو مضمون مین کانگرس مین دونگا وہ کانگرس کی طرف سے چھاپا جاویگا، نقل لینے کی کیا ضرورت ہے،

سنئے ایک بہاریہ قصیدہ لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ ابھی صرف ۲۰ شعر ہوئے مگر امید ہے کہ لیبیٹ بڑھکر ہوئے، غالباً غالب سے کم رتبہ کا نہو، توارد کے ڈر سے قصائدِ غالب تم سے طلب کیا،

شبلی نعمانی، ۱۶ رجون ۱۸۸۶ء،

(۲۴)

سلام علیک، مین اپنا مسطر وہان چھوڑ آیا، بڑے کمرے کے صدر جانب جو الماری ہے، اس کے پہلے تختہ پر ہے، فوراً بھیجدو، اور اگر نہ ملے تو مجھے اطلاع دو، ذرا محمد علی سے بھی دریافت کر لینا،

والد قبلہ سے کہکر دادا صاحب کی تصویر بھجوا دو، یا ان سے لیکر تم خود بھیجدو،

۶ بزی محمد یہان پانچوین کلاس مین داخل ہوجائین گے، جنید وغیرہ نے بھی انگریزی شروع کی ہے،

میری بیاض کا قریباً آدھا حصہ چوری گیا، نہایت افسوس ہے،

ماسٹر کے لئے متعدد جگہ خطوط گئے ہین، امید ہے کہ کامیابی ہو، حمید کو رائے دو کہ فوراً یہان چلے آئین، ورنہ یہ سال بھی ضایع ہوگا، جس قدر ہوسکے جلد آئین، ماموں صاحب کے اگر گھر ین نہ رہ جائین،

والسلام،

شبلی نعمانی،

۱۷ رجولائی ۱۸۸۶ء

(۲۵)

برادرم،

مین تم کو خط لکھتا ہون، اس لئے نہین کہ تم محمد آباد مین ہو، اعظم گڈھ مین بھی تم ہوتے تو وہ ایسا ضروری امر ہے کہ لکھنا ہی پڑتا،

ضامن کو اس زمانہ مین نہایت تکلیف تھی، سردی کھاتا تھا، اور کچھ نہ کرسکتا تھا مجھکو معلوم ہوا تو مین نے کچھ روپئے بھجدیئے جس سے اس کی سرمائی بنی، پھر کتابون کی ضرورت ہوئی، اور نہایت ہرج ہونے لگا، اس نے مجھ سے کہا تو تم کو وہ خط لکھا گیا، جو بے شبہہ سخت تھا،

اگرچہ مین ایک بے ہودہ بحث مین پڑنا نہیں چاہتا، تاہم یہ ہرگز یقین نہین کرسکتا کہ تمھارے وسائل آمدنی تنخواہ تک محدود ہین، علی ضامن کو اعظم گڈھ مین گھر سے خرچ آتا تھا تم نے بند کرایا، گودام مین سیکڑون روپیے کہان سے لگتے ہین، خیر اس فضول قصہ کو جانے دو،

تم الہ آباد آؤ گے، اس سے مجھکو خوشی ہوئی، مین نے اعظم گڈھ والون کے لئے وہان کانگرس کے احاطہ مین ایک جدا کمرہ مقرر کرا لیا ہے، سب وہین رہین گے، اور مین بھی شاید اس زمانہ مین وہین رہون، ہان وہ ضروری امر جو اس خط لکھنے کا باعث ہے، یہ ہے کہ مین انشاء اللہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء ضرور قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤن گا، اور غالباً چھ مہینے وہان قیام کرون گا، مین چاہتا ہون کہ تم ساتھ چلو، صرف راہ سے تم کو کچھ تعلق نہین، علی ضامن[1] کا بھی بندوبست ہو جائیگا، تم کو بلا تنخواہ چھ مہینہ کی رخصت بھی مل سکتی ہے، تم اس تجویز کے ہر پہلو پر غور کر کے مجھکو جواب لکھو، میرا سفر ہر طرح قطعی ہو چکا ہے، زیادہ تفصیل عند الملاقات معلوم ہوگی،

[1] مکتوب الیہ کے بھائی کا نام ہے،

لایف آف ابوحنیفہ کا پہلا حصہ مین ختم کرچکا، اب دوسرا حصہ شروع کرونگا، والسلام

شبلی نعمانی، ۱۱ر دسمبر ۱۸۸۹ء

(۲۶)

برادرم،

مین نے خوشی کے ساتھ علی ضامن کا نام کامیاب شدہ طلبار کی فہرست مین پڑھا اب کیا ارادہ ہے، الہ آباد بھیج سکتے ہو تو اچھا ہے علی گڈھ کے متعلق دو تجویزین ہین،

(۱) کسی قدر وظیفہ یعنی سے ماہوار مقرر ہو جائے گا، لیکن بورڈنگ کا صرف اس سے زیادہ ہو،

(۲) میرے مکان پر رہے صرف خوراک کے علاوہ فیس سے رہو گی، لیکن صرف خوراک سے تم کو کچھ مطلب نہ ہوگا،

تمھارا عزیز میرا عزیز ہے، اس لئے جو اعانت ہوسکے میرا فرض ہے، اور اس کے قبول کرنے مین مضائقہ نہ کرنا چاہئے، اگر مین عزیزانِ قوم کے کام نہ آسکون تو کس کام کا؟

والسلام

نعمانی، ۲۷ر اپریل سنہ ء

(۲۷)

عزیز من،

ایک ہفتہ سے بخار مین مبتلا ہون جیسی گذرتی ہے، خدا جانتا ہے حمید سے یا تم نے شعرون کے لئے نہین کہا یا تو وہ پہلے حمید بن گئے،

بندول کے مدرسہ فارسی کا حال لکھو، مین نے اس کی نسبت ایک خوابِ پریشان دیکھا ہو،
میان نصیر کا کچھ پتہ لگا،
تنخواہ آئے تو سب چندے بھیجتا ہون، اور کیا لکھون ضعف سے لکھنے کا یارا کہان، نیل[1]
وغیرہ کا حال لکھو،
والسلام،
شبلی نعمانی، ۸ ستمبر ۱۸۹۰ء

(۲۸)

عزیزی،
یہ دریافت کرو کہ مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹ[2] مین ہین یا نہین، اگر ہون تو خود
وہان جاکر ان سے میری طرف سے عرض کرو کہ وہ فوراً یہان تشریف لائین، حاجی اسمٰعیل خان کے
بھائی اپنی تعلیم کے لئے ان کو بلاتے ہین، پچاس تنخواہ اور کھانا وغیرہ مستزاد، مولوی صاحب کو نہایت
آرام ہوگا، یہان سے وہ جگہ دس بارہ میل ہے،
فوراً لکھو کہ اس تعطیل مین یہان کون کون حضرات تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہین، چھوٹے
چچا کو ضرور آنا چاہئے،
سیرۃ النعمان یعنی لایف آف ابوحنیفہ بالکل تیار ہے، اخیر دسمبر مین انشاء اللہ مطبع سے شائع
ہوگی، تین سو صفحون کی کتاب ہے، ایک روپیہ چار آنہ قیمت قرار پائی ہے، اگر تم یا اور کوئی شخص
اکٹھے پچاس جلدین منگوا لے تو اس کو پانچ روپیہ کا فائدہ ہوگا، کیونکہ سو روپیہ پر بیس روپیہ کمیشن

[1] اس زمانہ مین نیل کی تجارت ہوتی تھی، [2] چریاکوٹ اعظم گڈھ مولوی صاحب موصوف کا وطن تھا،

مقرر کیا گیا ہے،

یہ کتاب وہان خوب پھیلانی چاہیے، گو محنت اور جانکاہی بہت ہوئی، لیکن خدا کا شکر ہے کہ کتاب بھی اچھی تیار ہوئی،

اب کی کانفرنس مین مجمع تو بہت نہ ہوگا، لیکن بڑے بڑے لایق جمع ہون گے اور اپنا جوہرِ کمال دکھائین گے،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۲ر دسمبر ۱۸۹۱ء

(۲۹)

برادرم،

دس جلدین حسب فرمایش دیلو، پی، بھیجی گئین، چار جلدین اور قیمت ادا کر کے بھیجتا ہون ان کو فروخت کر کے اسکول کا چندہ ادا کر دینا، پانچ روپیہ قیمت ہی اور آٹھ آنہ محصول ڈاک ہی حساب سے فی جلد لگا لینا،

اعظم گڈھ اور دیہات و اطراف مین اس کتاب[1] کے بہت سے نسخے شایع ہونے چاہئین، حنفیون کی مزید اطلاع کا باعث ہوگا، چند اشتہارات بھی بھیجدیئے ہین، کچہری کے عمال اور سوداگرون کو اس سے واقف ہونا چاہیے،

مولوی محمد فاروق صاحب کا کچھ پتہ نہ چلا، پھر کوشش کرو،

والسلام،

شبلی، ۱۳ر جنوری ۱۸۹۲ء،

[1] یعنی سیرۃ النعمان کے،

(۳۰)

میان محمد سمیع،

بھائی عجیب معاملہ ہے، ذرا تم بھی سنو اور انصاف کرو کہ کون حق بجانب ہے، مین نے وہ دوسو روپیہ (ہان یہ بھی یاد رہے کہ یہ دوسو نہ تھے، کیونکہ ایکسچنج کی وجہ سے مجھ کو صرف مالغہ [۱۹۰] یا اس سے کچھ زیادہ پہونچے تھے، مین نے یہان آکر اپنے پاس سے دوسو روپیہ پورے کر دیئے) مولوی محمد عمر صاحب کے پاس بھیجدیئے کہ دادا مرحوم کی یادگار مین چھوٹے چچا کے نام سے جمع کر دین اور چچا کو نہایت شکرگذاری کا خط لکھا، اور اطلاع دی، کہ وہ روپیے آپ کے نام سے اس طرح جمع کر دیئے گئے، چونکہ مجھ کو خیال تھا، کہ وہ واپس لینا گوارا نہ کرین گے، اور مین خود اپنے پاس رکھنا پسند نہ کرتا تھا، اس لئے ایسی صورت نکالی، کہ دونون مطلب نکل آئین، اب تماشا یہ ہے کہ چچا صاحب وہ روپئے لئے لیتے ہین، اور میان اسحٰق بھی ان کی تائید پر آمادہ ہین، مین سخت حیرت مین ہون کہ جو روپیہ کسی کو دیدیئے ان کو واپس لینا کون سی ہمت ہے، میان اسحٰق کہتے ہین کہ بندول کے دائرہ مین ہمت کا یہی پیمانہ ہے، تم علی گڈھ کی باتین کرتے ہو، مجھ کو افسوس ہوتا ہے کہ آج چچی مرحومہ زندہ نہین ورنہ مین دکھا دیتا کہ بندول ہی ہمت کا اور بھی معیار ہے، انھون نے نیشنل اسکول مین پانسو روپیے دینے کہے تھے اور سو دے بھی دیئے اور تقاضا کیا جاتا تو سب وصول ہو جاتا، واللہ مجھ کو تعجب اور سخت تعجب ہے، غالباً چھوٹی چچی کو ایسی پست ہمتی پسند نہ ہو، لیکن میان اسحٰق اور چچا نہین مانتے، خیر اچھا ہوا، مین سبکدوش ہو گیا، اور بندول کی نئی اصطلاح سمجھ مین آگئی، ذرا تم بھی تو اپنی رائے ظاہر کرو، لیکن خدا لگتی کہنا، رو رعایت

کو دخل نہ ہو،

والسلام،

شبلی، ۴ فروری ۱۸۹۳ء،

(۳۱)

برادر عزیز محمد سمیع سلمہ،

خط پہونچا، مین تین چار مہینہ سے اکثر صحیح نہین رہتا، آج پانچوان دن ہے، کہ بہت سخت بخار آیا، ایک سو چھ درجے پر حرارت تھی، چار دن تک یکسان حالت رہی، اور نہایت سخت تکلیف رہی، کلہ سے کمی ہے لیکن تکلیفین وہی ہین، کھانسی بہت ہے، کونین جو بہت سی کھلادی ہے تو کان سے بہت اونچا سننے لگا ہون،

مولوی محمد کامل نہین آتے تو مولوی محمد منیر حریاکوٹی کو لکھو، اور بہت جلدی جواب حاصل کرکے میرے پاس بھیجدو،

پچیس ۲۵ بھیجتا ہون اور آیندہ سے انشاء اللہ التزاماً پانچ بھیجا کرون گا،

سیرۃ النعمان کب کی ہوچکی[1] دوسری بار چھپ رہی ہے، نتیجہ امتحان سے خوشی ہوئی، میان اسحاق سے رائے لیکر ایک عرضی مزید امداد کے لئے بربنا رپورٹ انسپکٹر گورنمنٹ مین بھیجنی چاہئے،

محمد شبلی نعمانی،

یکم اپریل ۱۸۹۲ء

---

[1] یعنی پہلا اڈیشن صرف تین مہینے مین ختم ہوگیا، دیکھو مکتوب ۲۸،

(۳۲)

برادرم،

السلام علیک، تمھارا خط پہونچا، میان منیر آئین تو نہایت جلد آئین، یہان ان کے رہنے سہنے کا بھی بندوبست کر دیا جائیگا،

تمھاری ہمدردی بہت کچھ قابلِ شکر ہے، گھر والون کے عام سکوت مین تمھاری اتنی صدا بہت غنیمت ہے، مین انشاء اللہ اگر اچھا ہو گیا تو اسی مہینہ مین کشمیر جاؤنگا، اور ڈیڑھ دو مہینے وہان رہونگا، اگر تم کشمیر تک چلو تو ضرور چلے آؤ، سفر کا خرچ جو تقریباً چالیس پچاس ہو گا (دونون طرف کا) تمھارے ذمے، باقی اقامت کا خرچ میرے ذمے، علاوہ میری ہمراہی و ہمدردی کے کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت نہین، یہان نہ دیکھا تو قیامت مین اگرچہ جنت اس کا نمونہ دیکھنے مین آئے گا، مگر اصل و نقل مین پھر فرق ہے، بہرحال آتے ہو تو آؤ ورنہ جواب لکھو، کہ انتظار نہ کرنا پڑے،

بخار کے دورے ہوتے جاتے ہین، آج ڈاکٹر صاحب نے بڑے سروسامان سے بخار کے رد کرنے کے لئے تیاریان کی ہین، مگر دیکھئے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے،

والسلام

شبلی،

۵ر اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۳)

میان سمیع،

مین کشمیر سے بیمار ہو کر واپس آیا، اور خرچ کی سخت زیرباری ہوئی تم نے پتھر کے بھیجنے کا وعدہ

گیا تھا، اب یہ حال ہے کہ والد تم کو تقاضا لکھتے ہین اور تم کو خبر تک نہین ہوتی، پتھر کے بغیر تمام کام ابتر اور خراب ہو رہا ہے، جلد توجہ کرو، تم کو اس سے زیادہ لکھنا بیجائی ہے، والسلام،

شبلی، علی گڈھ، ۳۱ر جولائی ۱۸۹۲ء

(۳۴)

میرا مجموعۂ نظم فارسی مطبع مین چھپنے کے لئے گیا، اور امید ہے کہ جلد تیار ہو جائے، اخبار کے پرانے فائلون اور بعض اور طریقون سے جہان تک ہو سکا، اشعار جمع کئے گئے، جس کے محرک بلکہ جامع نواب سید علی حسن خان فرزند نواب صدیق الحسن خان مرحوم ہین،

میان مھدی کے واپس آنے پر مین نے مشن اسکول کے جلسہ کے لئے ایک نظم لکھی تھی، آمدہ اس کی ردیف ہے، اگر تم اس کو بہم پہونچا کر بھیجدو تو وہ بھی چھپ جائے، تمھارے ذریعہ سے اس مجموعہ مین اگر کچھ اضافہ ہو سکتا ہو تو اٹھا نہ رکھو، لیکن اس کے ساتھ جلدی بھی شرط ہے، کیونکہ عید تک چھپ کر شایع ہو جانا مقصود ہے،

مین آج کل سفرنامہ لکھ رہا ہون، والسلام،

شبلی نعمانی، ۲۶ر مارچ ۱۸۹۳ء

(۳۵)

خط پہونچا، ہان مجھکو نارنگیان بہت پسند ہین، لیکن تمھاری تکلیف کے لحاظ سے کبھی تکلیف نہین دی، مین آدمی تو ہون مگر "اناالناس[1]" کو پسند نہین کرتا، روپیون کی جلد ہی نہین آجائین گے،

[1] اناس کو ظرافةً "انا الناس" لکھا ہے،

اب کی ضامن وحید کی کامیابی کی کافی امید ہے، حامد وجنید کا امتحان سالانہ ابھی ختم ہوا، دونون پاس ہوئے، اور دوسرے یعنی سکنڈ کلاس مین چڑھا دیے گئے، نظم فارسی تم کو تحفۃً بھیجتا ہون، مین نے اس کا کاپی رائٹ نیشنل اسکول اعظم گڈھ کو دیدیا ہے، اس خیال سے چاہتا ہون کہ اس سے معتدبہ رقم آجائے، اعظم گڈھ والون کے لئے مین نے اس کی قیمت ۲ع فی کاپی مقرر کی ہے، معمولی قیمت ۸ع رہے، غالباً معمولی قیمت کے خریدار گورکھپور مین بھی مل جائین،

الفاروق انشاء اللہ تعالیٰ لکھون گا، لیکن وقت کی تعیین نہین کرسکتا، معلوم نہین سفرنامہ سے ملک کو کہان تک دلچسپی ہوگی، اس کا اندازہ ہوتا تو اسی حساب سے جلدین چھپتین، امید ہے کہ مین جون کی تعطیل مین گھر جاؤن،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۱ اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۶)

السلام علیکم، فوراً لکھو کہ حافظ حسن علی صاحب کے روپے وصول ہوئے یا نہین، اگر نہین تو تمکو دینا پڑیگا، آج مین نے والد قبلہ کو چند اردو اخبارات بھیجے ہین، وہ دیکھ چکین تو تم لے لینا، اور اپنے پاس رکھنا، مولوی حالی کی نظم کا پرچہ ضرور محفوظ رہے،

والسلام،

شبلی، ۱ فروری ۱۸۹۳ء

(۳۷)

بیٹے[1] .... چھوڑے انشاء اللہ عنقریب مکان آؤنگا، گو مجھے کوئی ظاہر بیماری

---

[1] یہ سطرین کرم خوردہ ہین،

نہین، مگر طبیعت مین وہی افسردگی سی ہے،

ندوہ کی کامیابی کا حال جوان کی ترقی مقصود کا مبارک دیباچہ ہے، تم کو معلوم ہوا ہوگا۔

یہان[1] مین نے مجلسِ مباحثہ مین اس بات پر لکچر دیا کہ ہمارا گذشتہ طرزِ تعلیم موجودہ طرزِ تعلیم سے

عمدہ تھا، اور لطف یہ کہ عموماً طلبہ نے میرا ساتھ دیا اور ....

سید محمود بالکل مجھ سے موافق تھے،

تم کوئی فرمایش کرو تو بشرط امکان لیتا آؤن، ہمارے مکرم مولوی محمد عمر کی خدمت مین تسلیم

کہو، اور حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب کی خدمت مین بھی، اگر قبول کرین،

شبلی نعمانی،

۱۹ر نومبر سنہ ۹۶ء

(۳۸)

عزیزی

سلام علیکم، تمھاری کوتاہ قلمی میرے تمام جوشون کو برباد کر دیتی ہے، بھائی ٹکٹ کے دام

میرے حساب مین رکھ لے، مگر خدا کے لئے خطوط تو دسوین پندرھوین دن بھیجا کر،

مین دو ایک مہینے سے بالکل بیکار رہتا ہون، دماغ سے کچھ کام نہین ہو سکتا، اب کی

انشاء اللہ مکان پر نہایت مستعدی سے علاج کرون گا، میری خواہش ہے کہ تمام تعطیل اعظم گڈھ

بسر کرون، بندول دو تین روز سے زیادہ نہ رہون،

---

[1] یعنی علی گڈھ کالج کے یونین کلب مین،

ہان دو چوکیان چھوٹے پایون کی طیار کرانی منظور ہین، حافظ حسن علی صاحب نے ایک چوکی خریدی تھی جواب چھاؤنی پر ہے، ذرا اس سے طول عرض مین زیادہ، والد قبلہ سے لکڑی کے لئے کہنا، اگر گودام پر موجود ہو تو فبہا، ورنہ خریدنے کا بندوبست کرکے مجھکو قیمت سے مطلع کرنا، مارچ کے اخیر تک دو چوکیان بالکل تیار رہین، نہایت تاکید جاننا،

تعطیل مین انشاء اللہ عزیزی جنید وغیرہ میرے ساتھ اعظم گڈھ رہین گے،

میان نظیر محمد کا مضمون آفتاب ہند مین مین نے بھی دیکھا، معلوم نہین کس نے لکھا تھا، خیر خاصہ تھا، افسوس ہے کہ تم کبھی نہین لکھتے،

یہان ان دونون خوب جلسے ہوگئے، بیرسٹرون کے لئے خیر مقدم ہوئے، میان عبد المجید[1] جون پوری بھی تھے، مجھ سے بہت انس پیدا کیا، اصرار کرتے رہ گئے کہ الہ آباد مین ان کے ہان ٹھہرون، اور ان کو پہلے سے مطلع کردون، کل مولوی عبد الغفور و شاہ امجد اللہ بھی یہان پہونچے، امجد اللہ کی خر دماغی پر سخت حیرت ہوئی، ان سبھون کو منصفی اس سے زیادہ مغرور کرتی ہے، جتنا کہ فرعون کو مصر، مولوی عبد الغفور نہایت لطف سے ملے، خیر ان حضرات سے کیا مطلب؟

ہان ایک اور لطیفہ سنو، مولوی عبد الغفور نے مجھ سے کہا کہ سنا ہے کہ مہدی نہایت آزادانہ بے تمیزی کے خطوط اپنے والد قبلہ کو لکھتے ہین، اور اس خط کا حوالہ دیا، جس مین انھون نے لیڈیون کے ناچ کا ذکر کیا تھا، مجھکو یہ تعجب ہوا کہ یہ خبرین ان لوگون کو کیونکر پہونچتی ہین، والد قبلہ جو مہدی کے خطوط ان سبھون کو سناتے ہین، تو سب اسی نکتہ چینی کی غرض سے سنتے ہین، خیر لیٹ دی ڈاگ بارک[2]

[1] آنریبل نواب عبد المجید الہ آباد، [2] انگریزی محاورہ "کتے کو بھونکنے دو"

مینے مولوی محمد عمر صاحب کے خط مین یہان کے مذہبی جوش کا حال لکھا ہے، مجھکو افسوس ہے کہ اس مین اسحاق اور عثمان کا ذکر ناحق لکھا، مولوی محمد عمر صاحب اس حصۂ خط کو لوگون کو نہ دکھائین،

ان دنون اردو کی ایک غزل لکھی تھی اور حمید کو بھیجدی، تم ان سے منگالو، آج کل داغ اور حالی کی دلی مین خوب معرکہ آرائیان ہین، دو تین غزلین اخبارون مین چھپی بھی ہین، داغ کا دوسرا دیوان بھی چھپ گیا، اور تیسرا چھپ رہا ہے، مثنوی نہایت خراب لکھی ہے، میری مثنوی میرے ساتھ آویگی عموماً اہل سخن نے نہایت پسند کیا،

بخدمت جناب حافظ حبیب اللہ صاحب تسلیم قبول باد،

شبلی،

۶ر مارچ ۱۸۹۶ء

(۳۹)

عزیز من،

تم نے شاید اس لئے خط وکتابت کو خیرباد کہا کہ مین نے تمھارے ایک پیسہ کی فیاضی کی قدر نہین کی، یعنی تمھارے کارڈ کا جواب نہین لکھا خیر غلطی ہوئی معاف کرو،

مدرسہ کے حالات بہت کم معلوم ہوتے ہین، دیکھئے اب کی انسپکٹر کا ملاحظہ کیسا ہوتا ہے، جاڑون کی تعطیل مین ڈل کلاس کو اعظم گڈھ رہکر کوئی انتظام تعلیم کا کرنا چاہئے، مھدی کے

---

[۱] مولانائے مرحوم داغ کو بہت پسند کرتے تھے، اور کثرت سے ان کے شعر ان کو یاد تھے،

حالات اگر کچھ معلوم ہون اور دلچسپ بھی ہون تو لکھو لیکن اگر چھاؤنی وغیرہ کا آلھا ہو تو کچھ ضرور نہین

اعزہ اچھے ہین اور بڑی بات یہ ہے کہ گھبراتے نہین، اگرچہ گھر چلنے کے دن گنتے رہتے ہین،

سید صاحب فرماتے ہین کہ انگریزی بھی شروع کرا دیجائے مگر مین ابھی مناسب خیال نہین کرتا ہون

نثار کالج سے آ گئے، معلوم نہین بھائی مجید کہان گئے، افسوس ہے کہ عزیزی اسحٰق اس تعطیل مین مکان پر نہ ہون گے،

مین نے عیدیہ قصیدہ مین آج کل ایک تقریب سے کچھ تغیر کیا ہے، کوئی ۲۷ شعر بڑھا دیئے ہین، مگر اتنی ہی اصل سے نکال بھی دیئے، واقعی یہ شعر جو بڑھائے گئے ہین بلند پایہ ہین،

نمونہ بھیجتا ہون، اس کا آدھا تھان لیکر فوراً بھیجدو، اگر رنگ مین کسی قدر تفاوت ہو تو کچھ ہرج نہین،

تعطیل مین تم کہان رہو گے،

نعمانی، ۲۷ر نومبر ۱۸۹۶ء

(۴۰)

لو بھائی ہم مین کا ایک عنصر کم ہو گیا، عزیزی مہدی[1] نے جان دی، اور کس حالت کے ساتھ کہ کلیجے کے ٹکڑے اڑ گئے،

مین بدبخت پاس تھا، اور اس لئے جتنے تیر پھینکے سب میرے ہی جگر پر لگے، ہائے اس کی جوانمرگی! ہائے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد دنیا سے جائیگا، ورنہ مجھ پر لعنت اگر مین اس سے ناراض رہتا،

[1] ایک قدیم ہندی کوزمیہ نظم جس کو گا کر پڑھتے ہین، [2] مولانائے مرحوم کے منجھلے بھائی،

ہائے سب بُرا ئیون پر وہ سب سے اچھا تھا، آج چوتھا دن ہے لیکن خدا کی قسم اس وقت تک دل نہین ٹھہرتا، سو بار رو چکا ہون اور دل نہین ٹھہرتا، اس کی ایک محبوب یادگار ہے جس کو وہ یہن کہتا تھا یعنی شافیہ[1] اس سے بار ہا لپیٹ کر رو دیا ہون لیکن کچھ بھی تو تسلی نہین ہوتی، اس کو تسلی دینا چاہتا ہون لیکن خود بیقرار ہو جاتا ہون، ایک اور اس کے نام سے وابستہ بد قسمت ہے جو پہلے چھوٹی بھاوج تھی لیکن اب پیاری بہن ہے،

تم لوگ مرنے سے باہر ہو، ہان آفت زدون کو سنبھالنا میرے سر چھوڑا ہے، ہائے مہدی وائے مہدی،

بدبخت ازلی

شبلی نعمانی، ۲ر جولائی ۱۸۹۶ء اعظم گڈھ،

(۱۸)

مین واقعاتِ حال کی وجہ سے تنگدل ہو کر تفریح کے لئے سفر کرنا چاہتا ہون، موازنہ قومی اور والد قبلہ کی صحت یابی کا جلسہ کر کے جانا ہے، تم غالباً نہ آسکو، اسلئے اسقدر ضرور کرو کہ نقشہ مطبوعہ مع اصلاح و ترمیم کے بیرنگ میرے پاس بھیجدو، تاکہ مین مجمع مین پیش کر سکون جلسہ پانچ چھ دن مین ہوگا،

والد اب لفضلہ اچھے ہین، والسلام،

شبلی، ۱۳ر جولائی ۱۸۹۶ء

اعظم گڈھ،

---

[1] مہدی مرحوم کی یتیم لڑکی،

(۴۲)

نقشہ پہونچا، تمھاری محنت اور تحقیق کا مین جلسہ مین خاص طرح پر اظہار کرون گا،
جو پہلو تمھارے خیال مین ہے مین اس سے غافل نہین ہون، اصل یہ ہے کہ اسکول کی حالت
نہایت نازک حالت پر آگئی ہے، اور سخت جوش پیدا کئے بغیر اس کا ٹھہرنا مشکل معلوم ہوتا ہے،
ایک سو⁽¹⁰⁰⁾ ماہوار کی کمی پوری کرنی ہے، اس لئے اس کا جلسہ کرنا ضرور تھا، اسی کے ضمن مین یہ جلسے
بھی کر دیئے جاتے ہین کہ لوگ کسی طرح شریک تو ہون، باقی تعزیت وتہنیت کا اجتماع الضدین تو
مین اس کا پہلو سنبھال کر کارروائی کرون گا،

شبلی، ۱۳ر اگست ۱۸۹۶ء

(۴۳)

عزیزی،

چندہ غالباً تم نے بھیج دیا ہوگا،

امورِ ذیل لکھ بھیجو،

مین نے وکالت کا امتحان کس سنہ مین دیا؟

رام پور وغیرہ کا سفر کب کیا؟[1]

اعظم گڈھ مین تحصیلداری کا مدرسہ کس سنہ مین قائم ہوا تھا؟

والسلام

شبلی، ۱۱ر نومبر ۱۸۹۶ء، علی گڈھ

---

[1] بغرض طلب علم،

(٤٤)

کارڈ پہونچا، اب کی رپورٹ قدرت علی خان کے ہان نہین چھپے گی، مین اس کو نہایت خوشخط اور صاف، عمدہ کاغذ پر چھپواؤن گا،

تمھارا چندہ کسی کے ذریعہ سے نہین پہونچا، فوراً بندوبست کرو،

اب کی انسپکٹر نے اسکول کا معائنہ کیا، بہت خوش گئے اور ہائی سکشن کی ایڈ کا حکم دیا لیکن ساتھ ہی یہ قید لگادی کہ اگر نومبر ۹۸ء تک اسکول کی عمارت پوری نہ بنجائیگی تو ایڈ بند ہوجائیگی، اب سخت تردد ہے کہ کیا کیا جائے،

دسمبر مین حامد کی شادی ہے، مین اس دن شادی کی حقیقت اور اس کے مراسم پر نہایت وسیع اور پرزور لکچر دون گا، اور انشاء اللہ بیہودہ رسمون کی جڑ کاٹ دون گا،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۲۴ نومبر ۱۸۹۷ء

(٤٥)

بھائی سمیع! تم ایسے الفاظ کیون لکھتے ہو، بے شبہہ مین لوگون کو نہین بلاؤنگا لیکن تم شوق سے آؤ، اور لکچر سنو، البتہ گھنٹہ جانا مین پسند نہین کرون گا، ورنہ اور ون کو شکایت ہوگی، لیکن شادی دسمبر مین ہوتی نظر نہین آتی، وہان والے کہتے ہین کہ ایام منحوس ہین، اس لئے ۱۹ جنوری چاہتے ہین، خط کتابت ہو رہی ہے،

---

[1] جلسہ سالانہ قومی کی رپورٹ،

مدرسہ حاجی صاحب وغیرہ کے برتہ پر نہیں بن رہا ہے، خدا نے جو چاہا تو وہ بنے گا، اور ضرور بنے گا، میاں سمیع، لوگ اپنے مکان میں عموماً ہزار دو ہزار صرف کر دیتے ہیں اور یہ عام بات ہو رہی ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ لوگ مدرسہ کو اپنا نہیں سمجھتے، بہر حال یہ طے شدہ امر ہے، کہ اگر اور کوئی جنا نہ دے تو میں کل کمرے صرف اپنی لاگت سے بنواؤں گا، والسلام،

شبلی نعمانی، ۶ر دسمبر ۱۸۹۶ء

(۴۶)

میاں سمیع،

تار میاں عبد الحلیم نے دیا تھا، نقل ان کے پاس ہے، سو اتفاق یہ کہ وہ گورکھپور چلے گئے، آج شاید آجائیں، اس وقت بھیجدوں گا،

ایک فتوی آیا تھا، ان سے کہدو کہ میں فتوی وغیرہ نہیں لکھتا، جس مسئلہ کو پوچھا ہے اس کو شاہ اسحاق صاحب و مولوی عبد الحئی صاحب وغیرہ نے بدعت لکھا ہے، اور علمائے بدایوں جائز سمجھتے ہیں،

شبلی، ۳۰ر محرم الحرام ۱۳۱۸ھ
اعظم گڈھ،

(۴۷)

خط[1] بھو نچا جو خبریں مشہور ہیں وہ صحیح نہیں، بے شبہ یہاں[2] میری بڑی آؤ بھگت ہوئی، میرے لکچریں جو لوگوں کے اصرار سے دیا گیا، بہت بڑا مجمع ہوا، خود وزیر عدالت صدر انجمن ہوئے، نواب

[1] یہاں سے حیدر آباد کے زمانۂ قیام کے خطوط ہیں، [2] یعنی حیدر آباد میں،

مدار المہام بہادر یعنی وزیر اعظم نے نہایت احترام سے شرف نیاز دیا، اور مجھکو یہان کے قیام کی ترغیب دی، لیکن کام کی بات ابھی کوئی نہین ہیری ملازمت کا تحریری حکم ان کا آگیا، لیکن مین نے اس کو منظور نہین کیا،

بہت بڑی کامیابی ہوتی لیکن بدقسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے تعلقات کشیدہ ہین اور وزیر اعظم کے اختیارات حسب قانون حضور نے بالکل گھٹا دیئے ہین اور اس وجہ سے ہر کام مین حضور سے اجازت لینی پڑتی ہے، یہ صرف چند روز سے ہوا ہے،

بہرحال دیکھئے کیا ہوتا ہے، بےشبہہ اگر مین ملازمت کر سکتا اور کسی قدر دنیاداری بھی مجھ سے بن پڑتی تو دنیاوی فائدے بہت حاصل ہوتے، لیکن میان سمیع! عمر کا بڑا حصہ صرف ہو چکا[1] چند برسون کے لئے دامنِ زندگی کو کیا آلودہ کرون، دعا کرو کہ جو گردن ہمیشہ بلند رہی بلند ہی رہے[2] گھر کے مصائب نے یہان تک بھی پہونچایا، ورنہ مین اپنے گوشۂ عافیت کو فلک نما[2] سے کم نہین سمجھتا ہون،

میان کے تیر و نشتر آتے رہتے ہین اور کلیجے کو چھلنی کئے دیتے ہین، بہت کچھ ارادہ ہجرت کا ہے[3]، اگر عرب پہونچ گیا تو تمام جھگڑون سے نجات ہو جائیگی، والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۲ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء، حیدر آباد،

[1] مولانا کے والد نے ۲۰۔۳۰ ہزار روپیہ قرض چھوڑا تھا، اسی کی خاطر مولانا کو تلاشِ ملازمت کرنی پڑی، دیکھو مکتوب ۵۰،

[2] حیدر آباد کی ایک مشہور ممتاز عمارت کا نام جو اب نظام کا مسکن ہے،

[3] معاملات ندوہ کی پیچیدگیون کے بعد آخری زمانہ مین بھی یہی عزم تھا، لیکن افسوس کہ فرصت نہ ملی،

(۸۴)

عزیزی،

مین یہان آکر ایسا پھنس گیا کہ مصرع

نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے،

ہمت کہتی ہے، مصرع،

بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش است،

مصلحت فریب دیتی ہے کہ تم مین اور بہت سے لوگ شامل ہین، ان کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے

افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ پانچ برس کے انقطاع کے بعد مین نے جو تعلق اختیار کیا[1] وہ صرف اس لئے تھا کہ ایک زنجیر پاؤن مین پڑ جائے تاکہ مارا مارا نہ پھرون، لیکن بد قسمتی دیکھو کہ مصرع

ایک چکر ہے میرے پاؤن مین زنجیر نہین،

زندگی کے چند انفاس باقی ہین، وہ آرام سے کٹ جاتے لیکن ایسے نصیب کہان ؟

ہان ایک بات اسی سلسلہ مین ضرور ہے، سنو، اور تعمیل کرو، زنانہ غالبًا بند دل سے خاصڈ یہ آگیا ہوگا، وہان تعلیم کے لئے مین نے فاطمہ[2] کو سخت تاکید کی تھی، غالبًا کچھ نہ کچھ ہوئی ہوگی، اب یہان کا کیا انتظام ہوگا، جو دن رائگان جاتا ہے ایک عمر عزیز کے برابر معلوم ہوتا ہے، تم خاص انتظام کرو ورنہ پہلی بنیاد بھی اکھڑ جائیگی،

مین صہ ماہوار جیب خرچ کے لئے بھیجا کرتا تھا، خاصڈ یہ کیونکر بھیجون، کہو تو تمھارے پاس

---

[1] یعنی پہلی بیوی کے مرنے سے پانچ برس بعد دوسری شادی کی [2] فاطمہ مولانا کی صاحبزادی کا نام تھا،

بھیجدون، تم پہونچا دینا، اگر تمھاری رائے یہی ہو تو اس مہینے کی رقم اپنے پاس سے بھیجکر مجھکو اطلاع دو،

تم جانتے ہو کہ حسنِ صورت کی نوبت ہو چکی، میری قسمت مین دونون کا اجتماع نہ تھا اب کوئی چیز مایۂ تسکین ہو سکتی ہے تو صرف حسنِ سیرت ہے، اس کے لئے سب سے مقدم تعلیم ہے،

حیاتِ جاوید کی نسبت رائے پوچھتے ہو، مین کچھ کہنا نہین چاہتا، تم مقلد نہین مجتہد ہو، پھر تقلید کیون کرو اور وہ بھی چھوٹی امت کی،

والسلام،

شبلی، ۱۷ جون ۱۹۰۱ء،

حیدر آباد،

(۱۴۹)

عزیزی!

یہان کے حالات غالباً تم نے اخبارون مین پڑھے ہون گے، مختصر یہ کہ دنیا ادھر کی اُدھر ہو گئی، مولوی سید علی صاحب وغیرہ نکلے اور بقیہ نکلتے جاتے ہین، مین بھی دو چار روز کا مہمان ہون، حامد مکان پر چلے گئے اور شاید واپس آئین،

مین چونکہ یہان سے نکل کر گھر نہ جاؤنگا اس لئے چاہتا ہون کہ زنانہ پہلے روانہ کردون تمھارے ہان ۱۷ سے تعطیل ہو گی اگر تم آجاتے تو حیدر آباد بھی دیکھ لیتے اور زنانہ تمھارے ساتھ چلا جاتا، تم کو صرف آنے کا کرایہ دینا ہو گا، جواب سے مطلع کرو، میان رشید یہین ہین اور مستقل ہین، داغ، شرر، سید علی بلگرامی، سید حسین، یادگارانِ زمانہ کو دیکھنا چاہو گے تو سب یہی موجود ہین،

شبلی، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء،

(۵۰)

عزیزی،

مین اچھا ہون مگر پریشان ہون، یہان برسون مین ایک چیز کا فیصلہ ہوتا ہے، میرے سررشتہ اور دائرۃ المعارف پر ایک کمیشن بیٹھی ہے، اس کی رپورٹ پر فیصلہ ہوگا، لیکن مین پہلے ہی یہان کی سازشون سے سخت گھبرا گیا ہون،

سلسلہ آصفیہ مین ایک فرنچ مصنف کے دو سفرنامے دکن کے اور ایک خاص دکن کی تاریخ مصنفہ مولوی عبد الغفور ملازم سررشتہ چھپی ہے، اور یون تو میری کتابین بھی اِسی سلسلہ مین داخل ہین، الغزالی چھپنے کے لئے گئی ہے،

اگر دیہات بک کر قرضہ ادا ہو جاتا تو مین دو ہزار پر بھی یہان کی بلکہ کہین کی ملازمت نہ کرتا، مین نے ندوہ مین رہنے کا عزم جازم کر لیا ہے، دیکھیئے یہ آرزو کب پوری ہوتی ہے، مولوی سید علی ۸ر مارچ کو ولایت روانہ ہون گے،

یہان ایک عجیب کتاب دیکھی جو بہت ہی قدر کے قابل ہے، مرزا صائبؔ نے اپنے انتخاب سے تمام شعراء کے کلام کا ایک مجموعہ طیار کیا تھا، اس کا بہت عمدہ نسخہ ہے، ایسے بے مثل اشعار انتخاب کئے ہین کہ اس سے بہتر ہو نہین سکتا، افسوس مالکِ کتاب اس کو جدا نہین کرتا[1]،

والسلام،

شبلی، ۵ر فروری سنہ ۱۹۰۲ء

---

[1] بالآخر مولانا نے یہ کتاب خرید لی جو مولانا کے کتبخانہ موقوفہ ندوہ مین موجود ہے،

(۵۱)

کارڈ پہونچا، بنیشنل سے معلوم نہین کوئی قومی لڑکا پاس ہوا یا نہین،

نذر کے روپیے اپنے پاس رکھو، اس کے تین مصرف ہین یا تو موازنہ ترقی قومی کے مصارف کے لئے رکھو، یا بنیشنل مین اس غرض سے بھیجدو کہ اس سے چھوٹا سے چھوٹا فرنیچر کا سامان لے لیا جائے وہان اس کی بڑی کمی ہے، یا کسی غریب طالب علم کو وظیفہ مین دیدو،

میرے حالات اب یہان نہایت خراب ہین، والسلام

شبلی، ۲۸ر اپریل ۱۹۰۲ء

(۵۲)

عزیزی،

حسب طلب دس جلدین مرسل ہین، ان مین درجۂ اول کی تین ہین قیمت بھیجدینا، قیمت کے علاوہ دو آنہ جلد کی قیمت ہے، اور محصول علاوہ،

قواعد انجمن اُردو مین اس قدر اب ترمیم ہوئی ہے کہ خریداران مستقل ارکانِ اعانت قرار دئے گئے، تم اپنے خریدارون کو بھی مطلع کردو، انجمن کی تیار کردہ کتابین زیر طبع ہین، مین نے میرانیس کے کلام پر ایک مفصل ریویو لکھا ہے جو ایک کتاب کی صورت مین شائع ہوگا،

علم الکلام چھپ رہا ہے، والسلام،

شبلی، ۷ر نومبر ۱۹۰۳ء

حیدرآباد،

(۵۳)

مین مستعفی ہو کر وطن آگیا، اگرچہ مدار المہام کو میرے قیام پر اصرار تھا، لیکن مین نے آخر ملازمت کے جوئے کو اتارنا ہی مناسب سمجھا،[1]

موازنہ ترقی مین جو اضافہ ہوا ہو، بھیجدو، اور یکشنبہ کو اگر یہان آسکتے ہو تو مطلع کرو،

و السلام،

شبلی، ۵ فروری سنہ ۱۹۰۵ء

(۵۴)

عزیزی،

شعر العجم، کا نامقبول ہونا معلوم تھا، لیکن «یک کس مردہ باشد مردہ باشد، از قاعدۂ حکمت نباید گذشت» ایک علمی کتاب ناول نہین بنائی جاسکتی تھی، جب سے شائع ہوئی ہے، ہر طرف سناٹا ہے، حسن ظن کی بنا پر کچھ لوگون نے منگوائی وہ بھی پچھتاتے ہون گے، لاگت بھی وصول ہونے کی امید نہین، مقدور والون کو کتاب مستعار دینا یورپ کے اصُول کے خلاف ہے،

مسلم لیگ کے تقاضہ پر دلی جا رہا ہون، وہان سے اگر جون پور آسکون گا،

جو خط کسی قدر خاص ہون، ان کو سید سلیمان کے پاس نہ بھیجو،[2] فرصت کے وقت مین خود دیکھکر فیصلہ کر لون گا،

---

[1] مولانا کا حیدر آباد مین اپریل سنہ ۱۹۰۱ء سے جنوری سنہ ۱۹۰۵ء تک تین برس ۱۰ مہینے قیام رہا،

[2] بغرض اندراج مکاتیب شبلی،

شعرالعجم، کے دوسرے حصے کسی قدر دلچسپ ہین،

شبلی، ندوہ

۲۷ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۵۵)

عزیزی،

الغزالی عبداللہ خان، کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد کے پتہ سے منگوالو ہین نے بھی وہین جاکر کی

تم میرے پاس آجاتے تو بڑا آرام ہوتا، اب اس قدر ضعیف ہو گیا ہون کہ معمولی کھانے پینے کا انتظام

بھی سخت گران معلوم ہوتا ہے، نوکر معتبر نہین ملتے،

صرف ایک دو گھنٹے صبح کو کچھ لکھ لیتا ہون، باقی تمام دن بیکاری مین گذرتا ہے، مطلق کوئی

چیز نہین لکھ سکتا،

نالۂ شبلی، کے چھاپنے والے مدعی ہین کہ رقم کسی قومی کام مین دین گے مجھسے

تو پہلے پوچھا تک نہین،

سیرۃ النبی ؐ، بقدر امکان ہوتی جاتی ہے، یہ عمر بھر کا حاصل اور وسیلۂ نجات ہے،

عجم کی مدح کی، عباسیون کی داستان لکھی
مجھے چندے مقیم آستانِ غیر ہونا تھا

مگر اب لکھ رہا ہون سیرتِ پیغمبرِ خاتم ؐ
خدا کا شکر ہے، یون خاتمہ بالخیر ہونا تھا

شبلی۔ لکھنؤ،

۰ر جنوری سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۶)

ہان نسبتہ بہت اچھا ہون، دو گنی بلکہ چو گنی ترقی ہوئی ہے، تاہم صرف ایک وقت کی غذا رہ گئی ہے، اور وہ بھی دو توس،

تمھاری تعطیل کب شروع ہوگی، اب کی تعطیل مین ضرور بمبئی آؤ اور شرط یہ ہو کہ مولوی عمر صاحب کو لیتے آؤ تم نے بمبئی جو دیکھی وہ کچھ اور تھی اور اب اور ہی، بہرحال مولوی صاحب کو ضرور آمادہ کرو، مین صحت کے خیال سے ابھی یہین رہنا چاہتا ہون،

سیرۃ نبوی کے چھپنے کا بھی یہین بندوبست کرنا چاہتا ہون،

اردو مین تاریخی نظمین جو مین نے الہلال مین لکھی تھین علی گڈھ والے علحدہ مع فوٹو چھپوا رہے ہین،

ایک مشہور ہندوستان کا دستی مصور جو اپنے کمالِ فن دکھانے کے لئے ولایت جا رہا ہے اس نے میری دستی تصویر اپنے شوق سے طیار کی ہے،

شبلی - ۱ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

افسوس ہے کہ تم سے ملاقات نہ ہوسکی، مین اب دائم المرض ہون، غذا آٹھ مہینہ سے صرف ایک وقت ہے، ضعف بڑھتا جاتا ہے، اس پر بھی خدا کا شکر ہے کہ صبح کے ایک دو گھنٹے لکھ لیتا ہون، اعظم گڈھ کا بنگلہ خالی کرا لیا ہے، کسی قدر آراستہ ہو جائے تو قصد ہے کہ گرمیون مین اگر رہون، تم اب پنشن لو، اور کچھ برادری کا کام کرو یعنی نیشنل اسکول کو سنبھالو، میان اسحاق بھی تعطیل کا زمانہ اس پر صرف کرنا چاہتے ہین اور میان حامد نے تو یہان اُبچ

کی لی ہے، کہ مین اگر اعظم گڈھ مین رہون تو وہ بیتکاری چھوڑ کر اسکول کا کام کرین گے، خیر عمل نہین نیت تو اچھی ہے،

مضامینِ عالمگیر کے لئے دفتر ندوہ کو لکھدیا ہون، جدید اردو[1] نظمین تم آگرہ سے لائے ہونگے، پولیٹیکل نظمین بھی ایک صاحب چھاپ رہے ہین، یہ بڑھاپے کا زور ہے،

شبلی، لکھنؤ،

۲ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء،

[1] نالۂ شبلی دیکھو مکتوب مابعد،

۹- مولانا حبیب الرحمن خان[1] صاحب شروانی،

رئیس بھیکم پور (علی گڈھ) کے نام،

(۱)

تسلیم، خط پہونچا، مسودہ مطبوعہ[2] ارسال ہے، جناب نواب عبد الشکور خان[3] صاحب کو بھی دکھلایئے گا، لیکن ابھی زیادہ تعمیم منظور نہین،

مین نے علم کلام پر لکھنا شروع کر دیا ہے، اس فن کی کتابین دور دور سے آرہی ہین، اس قلمی کتاب کی نقل کا سامان کیجئے،

والتسلیم

شبلی نعمانی،

۸ رفروری سنہ ۱۸۹۹ء،

(۲)

تسلیم، اصل یہ ہے کہ میری تمام بیماریون کا سبب معدہ کا فساد ہے اور اب تک نہین گیا،

---

[1] مولانائے مرحوم اور جناب مولوی صاحب موصوف مین تعلقات نہایت راسخ اور قدیم تھے، المامون جب نکلی ہے تو مولوی صاحب نے اس پر ریویو لکھا تھا، یہ تعلقات کی ابتدا ہے، جیسا کہ مولانائے مرحوم خود فرماتے تھے، سلسلۂ مکاتبت کی ابتدا سنہ ۱۸۹۹ء سے ہوئی ہے، یعنی تقریباً اس زمانے سے جب مولانا نے علی گڈھ چھوڑا،

[2] متعلق انجمن ترقی اردو،

[3] عم بزرگوار مکتوب الیہ، جنھون نے سفر حج مین وفات پائی،

غذا ٹھیک ہضم نہین ہوتی، کئی کئی وقت بھوک نہین لگتی، کبھی نفخ رہتا ہے، کبھی قبض، اور اکثر تبخیر، ان اسباب سے نہ قوت آتی ہے، نہ ظاہر حال مین تندرستی معلوم ہوتی ہے، شب و روز پلنگ پر پڑا رہتا ہون، ضروری ڈاک کے لئے ایک ملازم بمشاہرہ دس روپیہ رکھ لیا ہے، والسلام،

شبلی نعمانی،

۱۵ر فروری ۱۸۹۹ء،

(۳)

بدستور بیمار ہون، دو تین دن سے بخار کی شدت ہو گئی ہے،

مسٹر آرنلڈ نے دیوان منوچہری[1] مطبوعۂ یورپ مستعار مانگا ہے، براہ مہربانی آپ اپنا نسخہ ان کے پاس لاہور کالج کے پتہ سے بھیج دیجئے، کیا الفاروق پر ریویو لکھنے کا ارادہ نہین؟ یا وہ اِس قابل نہین؟

والسلام

شبلی نعمانی،

۱۸ر اپریل ۱۸۹۹ء

(۴)

مخدومی! مین نے خود الفاروق کی اطلاع آپ کو دی تھی، غالباً خط تلف ہو گیا، مین اب تک صحیح نہین ہوا، الفاروق بھیجی جائیگی، لیکن چونکہ آپ درجۂ اول کے طالب ہین، اور وہ

[1] منوچہری غزنوی دور کا مشہور شاعر ہے، اس کا دیوان ایران مین بھی چھپا ہے، لیکن نہایت غلط، فرنچ مستشرق کزمرسکی نے پرس سے اس کا نہایت عمدہ اڈیشن مع ترجمہ فرنچ و حواشی کے شایع کیا ہے،

مجلد ہو رہی ہے، اس لئے ذرا دیر ہو گی،   والسلام،

شبلی نعمانی،

۸ رمئی ۱۸۹۹ء

(۵)

بہتر ہے معارف[1] مین بھیج دیجئے لیکن پہلے ان سے پوچھ لیجئے کہ چھاپین گے بھی یا نہین، اڈیٹر صاحب مجھ سے خفا ہین، مین اب ڈاکٹری علاج کر رہا ہون، ایسی زندگی سے تنگ آگیا ہون جس مین آپ صاحبون سے ملنا بھی نہین ہو سکتا،،

شبلی،

۱۰ رمئی ۱۸۹۹ء،

(۶)

اب ادائے حق دوستی کا وقت ہے حکیم عبدالمجید خان صاحب[2] کو میرے معالجہ کے لئے خط لکھئے ان کا جواب آلے تو سفر کا قصد کرون، آپ بھی دلی تک چلین ظن غالب ہے کہ نواب محسن الملک بھی چلین گے،

شبلی،

۱۸ رمئی ۱۸۹۹ء،

(۷)

حال مین ایک اسسٹنٹ سول سرجن مسلمان آگئے، انھون نے عجیب گرمجوشی سے علاج کیا،

---

[1] الفاروق کے ریویو کے نسبت ہے، کہ رسالہ معارف مین بھیج دیجئے، یہ اڈیٹر صاحب وہی ہین جو آیندہ مسلم گزٹ کے اڈیٹر ہوئے، ۱۲۰-۵۵۔ [2] خاندان دہلی کے مشہور طبیب، ۱۳ سہ مین وفات پائی،

اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہے، اس لئے میرے دوسرے عریضہ تک کچھ انتظام نفرمایئے، البتہ حکیم صاحب کا جو خط آئے وہ بجنسہ بھیجدیجئے، ریویو کہاں بھیجا؟

شبلی نعمانی ۱۸۹۹ء

(۸)

خط پہونچا، مشکور کیا، ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہے،

ادب الکاتب ناقص خریدنے کی کیا ضرورت ہے، مصر مین مکمل چھپ گئی ہے، مثل السائر کے حاشیہ پر،

دار العلوم کی کل مین نہایت ذلیل پرزے لگائے گئے، کیا قوم کو اس قدر امیدین دلاکر دیوبند وغیرہ سے بھی گھٹیا مال دینا چاہئے،

شبلی،

۱۱ر جون ۱۸۹۹ء،

(۹)

ابھی تو مین کیا صحیح ہون لیکن کچھ امید بندھی ہے، شاید صحیح ہو جاؤن، آپ اس بات کیلئے طیار رہین، کہ اگر خدانے صحت کامل دی تو مین اپنے تمام خالص دوستون کو مدعو کرون گا جنمین مولانا حالی، خواجہ عزالدین، میر ولایت حسین، وغیرہ ہون گے، آپ کو بھی تکلیف کرنی پڑیگی، ورنہ اپنے نیازمندون کی فہرست سے میرا نام آپ کو نکال دینا ہوگا،

ندوہ کی بیماری لاعلاج ہے، شبلی، ۱۸ر جون ۱۸۹۹ء

---

[1] الفاروق کا ریویو،

(۱۰)

کیا آپ واقعی یہان جلوہ فرما ہون گے، اور کیا درحقیقت ع

میرے ویرانہ مین ہو جایگی دم بھر چاندنی،

نامۂ والا کو بار بار پڑھتا ہون اور اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہون، ع،

سچ سچ بتا یہ حرف انھین کے قلم کے ہین

شبلی، ۲۵ر جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۱)

جیسے آج معارف آیا، ریویو[1] پڑھا اور بار بار پڑھا، خدا کی قسم دیر تک ایک کیفیت طاری رہی، اگر خودستائی کا پہلو نہ نکلتا تو مین اس کو الفاروق کے ساتھ شامل کر کے شائع کرتا، زورِ قلم، ندرتِ استعارات، واقعہ طرازی، کس کس چیز کی داد دون، ہان اب ایک بات سنئے یہ زورِ قلم مضمونون اور رسالون پر ہی ختم نہین ہونا چاہئے، وسعتِ خیال اب مستقل تصنیف کا میدان چاہتی ہے، متوجہ ہوجئے اور کوئی مفید سلسلہ چھیڑ دیجئے،

ہان ایک اور بات ہے، اب کی کانفرنس[2] اٹلی مین ہے، آرنلڈ ۲۶ر جولائی کو روانہ ہونگے مجھکو بلاتے ہین، مین ضعف کی وجہ سے رُکتا ہون، اگر آپ کی ہمسفری کی امید ہو، تو مین تو ہی ہو جاؤن گا، کیا آپ قصد کر سکتے ہین؟ اسی سیر مین ممالک اسلامیہ کو بھی لپیٹتے آئین گے، پانچ سات سو کا خرچ ہے، آپ چاہین تو ذرا ٹھہر کر بھی چل سکتے ہین، والسلام، شبلی ۵ار جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

---

[1] ریویو بر الفاروق نوشتہ مکتوب الیہ، شایع شدہ رسالۂ معارف، [2] اورنٹیل کانفرنس،

(۱۲)

مخدومی میں نسبتہً بہت اچھا ہوں تاہم ضعف اس قدر ہے کہ دامنٹ تک بات نہیں کر سکتا؛ میں نے اپنے لئے تین تجویزیں پیش نظر رکھی تھیں،

قرآن مجید پر ریویو (نعوذ باللہ جرح مراد نہیں) اس میں فن بلاغت و فلسفۂ کلامیہ کے دقیق مطالب ادا ہوتے، عرب کی شاعری کی تاریخ، امام غزالی کی لائف، جس میں علم کلام پر پورا ریویو ہوتا کیونکہ موجودہ علم کلام کے موجد وہی ہیں، ان میں سے آپ جو پسند کریں میں اس کو چھوڑ دوں، ہاں ایک مضمون اور تھا یعنی مسلمانوں کے فن تاریخ کی تاریخ، لیکن یہ بہت استقرا چاہتا ہے جس کے لئے آپ ابھی طیار نہیں ہو سکتے،

آپ کو اگر مرغوب ہو تو فارسی شاعری کی تاریخ اور عہد بعہد کی خصوصیتیں اور ترقیاں لیجئے، ان تمام مضامین میں آپ کو اسسٹنٹی کا کام دے سکتا ہوں، مواد تحریر، عنوانات مضامین وغیرہ وغیرہ سب سامان مہیا کر دوں گا، یہ بھی ممکن ہے کہ ہم آپ مل کر کوئی کتاب لکھیں اور ترکوں کی طرح وہ مرکب نام سے شائع ہو، مثلاً حبیب شبلی، غرض جدھر رُخ کیجئے میں غاشیہ برداری کے لئے حاضر ہوں، یورپ[1] کی سیر سے ناحق آپ نے جی چرایا، ایسا موقع قیامت تک نصیب نہ ہو گا،

شبلی، ۱۰ر جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۳)

مخدومی، معاف کیجئے، اس وقت کاغذ نہ تھا، اس لئے آپ کی زلہ برداری کی، امام غزالی

[1] یعنی اورینٹل کانفرنس کی شرکت سے جو امسال اٹلی میں ہونے والی تھی، دیکھو مکتوب ۱۱،

کی لائف کا پہلا حصہ گو تفحص طلب ہے لیکن آپ اس کو بخوبی انجام دین گے، مین تمام ماخذ عرض کرونگا۔
لیکن اصل چیز ان کی کتاب تہافت الفلاسفہ کا ریویو ہے جس پر ابن رشد نے رد لکھا ہے، مین نے فلسفہ بڑی
محنت اور تدقیق سے پڑھا، اور مدتون اس مین منہمک رہا، (علی گڈھ آنے سے پہلے) باوجود اس کے
میری سمجھ مین وہ کتاب نہین آئی، مولوی فاروق صاحب سے پڑھنا چاہا وہ بھی کترا گئے، مین نے چند دفعہ
الغزالی کے کئی کئی صفحے لکھ کر اسی خیال سے چھوڑ دیئے کہ ان کتابون پر ریویو نہ ہو سکا تو کیا فائدہ
اس کے علاوہ پورے علم کلام کی تاریخ اور اسکا ریویو لکھنا پڑیگا، اس کے سامان کے لئے مین مصر سے کتابین نقل
کرانا چاہتا ہون، اس کا بھی ابھی سامان نہین، فارسی کے لئے مین ابھی سے تیار ہون،

و السلام،

شبلی، ۱۶ر جولائی ۱۸۹۹ء،

(۱۴)

مخدومی، امام غزالی کی علمی حالت سنئے، فقہ شافعیہ کی علمی تدوین و ترتیب کی بنیاد امام الحرمین
نے ڈالی، پھر امام غزالی نے تین کتابین وسیط، بسیط، وجیز لکھین، ان کے بعد ان کتابون کی بے انتہا
شرحین لکھی گئین، اور بعد کی تمام تصنیفات انھین سے ماخوذ ہین، اور انھین کی تغیر شدہ شکلین ہین، اصول
فقہ مین نئے طریقے کی سب سے پہلی کتاب امام صاحب نے لکھی، جس کا نام منخول ہے، اور جو مدتون میرے
مطالعہ مین رہی ہے، یہ نہایت زور کی کتاب ہے، اور بخلاف امام کی اور تصانیف کے عبارت
اس کی دقیق ہے، اصول مین اور بھی ان کی کتابین ہین، مرنے سے ایک برس پہلے اسی فن مین
ایک کتاب مستصفیٰ لکھی جو میری نظر سے گذر چکی ہے، تصوف مین بے شمار کتابین ہین جن کا استقصا

بھی مشکل ہے علم کلام کے وہ بخیال خود موجد ہین اور اس مین انکی بہت سی تصنیفین ہین، انکے بعد شیخ الاشراق نے فلسفۂ اسلامی کے نام سے کتابین لکھین، انمین حکمۃ الاشراق سب سے عمدہ ہو جو میرے مطالعہ مین بہت رہی ہو، اور انکے بعد امام رازی نے مطالب عالیہ، نہایۃ العقول، اربعین، مباحث مشرقیہ لکھین یہ سب کتابین ضخیم ہین اور بجز دو کے سب میری نظر سے گذری ہین، امام غزالی نے فلسفہ و منطق کو بھی صاف کر کے لکھا اس مین ان کی یہ کتابین ہین، محک النظر، مقاصد الفلاسفہ، منتحل وغیرہ،

عیسائیون کے رد اور انجیل کی تحریف مین بھی ایک کتاب لکھی ہو جسکو مین دیکھ چکا ہون، یہ کتابین جبتک مہیا نہ ہون اور جبتک ان پر بلکہ اصل علوم پر ریویو نہ کیا جائے انکی لائف لکھنی بیکار ہے، ریویو کیلئے اصل فن پر احاطہ کرنا پڑتا ہی، گو لکھا کم جاتا ہے مگر وہ بہت وسعتِ نظر اور خوض و فکر کا نتیجہ ہوتا ہو، ایک بات یہ ہے کہ فلسفۂ شرعیہ کے بہت سے مسائل کی نسبت انکا طرز تحریر یہ ہے کہ وہ مسائل انکی ایجاد ہین، حالانکہ متعدد تحقیقات کو مین نے بو علی سینا کی کتاب مین پایا، اس لئے انکے کہنے پر اکتفا نہین ہو سکتا، بلکہ ہر جگہ سے پتہ لگانا پڑیگا، ان مشکلات کو خیال کر کے قلم اٹھایئے، مین بہت کچھ اسکے لئے تیار ہو چکا ہون تاہم ہمت نہین پڑتی ہیبیون صفحے لکھکر چھوڑ دیئے ہین، امام صاحب کی جن تصنیفات کا ہینے نام لکھا ہے، گو اکثر میری نظر سے گذری ہین لیکن نہایت نایاب ہین اور مشکل سے بہم پہونچین گی مستعار ملنا بھی مشکل ہے،

فارسی پر درحقیقت مجھکو صرف عالم خیال سے کام لینا پڑیگا، کیونکہ فارسی کا ایک دیوان بھی میرے پاس نہین، جو کچھ ہے صرف دماغ مین ہے، ابتدائی کام اس کے یہ ہین،

۱۔ اسکے ادوار کی تقسیم (مجمع الفصحا مین چار دور قرار دیئے ہین) (۲) ہر دور کے خصوصیات شاعری و متروکات الفاظ و محاورات (۳) بڑے بڑے شعراء کے کلام پر ریویو، (۴) شاعری سے ملکی، اخلاقی معاشرتی اثر کیا پیدا ہوئے،

شبلی نعمانی، ۲۶ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء

(۱۵)

کارڈ پہونچا، خواجہ صاحب[1] کو لکھدیا گیا ہے،

۱۴ اگست کے اجلاس ندوہ مین اگر آپ آئے، اور ضعف کی وجہ سے نہ آسکا تو ادھر آنے کے لئے تیار رہئے گا، اس قدر قریب اگر آپ بچ نہین سکتے، علی گڈھ سے بھیکم پور تک جس تکلیف سے مین حاضر ہوا تھا، اعظم گڈھ آنے مین اس سے کہین زیادہ آسانی ہے، لکھنؤ سے بنارس اور بنارس سے سیدھے اعظم گڈھ، برابر ریل کا سلسلہ ہے، بنارس اور جون پور دیکھنے کے قابل شہر ہین،

شبلی نعمانی، ۷ اگست ۱۸۹۹ء

(۱۶)

واللہ میرے دل کی بات چھین لی صحابہؓ کے حالات سے بڑھکر کوئی چیز ہمارے لئے نمونہ نہین بن سکتی، لیکن ہر پہلو کو لیجئے، اور ان پہلوؤن کو صاف دکھلایئے، جن سے آجکل کے مولوی قصداً چشم پوشی کرتے ہین،

مفصلۂ ذیل کتابین اس کے لئے ضروری ہین، استیعاب قاضی عبد البر، اسد الغابہ، اصابہ، ابن کثیر شامی،

مین اگر اٹھ جانے کے قابل ہونگا تو پہلے ندوہ[2] ہی مین حاضر ہونگا،

میری شکایتین پھر عود کر آئین، علاج کے لئے یہان آیا ہون، اور اسپتال ہی مین مقیم ہون، شبلی نعمانی،

مقام گونڈہ، ۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۱۷)

اکبر، جہانگیر، شاہجہان کی علمی نفاست پسندیون کے وہ نمونے آج کل یہان[3] آگئے ہین کہ عقل کی وسعت اس کے

---

[1] خواجہ عزیز الدین لکھنوی، [2] سیر الصحابہ کا خیال آخر زمانہ مین بھی پیدا ہوا تھا، منشی محمد امین کے مکاتیب مین ذکر ہے، اور اب انکے تلامذہ اس کام کو کر رہے ہین، [3] اور ندوہ کانفرنس مین شرکت کے لئے، دیکھو مکتوب ۱۱، [4] لکھنؤ،

اندازہ سے کمی کرتی ہے ہیئت کے نوادر، اس مین کتاب الآلات[1] کا بھی ایک عمدہ نسخہ ہے،

لیکن مین جس چیز کی ترغیب دیتا ہون وہ خوش نویسون کے قطعے اور تصاویر ہین، خدابخش[2] خان وغیرہ کے خزانے بھی اِن جواہرات سے خالی ہین، ابھی قیمتین متعین نہین ہوئین، ایک آدھ بر مین بھی حوصلہ آزمائی کرون گا،

شبلی نعمانی،

۱۸ر ستمبر ۱۸۹۹ء،

(۱۸)

تسلیم، خط اور کارڈ پہونچا، یادداشت کا ترجمہ جس طرح چاہیے کیجئے، آپ کرین یا منجانب کمیٹی دونون ایک سی بات ہے، بے شبہہ اور قطعاً حدیث کا حصہ زیادہ ہونا چاہیے، لیکن بغیر انتخاب کوئی کتاب مستقل اس قابل نہین ہے[3]،

دینیات کی سوسائٹی عمدہ تجویز ہے، لیکن ابھی نہین، کالج مین مذہبی رنگ آجائے تب،

والتسلیم،

شبلی، ۲۶ر محرم ۱۳۲۰ھ

(۱۹)

مخدومی،

مین صحیح ہو چلا ہون، اور ساتھ ہی دار العلوم کا خیال آگیا، مولوی خلیل الرحمٰن صاحب[4] عیادت

---

[1] فن میکانکس یعنی آلات سازی پر عربی زبان مین ایک رسالہ ہے، مولوی سید علی بلگرامی کے مشورہ سے آگے اس کے طبع واشاعت کا ذکر ہے، اس مین جابجا کلون کی تصویرین بھی ہین، [2] صاحب کتبخانہ بانکی پور،
[3] علی گڈھ کالج کے نصاب دینیات سے متعلق ہے، جس کے مکتوب الیہ ناظم ہین، [4] فرزند مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا کے استادزادہ،

کو آئے تھے، اور اُبھارا[۱]، بہر حال مین نے عالمِ خیال مین وہان جانے کی طیاریان شروع کین لیکن یہ فرمائیے کہ کام کیا کرون گا، منشی اطہر علی صاحب[۲]، مولوی خلیل الرحمن صاحب، مولوی فاروق صاحب پرنسپل دار العلوم اِن لوگون کے دماغ مین دار العلوم کا اتنا ہی منشا ہے کہ اِس سے ایسے طلبا نکلین جنھون نے کتب درسیہ کو سمجھ کر پڑھا ہو، اور بس، اِس پر کچھ اضافہ یا اس مین کچھ کمی ان لوگون کو سخت بدگمان کرتی ہے، زبانی گفتگو سے اس راز کا اچھی طرح انکشاف ہوگیا، بس یہ کام ارکان موجودہ کر رہے ہین اور مجھکو چوکا رے بے فضولِ من الخ پر عمل کرنا چاہیئے، انگریزی کے نام سے ان لوگون کی روح نکل جاتی ہے،

اگر آپ یا اور ارکان مجھ سے کام لینا چاہتے ہین تو بتائین کہ مین کیا کام کرون، میری جو تجویزین ہین تم وہان چلنے نہ پائین گی، البتہ یہ ہوگا کہ گروہ بندیان اور نزاعین قائم ہون، پھر لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ[۳]، سوچ سمجھکر جواب لکھئے، اور مولوی محمد علی صاحب[۴] سے مشورہ کیجئے،

والسلام، شبلی، گونڈہ شفاخانہ

۲۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۲۰)

اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ ندوہ کی خدمت کر سکون تو دس پندرہ دن کے لئے لکھنؤ مین اگر

---

[۱] اور آخر بھی مولانا کے شدید مخالف ثابت ہوئے، [۲] خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل وسکریٹری انجمن تعلقہ داران اودھ، ندوہ کے بڑے ہمدرد تھے، صوفی مزاج تھے، ۱۹۰۶ء مین مدینہ منورہ مین وفات پائی، [۳] یہ پیشینگوئی بالکل سچ نکلی، [۴] مولانا سید محمد علی صاحب ناظم اوّل ندوۃ العلماء،

قیام کیجئے، مین کارروائی اور طرزِ عمل کا نقشہ پیش کرون گا، اِس پر رائے دیجئے، اور ارکان بھی پورے غور و فکر کے ساتھ تحقیق کرین، پھر جو امر منقح قرار پائے اِس پر عمل کیا جائے اور اس کا خاکہ ڈالا جائے،

اس وقت جس طرح کام ہو رہا ہے، اس مین شریک ہونا مین قومی گناہ سمجھتا ہون اور لطف یہ کہ بڑے بڑے ارکان کے نزدیک وہی معراجِ خیال ہے، پھر میری کھپت وہان کیونکر ہو سکتی ہے،

اتمامِ حجت کے لئے مین جلد تر لکھنؤ جانے والا ہون،

والسلام،

شبلی،

گونڈہ شفاخانہ،

۱۳ر اکتوبر ۱۸۹۹ء،

(۲۱)

جلسۂ انتظامیہ مین مین نے باقاعدہ انگریزی کے داخل کرنے کی تحریک کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ تحریک درجِ تحریر کی جائے، البتہ اس پر بحث نہین ہو سکی، لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ کارروائی مین میری تحریک لکھی بھی نہ جائے،

مولوی عبد الحی[1] صاحب آپ کی اجازت کے طلبگار ہین، کوئی وجہ نہین کہ آپ اجازت نہ دین،

والسلام،

شبلی،

علی گڈھ،

۱۰ر دسمبر ۱۸۹۹ء،

[1] نائب ناظم سابق و ناظم حال ندوۃ العلمار،

(۲۲)

مخدومی،

بات تو کچھ نہین لیکن مولوی عبد الحیٔ صاحب کی بہانہ جوئی اور آپکے خارق العادت ہونے پر تعجب آتا ہے، یہ امر معمولی حیثیت سے نہین بلکہ رد و کد کے ساتھ ظہور مین آیا تھا جب مین نے دیکھا کہ انگریزی کے مسئلہ پر گفتگو نہین ہوتی تو مین نے کسی قدر سختی کے ساتھ کہا کہ اس سے کیون گریز کیا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص محرک نہین، مین نے کہا کہ مین ہون اور میرا نام لکھا جائے، مولوی یونس خان نے کہا مین تائید کرتا ہون،

البتہ آپ کی خاطر سے مین نے پھر اس پر بحث نہین کی، اب بحث طلب صرف یہ امر ہے کہ مین نے نائب ناظم سے کہا یا نہین کہ میرے نام سے یہ تحریک لکھی جائے، اگر مین نے کہا تو انھون نے لکھی یا نہین؟ نہین لکھی تو کیون؟ اور لکھی تو اس کے درج کارروائی کرنے سے کیون انکار ہے، صدر انجمن کو یہ حق البتہ ہے کہ کسی تحریک کو پیش کئے جانے سے روکدے، یہ حق نہین کہ یہ بھی کارروائی مین درج نہونے دے، کہ فلان شخص نے اس کو پیش کرنا چاہا تھا، یا پیش کیا،

جلسہ کے بعد مین نے آپسے پوچھا کہ آپ کیون اس قدر اس بحث سے کتراتے ہین، آپنے کہا تمھاری بدنامی کے ڈر سے، باوجود اِن تمام باتون کے اگر آپ کو یہ تمام معرکہ بھول گیا تو نظیری کا یہ مصرع سمجھ مین آگیا، ع

آنکہ نسیان آورد خاصیتِ یادمن است

مجھکو اس تمام بے اعتنائی پر واقعی رنج و افسوس ہے، والسلام، شبلی، علی گڈھ،
(دسمبر ۱۸۹۹ء)

(۲۳)

مکرمی،

عزیزی مولوی حمید الدین کا کچھ کلام چھاپا گیا ہے، ایک نسخہ ارسالِ خدمت ہے، اخیر کے دونون قصیدے ملاحظہ فرمائیے، فارسی زبان اس کا نام ہے،

والتسلیم،

شبلی، ۱۴ رمئی ۱۹۰۰ء

(۲۴)

مکرمی،

دینیات کی رپورٹ کا کیا نتیجہ ہوا؟[۱] اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پیش ہوا، یا نہین؟ اور کارروائیان ممبرون نے کیا کین؟ ندوہ کے جلسہ مین کیا آپ لکھنؤ آئین گے؟

سیوطی کی اشباہ والنظائر فن نحو مین جو ایک کتاب ہے، اور فن نحو کی تاریخ اور فلسفہ ہے، چھپ گئی ہے، آپ نے نہ منگوائی ہو تو مین بھیجدون ص[۶] قیمت ہے، بڑی کتاب ہے، مصر سے آج کل چند جدید کتابین آئی ہین اِن مین سے ایک فلسفۂ جدیدہ پر ہے،

والسلام

شبلی، ۱۵ رجولائی ۱۹۰۰ء،

(۲۵)

مکرمی،

والانامہ پہونچا، اختلافِ آرا ابھی کیا چیز ہے، حیاتِ جاوید کو مین لائف نہین

---

[۱] دیکھو مکتوب ۱۷۔

بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہون، اور وہ بھی غیر کمل، خیر، وللناس فیما یعشقون مذاہب، کتاب الآلات[1] سررشتۂ علوم وفنون کی طرف سے چھپوانا مقصود ہے، آپ وہ نسخہ بھیجد یجئے اور اگر اپنے نسخۂ منقولہ مین تصویرین بنوائی ہون تو وہ بھی یہان بہت اچھی بن سکتی ہین،

غزل دیکھی بعض شعر بہت اچھے ہین مثلاً "چو آشنا نگہے کرد،، الخ جو الفاظ بیکار اور بھدے ہین ان پر خط کھینچ دیا ہے، "ضیاے شمع تر اشب چراغ ویرانہ" محض شمع ہونا چاہئے، اور ضرورت ہی ہو تو "ضیا" کے بجائے "فروغ" ہونا چاہئے، "دیدۂ مخمور" کے بجائے "نرگس مخمور" ہونا چاہئے، "انداز ناز جانانہ" یاد نہین کہ "انداز" کے جو معنی اردو مین ہین فارسی مین بھی آئے ہین، بہ "قلب خویش" "قلب" کا لفظ بہت بھدا ہے "بہ صف لشکری" ہی بالکل ناجائز ہے، محض لشکر کہئے، عروض کے رو سے بھی جائز ہے،

والتسلیم — شبلی نعمانی،

۷ راگست ۱۹۰۰ء

(۲۶)

تسلیم،

کتاب الآلات کی تصاویر کے لیے رعد کو لکھئے وہ کوئی انتظام کر دین گے، یا علمی جنتری والے کو جہانگیر کا مرقع عیش[2] بھیجئے، لیکن بہت جلد کیونکہ مین عنقریب یہان سے روانہ ہوتا ہون،

---

[1] فن آلات سازی (میکانکس) پر عربی زبان مین وہی کتاب ہے، جس کا ذکر مکتوب ۱۷ مین گزر چکا ہے، سررشتۂ علوم وفنون کی طرف سے چھپوانا چاہا تھا، لیکن مولوی سید علی کے ریاست سے نکلنے کے بعد یہ تجویز یونہی رہ گئی، دیکھو مکتوب ۲۶ و ۳۰،

[2] مکتوب الیہ کے پاس قدیم تصویرون کے بہت سے شاہی نادر مرقع ہین جنمین سے ایک یہ بھی ہے، جہانگیر بیٹھا ہے، کنیزین ادب سے کھڑی ہین، شراب کا دور ہے،

یورپ کی مطبوعات اس دفعہ تو مین نے نہین منگوائین بلکہ مولوی سید علی کی ہفتہ وار ڈاک مین آئی تھین، اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی کہان تک منگوائے گا، یورپ نے ارادہ کرلیا ہے کہ قدماے اسلام کی کل تصنیفات چھاپ دے، اسی کے ساتھ قیمتین بہت گران ہین، حال مین جو کتابین چھپ کر آئین، ان مین سے ایک کا نام بھی مین نے نہین سنا تھا، اور یہ سب اعلیٰ قدیم تصنیفات ہین، انکے نام یہ ہین، تاریخ ایران[1] ثعلبی، جس کے ایک حصہ کی قیمت ﷲ ہے، کتاب المحاسن والمساوی بیہقی عجیب کتاب ہے، عیون الاخبار ابن قتیبہ، کتاب البخلا، للجاحظ وغیرہ وغیرہ،

آپ کے جواب پر مین نے ایک مفصل خط مولوی عبد الحیٔ صاحب کو لکھا تھا، وہ شاید آپ تک نہین پہونچا، حقیقت یہ ہے کہ ندوہ کی حالت دیکھکر ہمت ٹوٹ جاتی ہے، بوسیدہ ارکانون کا تو یہ حال ہے کہ اس دفعہ بھی شرح عقائد نسفی، ہدیہ سعیدیہ، نور الانوار درس مین تجویز کی گئی ہے، اور مولوی حفیظ اللہ نے کی ہے، بیچارے نے ان کتابون کے سوا اور نام بھی تو نہین سنے ہین،

ایک ہمارے روشن خیال شروانی ہین، جن کو مین اپنا امام کہتا ہون، ان کا یہ حال ہے کہ انگریزی کے نام سے ان کو لرزہ آتا ہے، بڑی مشکل سے مسلمانون کے بھُسلانے کو تجویز پر راضی ہوئے تو عمل درآمد مین حیران ہین، حالانکہ تمام طالب العلمون کو انگریزی پڑھانا مقصود نہین، نہ میرا یہ خیال ہے، صرف اس قدر مقصود ہے، کہ دو چار لڑکے انگریزی بھی پڑھین، اتنی ذرا سی بات ان کے نزدیک اتنی عظیم الشان ہے جس قدر محسن الملک کی فرضی یونیورسٹی!

[1] عربی نام تاریخ الفرس نام ہے، دیکھو سلیمان ۵۸۔

ان ہمتون پر کوئی کیا کمر باندھے،   والسلام،

شبلی نعمانی،   حیدرآباد،   ۲۵ رمئی ۱۹۰۱ء،

(۲۷)

مکرمی،

ندوہ کے لئے یہ بڑا نازک موقع ہے، نظامت کے خلو[۱] سے بہت سے ناستحق اشخاص اُمیدوار ہو گئے ہین، حقانی[۲] اور ملا عبد القیوم کی طرف انگلیان اُٹھ رہی ہین، دونون مین سے کوئی ہوا تو ندوہ کا خاتمہ ہے، ارکان سے خط و کتابت کیجئے، اور اس موقع کو سنبھالئے، مولوی مسیح الزمان اور ون سے بہتر ہین، شاہ سلیمان تک بھی مضائقہ نہین،

بہرحال یہ موقع سستی اور بے پروائی کا نہین ہے،

شبلی،   حیدرآباد،

۲۷ رجون ۱۹۰۱ء

(۲۸)

مکرمی،

حیدرآباد کی پولٹیکل زمین مین سخت بھونچال آیا، وزارت کا قبلہ مغرب سے مشرق کی طرف بدل گیا،[۳] کتاب[۴] پہونچی، لیکن یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ جلد پر کتب خانۂ شروانی کی نقرئی

---

[۱] بعض اسباب سے مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ نے استعفا دیدیا تھا، اور نظامت کی جگہ خالی تھی حقانی سے مراد مولوی ابو محمد عبد الحق دہلوی مولف تفسیر حقانی ہین [۲] وقار الامراء کی جگہ راجہ کشن پرشاد وزیر ہوئے [۳] شاید کتاب الآلات دیکھو [۴]

چٹ لگی ہوئی ہے،

غزل دیکھی، شائد نامۂ و پیام ہو چکا ہے، صرف عقدرہ گیا ہے، اگر ایسا ہے، تو خدا مبارک کرے، غزل کے متعلق اپنی رائے گذارش کرتا ہون،

ہندوستان مین آنکھون مین محبت بولتے ہین، ایران مین یاد نہین آتا، اس لئے ،، بچشم شوخ یار صہبائے اُلفت موجزن خواہد شدن،، کھٹکتا ہے، وہان مہر و محبت کو نگاہ کے ساتھ باندھتے ہین، ،، جان تازہ وصل جانم،، الخ تازہ کی ہ کو اتنا لمبا اور پورا نہین ادا کرتے بلکہ اس لہجہ مین ادا کرتے ہین،

کہ بہ دام آمدہ ام تازہ گرفتار امشب

،، دل کہ پامال و خراب،، الخ اس شعر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ ویرانہ انجمن ہو جائے، خراب و ویرانہ کو بھی کہتے ہین، اس لحاظ سے مقصد ادا ہوتا تھا، لیکن پامال کے لفظ نے یہ پہلو کمزور کر دیا، صرف خراب ہوتا تو خوب ہوتا، یا یون کر دیجئے،

دل کہ ویران کردۂ صد تر کتازِ حسرت است،

،، بوسہا از لبسکہ گیرم بیحساب و بیدریغ،، بیحساب اور بیدریغ دونون یکجا ہو کر کالیستھون کی زبان ہو گئی ہے، یون کر دیجئے،

لبسکہ خواہد گشت صرف بوسہائے بیدریغ

یہ مصرع بھی چست نہین اور کچھ کر لیجئے گا،

ہان مین نے نظامتِ علوم و فنون کی خدمت قبول تو کر لی ہے لیکن اس انقلاب مین

دیکھئے یہ خدمت بھی مجھ کو قبول کرتی ہے یا نہین، والسلام،

شبلی، ۲۷ر اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۹)

مکرمی،

تسلیم، انقلاب[1] حال نے تمام امیدین خاک مین ملادین، اب ایام گذاری ہے، وہ بھی دیکھئے کب تک، کتاب الآلات کا چھپنا اب رہا، اسی دریادل[2] کے بھروسے پر یہ کام بھی اُٹھایا گیا تھا، ابن خلکان وغیرہ تو مجھکو مدت سے صاحبدل لکھتے اور سمجھتے تھے، آپ نے آج سمجھا ہے، سچ ہے، ایمان بالحضور ایمان بالغیب کو کب پہونچ سکتا ہے، آپ کی تحسین میرے عیب خوردہ گیری اور ناتوان بینی کو راسخ کرتی جاتی ہے، مصرع

ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است،

باقی غزلین بھی بھیجئے، اور اگر دیوان پورا کرنا منظور ہے تو وصال کی تاریخ ٹالے جائیے، ورنہ وہ ناسور بند ہو جائیگا، ایک ہم بے نصیب ہین کہ، مصرع

سر ما بگذشت و این دل زار ہمان الخ

یورپ نے نہایت نادر تصانیف اسلامی آج کل شائع کی ہین، کانفرنس مدراس[3] مین جائیے تو ادھر بھی آنے کا موقع ہے، میرا پتہ اب کوٹھی معتمد تعمیرات نہین ہے، مین الگ مکان مین رہتا ہون، صرف میرا نام کافی ہے یا سررشتۂ علوم و فنون، ہان آپ کا وہ مصرع بہت اچھا ہے،

---

[1] حیدرآباد کے انقلاب وزارت نے [2] مولوی سید علی بلگرامی، دیکھو ۳۰ و ۳۱، [3] دیکھو مکتوب ۲۸۔

ع چون نخواہد داشت تاب بوسہاے بیدریغ

والتسلیم، شبلی،

۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۳۰)

مکرمی،

دونون خط پہونچے، "انداز" کا لفظ مرزا غالب[1] کے اشعار مین یاد تھا، لیکن چونکہ وہ اہل زبان نہین اس لئے شبہہ تھا، ٹی غزل غلطی اور گرفت سے خالی ہے، لیکن چونکہ ایک خاص مضمون یعنی آرزو کا التزام ہے اس لئے طبیعت کو جولانی کا کم موقع ملا، ایسی طرحین اختیار کیجئے جن مین وسعت کافی ہو،

یہان ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلتا ہے، سید علی[2] نکل چکے اور لوگ نکلتے جاتے ہین، میر ابھی نفس باز پسین ہے،

والسلام،

شبلی، ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء،

(۳۱)

تسلیم، والانامہ پہونچا، میری حالت اب بھی کالمعلقہ ہے، شاید دو ایک مہینہ مین کوئی فیصلہ ہو، نصاب و بنیات کے متعلق آپ نے جو مجبوریان لکھین، ان کا علاج میری سمجھ مین بھی کچھ نہین آتا، علم کلام[3] کے متعلق میری کتاب اگر کبھی طیار ہوئی تو شاید اس کے کچھ اجزا آپکے کام کے نکلین، عبد الواسع پہونچ گیا، اس کی نقل کا انتظام کیا جا رہا ہے،

---

[1] دیکھو مکتوب ۲۵ - [2] شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی صاحب تمدن عرب [3] دیکھو ۱۹ و ۲۵،

ہان مولوی سید علی صاحب کی علحدگی کی وجہ سے کتاب الآلات کی تصاویر کا کوئی انتظام نہین ہو سکتا، اب آپ کی کتاب واپس بھیجدون یا کیا کرون،

غزل دیکھی ماشاء اللہ اب تو آپ بہت پختہ کہنے لگے، اب کے بھی نکتہ چینیا ن کرتا ہون لیکن زبردستی ڈھونڈھ کر نکالی ہین،

زرشک حسن تو تلخ است عیش شیرین را　　　زتاب زلف سیاہ است روے لیلیٰ را

ترصیع کا توازن چاہتا ہے کہ دوسرے مصرعہ مین بھی خطاب کا حرف ہو، یعنی، زتاب زلف تو الخ،

زعکس روے تو آئینہ رو کش گلزار　　　بہ نطق شاد کن طوطی شکر خا را

پہلے مصرعہ مین فعل نہین اور دوسرے مین ہے: اس سے دونون مصرعون کا توازن اور تقابل کم ہو جاتا ہے، ترصیع مین اس کا لحاظ رکھتے ہین،

مین نے بھی ایک نظم لکھنی شروع کی ہے، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

اے دکن! ایکہ بہار چمن جان از تست،

جان قافیہ اس کا ایک شعر زمانۂ حال کے موافق ہے،

چون تواند کہ زہر پردہ بر آرد صد نقش　　　گر نہ نیرنگی این گنبد گردان از تست

اور سنئے، حیدر آباد کی جامعیت جہان بیان کی ہے، اس انداز سے بیان کی ہے،

ہندیان نیز چو از حلقہ بگوشان تواند　　　ہر چہ زینشان بود آن نیز کنون ہان از تست

ہان تو دعوی کن دمانیستز مسلم داریم   شبلی سحرفن و داغ غزل خوان ازتست

والتسلیم،

شبلی، حیدرآباد،

(۳۲)

مکرمی،

یہ ایک ضروری جواب طلب عریضہ ہے،

(۱) کلکتہ مین جہان آپ ٹھہرتے تھے اس کا پتہ کیا ہے، قاضی صاحب جن کے ذریعہ سے آپ وہان ٹھہرے تھے، ان سے خط کتابت مقصود ہے،

(۲) کتاب الآلات کی نسبت کیا ارادہ ہے، مولوی سید علی صاحب کے کتبخانہ مین عربی مطبوعات یورپ دیکھکر مین سخت حیرت زدہ ہوگیا ہون، علمی زمین نے اپنے خزانے اگل دیئے ہین، کیا کہون اپنے علماء کی بدقسمتی اور اپنی مفلسی پر افسوس آتا ہے،

آج کل یہان کی حالت سخت نازک ہے، بڑے بڑے عہدہ دار حضور نظام کے دیرینہ عتاب مین نکال دیئے گئے، اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہے، حسن صاحب مالک رسالہ حسن کے اخراج کا بھی حکم ہوچکا ہے،   والتسلیم،   شبلی،   ۶ر نومبر ۱۹۰۱ء

(۳۳)

مکرمی،

والانامہ اور اشعار پہونچے، علمائے ادب کہتے ہین کہ حسان رض جاہلیت کے نامور شعراء مین تھے،

لیکن اسلام آیا اور نعت کہنی شروع کی، تو ان کا کلام رتبہ سے گر گیا، فارسی مین دیکھیے، نعت گو بہت کم پیدا ہوئے ہین، خسرو کے سوا، اور خیر جامی بھی سہی، باقی جتنے ہین نہایت کم رتبہ ہین، اور صاف نظر آتا ہے کہ نعت گوئی نے ان کو ایسا بنا دیا ہے، سچ ہے، ع رہ بردم تیغ است قدم را[1]، مقصود اس دراز نفسی سے یہ ہے کہ آپ بھی اس میدان مین نہ آئیے، ثواب مقصود ہے تو درود پڑھ لیا کیجئے، معاف فرمایئے نعت کی غزل صرف پھیکی نہین بلکہ غلطیون سے مملو ہے، سینیے، ع بر آستان پاک رسان از نالیم زار نالی اردو ہے فارسی نہین، یا شاید میری نظر کا قصور ہو، لغت وغیرہ مین ہو تو لکھ بھیجئے گا، ع اے فخر اولین ومباہات آخرین، موجب مباہات، یا اس قسم کا اور کوئی لفظ مباہات سے پہلے چاہیے ورنہ معنی صحیح نہ ہون گے،

جود بدامان خالیم، خالی جود کو بدامن کہنا صحیح نہین،

"حب وولائے تو بسر خاکسار من"، اس موقع پر سر کے ساتھ خاکسار کی قید خلاف مذاق ہے، "روسرخ شکر حق زتولای آلیم" روسرخ کی ترکیب بدمزہ ہے خصوصاً اس موقع پر، مدینہ کی غزل بھی بہت پھیکی ہے، اس کو یون ہی چھوڑتا ہون،

مزملیہ غزل نہایت چست اور فارسی انداز پر ہے،

بر دہان بذلہ سنج وبستہ لب	غنچہ کے دارد مجال برتری

بستہ لب کو غنچہ سے کیا مناسبت ؟ ع "جان قربان ادای دلبری"، مین جان کی نون کا اعلان جائز بھی ہو تو یہان بالکل خلاف فصاحت ہے،

[1] عرفی کے اس مشہور مصرع کی طرف اشارہ ہے، ہشدار کہ رہ بردم تیغ است قدم را،

"از پرتو حسن محبوب است کہ افتادہ"، ساقط الوزن ہے،

یا بی ہر قطرہ بکف ریختہ عمانی را / گردی قربان بہ ہر شعر صفاہانی را

یا بی مین ی گرتی ہے، / گردی، ایضاً،

مدراس ضرور تشریف لایئے، مجاز قنطرۃ الحقیقۃ ہے،

شبلی کا گھر بھی خانۂ دشمن کے پاس ہے / محشر خرام اور بھی دو اک قدم سہی

دسمبر ۱۹۰۱ء

(۳۴)

مکرمی،

والا نامہ پہونچا حیات جاوید مین مولانا[1] نے سید صاحب کی یک رخی تصویر دکھائی ہے، اکثر لوگون کا یہ خیال ہے کہ کسی کے معائب دکھانے تنگ خیالی اور بد طینتی ہے، لیکن اگر یہ صحیح ہو تو موجودہ یورپ کا مذاق، اور علمی ترقیان سب برباد ہو جائین، پھر ایشیائی شاعرون مین کیا برائی ہے، سوائے اس کے کہ وہ محض دعوی کرتے تھے، واقعات کی شہادت پیش نہین کرتے تھے، بہر حال مین حیات جاوید کو محض مدلل مداحی سمجھتا ہون،

مین نے مدراس مین نئی وادی مین قدم نہین رکھا، بلکہ یہ پرانا کوچہ تھا، جس کی مدتون خاک چھانی، ع ماہم ازمستان این مے بودہ ایم، زمانہ کے ہاتھون دوسرون کے لئے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی تھی، سے

[1] مولانا حالی مکتوب ۲۵ بھی پڑھو،

از ہمان بزم کہ جز من دگرے راہ نداشت بادیم رفت کہ بہرِ دگران جا باشد

ندوہ اب راہ پر آتا جاتا ہے، انگریزی جاری ہو گئی، سرمایہ الہ آباد بنک مین رکھا گیا،

خیر، بعد از خرابی بسیار سہی، اب ندوہ مین رہنے کو جی چاہتا ہے،

اب نکتہ چینی کی خدمت ادا کرتا ہون،

خوشم انداز قدِ سرو بادر گل نمی آید

خوشم پیچھے آتا تو اچھا ہوتا، قد کا لفظ بھی کچھ ضروری نہین، اس کے نکلنے سے توالیِ اضافات کا بار بھی ذرا کم ہو جائیگا،

بہ پہلویم روان آن سرو خوش رفتار بایستی

پہلو مین چلنا ٹھیک نہین، سامنے سے گذرنا چاہئے، کیا خوب کہا ہے،

گاہ گاہ از نظرِ مست و غزلخوان بگذر ورنہ بر عہدۂ من نیست کہ رسوا باشم،

"بآغوشم بتے بودی و بابر دار بایستی"

واو کو اس طرح متحرک لانا فردوسی تک ختم ہو چکا اب جائز نہین، مقطع کا اخیر مصرع رنگ مین ڈوبا ہوا ہے، والتسلیم، شبلی،

۱۹ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۵)

مکرمی،

خط پہونچا، خانہ املاح در چین است و کشتی در فرنگ،

مین نے رسالہ کا مسودہ بھیجا، وہ دفتر مین پڑا رہا، ناظم نے مدراس مین کہا کہ مجھ کو اس کی خبر بھی نہین ہوئی،

آپ کا نصاب بھی یون ہی کہین پڑا ٹھوکرین کھاتا ہوگا، منشی[۲] صاحب مہتمم ہین، نصاب ان کے پاس گیا ہوگا، وہ کیا کر سکتے ہین، نتیجہ یہ ہوگا کہ

ابکے بھی دن بہار کے یون ہی گذر گئے

مولوی عبد الحیٔ صاحب کے دو عملہ قیام کی وجہ سے خط نہ لکھنؤ کے پتہ سے پہونچتا ہے، نہ شاہجہانپور کے پتہ سے، آپ اتنا کیجئے کہ فوراً ناظم صاحب کو خط لکھ کر ہدایت کیجئے کہ نصاب منگوا کر جاری کر دین، یا فیصلۂ اخیر کے لئے میرے پاس بھیجدین، کیونکہ جلسۂ انتظامیہ مدراس مین یہی طے پایا تھا کہ فیصلۂ اخیر کے لئے نصاب میرے پاس بھیجدیا جائے تاکہ ارکانِ ندوہ موجودہ حیدرآباد سے اس کا فیصلہ کرا لیا جائے،

جلدی فرمائیے، دیر کی حد ہو چکی، ورنہ یہ سال بھی آپ کے نذر ہو گا،

غزل کے آپ نے جو دور قائم کئے ہین، اس کا ٹھاٹھ اِس سے بہتر کیا ہو سکتا تھا، دیکھنا یہ ہے کہ عہدہ برائی کہان تک ہوتی ہے، ورنہ عنوان جس قدر مقرر کیا گیا ہے اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے،

ناظم حال حال رسالہ ندوہ کی درخواست دیتے ہوئے بہت ہچکتے ہین، ڈرتے ہین کہ

---

[۱] ندوہ کی طرف سے ایک رسالہ نکالنا منظور تھا، جو آخر الندوہ کے نام سے نکلا، مولانا نے اس کا مسودہ بھیجا ہوگا، [۲] منشی اطہر علی صاحب دیکھو مکتوب ۱۹،

میرے خط کا جواب نہین دیا،
والتسلیم
شبلی، ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۹)

بھاوج[1] کی علالت سے افسوس ہوا، جلد تر خیریت مزاج سے مطلع فرمائیے، حامد کے لئے جا بجا آدمی دوڑائے ہین، پتہ چلا ہے، کاش واپس آجائین،

اعظم گڈھ مستقل حیثیت سے مدعو کرنے کی نسبت صرف یہ تردد ہے کہ اس قدر بارِ منت اٹھانے کے قابل مین ہون بھی یا نہین، بنارس اور مرزاپور آپ کتنے دن رہے اور اعظم گڈھ کو رمضان پڑ گیا، شاید بنارس وغیرہ مین رمضان نہ تشریف رکھتے ہون گے،

انوری کے دیوان کا کیا پتہ ہے، مین بھی منگواؤن گا، جو شعر آپ نے لکھا ہے اس کا ہم مضمون میرا ایک شعر زمانۂ جاہلیت کا ہے، ؎

بیخودی وصل کی خط کب مجھے لینے دیتی
وہ جو آتے بھی تو مین آپ سے باہر ہوتا

مصر مین ایک پرچہ اسلام کے ثبوت اور فلسفۂ حال کی تطبیق پر نکلا ہے، اور ماہوار نکلتا ہے[2]، زور کا پرچہ ہے اور واقعی عمدہ ہے، اڈیٹر فرنچ و جرمن زبان کا ماہر ہے، مین نے منگوایا ہے اور مسلسل آرہا ہے، ماہوار ہے، لیکن صفحے کم ہوتے ہین،

اب کی البشیر مین ایک نہایت عمدہ خبر شائقین علم کے لئے نظر سے گذری، مین اس سے خاص فائدہ اٹھاؤن گا، قاہرہ مین تفسیر ابن جریر طبری

---

[1] یعنی مولوی صاحب مکتوب الیہ کی بیگم محترمہ [2] یعنی الاسلام فی عصر العلم بہ اڈیٹری فرید وجدی،

چھپ رہی ہے، والتسلیم، شبلی،

۲۵ر اپریل ۱۹۰۲ء

(۴۰)

ندوہ کی پچھلی کارروائیون نے مجھکو یقین دلایا کہ ارکانِ ندوہ مجھ سے بدظن رہتے ہین،
اور اس لئے کسی عملی کام مین میرے شریک ہونے سے ڈرتے ہین، مین کسی کے خیالات پر کوئی
بار نہین ڈال سکتا، لیکن خود منافق بننا اور دوسرون کو منافق بنانا کیا ضرور ہے، مین نے مولوی
عبدالحیٔ صاحب کو اس معاملہ مین ایک خط لکھا ہے، ان سے منگوا کر پڑھئے اور اب
مجھکو باقاعدہ آزاد کر دیجئے، والسلام،

شبلی، حیدرآباد،

۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء،

(۴۱)

مکرمی،

اس ہفتہ مین نواب محسن الملک کا خط آیا کہ وہ نواب لفٹننٹ گورنر سے ملے اور معلوم ہوا
کہ لفٹننٹ صاحب نے میرے متعلق جو گورنمنٹ کو شکوک تھے رفع کر دیئے، اور یہ بھی کہا کہ اب ان کو
علی گڈھ کالج اگر بلانا چاہے تو بلا سکتا ہے، محسن الملک نے مجھ کو اس اطلاع کے بعد لکھا کہ کالج
مین آجاؤ، وظیفہ حیدرآباد بھی جاری ہوجائیگا، اور سو روپیہ کالج سے بھی ملین گے، لیکن مین نے
منظور نہین کیا، اور کوشش مین تھا اور ہون کہ وظیفہ جاری ہوجائے تو ندوہ مین آجاؤن،

ندوہ کی نسبت ہمیشہ میرا یہی خیال رہا اور سچ یہ ہے کہ صرف ندوہ کے لئے مین نے کالج چھوڑا تھا، گو واقعات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع نصیب نہ ہوا،

یہ تو میری حالت ہے، اب آپ لوگون کی کیفیت یہ ہے کہ جس کام پر مین نے برسون غور کیا ہے، اس کے سامان ہم پہونچائے ہین، اس کو اچھی طرح کرسکتا ہون، اس مین بھی آپ ہاتھ لگانے نہین دیتے، رسالہ ندوہ اور نصاب تعلیم دونون چیزین میرے خاص مذاق کی تھین اور میٰ مین اس کام کو کسی قدر انجام بھی دیسکتا تھا، دونون سے آپ نے مجھکو الگ رکھا، مجھکو ان کی شرکت سے عزت و ناموری مقصود ہوتی، تو اس کے لئے علی گڈھ سے بہتر میدان نہین، مقصود یہ تھا کہ یہ کام اچھی طرح انجام پائے، لیکن آپ لوگ ایسا ڈرتے ہین کہ مین شریک ہوا اور مین نے مذہب کو اور طرز تعلیم کو الٹ دیا، بہرحال مجھکو کسی کے ظن اور خیال پر اعتراض نہین، لیکن جب یہ کیفیت ہے تو بے فائدہ دخل در معقولات سے کیا حاصل ہے، مجھ کو اب ندوہ سے معاف کر دیجئے، مجھ سے صرف نقارچی کا کام لینا مقصود ہے تو اور بھی بہت لوگ ہین، افسوس ہے ہم مسلمانون کے قلوب کی یہ کیفیت رہ گئی ہے، اب کی جلسہ کے لئے مین نے سامان کرلیا تھا، لیکن ایسے مجمع مین شرکت سے کیا فائدہ جہان سب لوگ مجھ سے بدظن ہون،

والتسلیم،

شبلی،

حیدرآباد،

۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء

(۴۲)

مکرمی،

ندوہ کا اب نفس واپسین نظر آتا ہے، اس بنا پر بطور حرکت مذبوحی کے یہ ارادہ ہوتا ہی
کہ دو مہینہ کی رخصت لے کر لکھنؤ آؤن اور کم از کم دو چیزون کو درست اور جاری کرا دون،
نصاب اور رسالۂ ماہانہ، اس کے سوا عام تدابیر بھی سوچی جائین، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ
کم از کم ایک مہینہ لکھنؤ مین آ کر رہین، مین بغیر آپ کے کچھ کام کرنا نہین چاہتا، اور نہ کر سکتا،
اگر آپ اپنے کام کا ذاتی ہرج کر کے آ سکین تو فوراً لکھئے، ورنہ ندوہ کو الوداع کیئے، میرا
اس وقت آنے مین سخت نقصان ہے، تنخواہ کی مجرائی الگ، میری ملازمت کے استقلال کا مسئلہ اس وقت
پیش ہے، اس کو چھوڑنا الگ نقصان رسان ہی زنانہ کا الگ بکھیڑا ہے، لیکن غالباً ان سب کو مین
برداشت کر سکون گا، آپ فوراً جواب دیجئے،

مین مدتِ قیام لکھنؤ مین ہر روز کسی فن پر طلبار کے سامنے لکچر بھی دون گا،
قدمار کے طریقہ پر،

شبلی،

۵ر ستمبر ۱۹۰۲ء،

(۴۳)

مکرمی،

کسی اور کی جو نیت ہو وہ ہو، لیکن مین ندوہ مین شریک ہونا چاہتا ہون تو صرف اس لئے کہ

کہین پکڑا نہ جاؤن، مشکل یہ ہے کہ ناظم کے سوا اور کوئی شخص درخواست نہین دے سکتا ورنہ مین سو دفعہ درخواست دے چکتا، اب کیا کیا جائے کوئی کل ٹھیک نہین بیٹھی،

شبلی، ۲۲- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۶)

مکرمی،

آپ کا نشتر ریز والا نامہ پہونچا، مین جن حالات مین گرفتار ہون، دوسرا شخص ان عیبون کے ساتھ اس قسم کا خیال بھی نہ باندھ سکتا، تاہم چونکہ یہ کانٹا دل مین ہے، کبھی نہ کبھی نکلے گا، اور شاید جلد نکلے،

مثنوی[1] چھپ گئی ہے، نسخہ کے لحاظ سے جو عمدگی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہین،

آپ جو طرحین اختیار کرتے ہین وہ مقید اور محدود ہوتی ہین، آپ کو قافیہ اور ردیف کے بناہنے کے لئے شعر کہنے ہوتے ہین، طرحین ایسی لیجئے کہ جو خیال دل مین بے تکلف بندھ جائے، یا ایسی شگفتہ کہ جو شعر نکلے خواہ مخواہ روان اور برجستہ ہو،

مرزا صائب کا ایک انتخابی مجموعہ ایک شناسا کے پاس ہے، عجیب چیز ہے، عرفی کے بعض اشعار جو اس انتخاب مین ہین آپ کو سناتا ہون،

وہ کہ از دوختن این چاک گریبان رفت است   این تنگا فیست کہ تا دامن ایمان رفت است

[1] اور اب ندوہ کے کتبخانہ مین ہے، مولانا کے موقوفہ کتابون مین تھا،

قانع بوی دوست نگر دید شوقِ ما   این جنس را بمفلسِ کنعان فروختیم،

من ازین دردِ گرانمایه چه لذت یابم   که باندازۂ آن صبر و ثباتم دادند

فریاد که غمہاے تو در سینۂ تنگم   اندک بنود لایق و بسیار نگنجد

از جلوه بیارام دمی کاین همه خوبی   در حوصلۂ دیده به یکبار نگنجد

والتسلیم،   شبلی،

۱۴ر فروری سنہ ۱۹۰۲ء،

(۳۷)

مکرمی،

بخار چڑھ رہا ہے، اسی حالت مین نائٹہ والا کا جواب لکھتا ہون، لاہور کے حملہ کی خبر بھی اخبارون مین پڑھی تھی، اچھا ہے ندوۃ العلماء کے جلسہ کی ایک تمہید ہو گئی، آپنے بہت اچھا مضمون لیا، پائنٹ بھی سب لے لئے، البتہ اگر ممکن ہو تو یہ دکھلایئے کہ یورپ کے فلسفۂ اخلاق مین اور اسلام مین کیا فرق ہے آپ نے یورپ کے اخلاق نگارون کو لیا ہے وہ کوئی چیز نہین، فلاسفرز کو لیجئے، حکماے یورپ کا بیان ہے کہ اسلام کا اخلاق ایک وحشی قوم کو مہذب بناتا ہے، لیکن مہذب کو مہذب تر نہین کر سکتا بلکہ اعلیٰ تہذیب کا ساتھ نہین دے سکتا،

مین خصائص ابن جنی باُجرت (سو روپیہ) نقل کرا رہا ہون[1]، مختصر کتاب ہے، لیکن فلسفۂ عربیت ہے، ابن جنی متنبی کا شاگرد تھا، یہان کتابون کی نقل کا انتظام اچھا ہو سکتا ہے، اگرچہ اجرت بہت زیادہ ہے، کاتب عرب ہے اور عربی دان، مصر مین جو جو کتابین چھپتی ہین محض معمولی ہوتی ہین، ان کے لئے نواب محسن الملک نے سو روپیے جو رکھے ہین، بیکار ہین، ایک کتاب بھی اب تک کام کی نہین لکھی گئی، البتہ بعض قدیم کتابین چھپ رہی ہین مثلاً قسطاس المستقیم غزالی، میزان العمل غزالی، منطق مین، احاطہ فی تاریخ غرناطہ للسان الدین الخطیب وزیر اندلس، مخصص لابن سیدہ ان کتابون کو مین نے منگوایا ہے، لیکن ابھی آئی نہین،

ہان ایک امر بڑا ضروری یہ ہے کہ مین علم کلام کا خاص حصہ لکھ رہا ہون، آپ کے پاس بھیجون گا (اور اس شاگردی کی نسبت مین نے آج تک کسی کے ساتھ گوارا نہین کی) آپ دیکھ کر بتائیگا کہ کونسا حصہ رکھنے کے قابل ہے کونسا نہین، لیکن اس وقت دریافت طلب امر یہ ہے کہ عقائد کے مسائل ہین کیا؟ توحید لکھ چکا ہون، نبوت لکھ رہا ہون، اس کے بعد صرف معادرہ جاتا ہے، باقی کیا لکھون؟ کتب کلام مین جو عقائد لکھے ہین وہ درحقیقت عقائد مین داخل نہین، مثلاً حدوث عالم، صفات باری، کا لاعین لاغیر ہونا وغیرہ وغیرہ؟ اس لئے درخواست ہے کہ آپکے نزدیک جو مسائل عقائد ضروری البحث ہون، ان کے عنوان لکھ بھیجئے، آپ سے ملاقات تو بہت جلد ہو گی، اور اکثر ہو گی، کیونکہ ندوہ یا کالج مین کہین نہ کہین رہنا ہے،

امتحان دینیات اچھا ہوا، لیکن نگرانی اور پرچون کے بھیجنے کا انتظام اگر مولوی عبد اللہ صاحب[2]

[1] عربی زبان مین نحو و ادب کی کتاب ہے، مولانا کا یہ نسخہ کتبخانہ ندوہ مین ہے، [2] مدرس دینیات علی گڈھ کالج

کے ذمہ تھا تو وہ محض نمایشی ہے، والتسلیم، شبلی،

۱۴ر مارچ سنہ ۱۹۰۲ع، حیدرآباد،

(۳۸)

مکرمی، مبارک، مبارک، سلامت، سلامت،

مگر حضرت یہ اکل کھرا پن کیسا؟ خبر تک نہ کی، دعوت مین بلانا تو بڑی بات ہے، خیر خوش رہیئے، نیازمندون کی خدمت بڑھ گئی، یعنی ایک جان کے ساتھ دو جانون کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھہری،

فرید وجدی کے رسالہ کی قیمت سات شلنگ ہے، کچھ ڈاک کا صرف ہوگا، المراۃ المسلمۃ کی قیمت انھون نے خود نہین لکھی، لیکن غالباً دو روپیے ہے، بہر حال ان کا مجموعہ ملاکر بھیجدیجئے،

ندوہ کا تلون مکانی[1] واقعی قابل اعتراض ہے، لیکن اس کے بغیر ایک نادان دوست کے تسلط سے نجات نہین مل سکتی، اگرچہ مجھکو معلوم نہین کہ لوگون کے ذہن مین اصلی وجہ کیا تھی،

الغزالی کے ریویو مین نکتہ چینی کا حصہ اچھا ہے مشتبہ باتون کو آپ نے عمدگی سے صاف کیا، دوسرے اڈیشن مین اس کے مطابق اصلاح کیجائیگی،

علم الکلام کی فرمایش کی غالباً تعمیل ہوچکی ہوگی، دفتر میرے مکان سے دور ہے، اس لئے میرے سامنے فرمایشون کی تعمیل نہین ہوتی، مین پھر دریافت کرون گا، آج کل تو محرم کی تعطیل ہے، ہان آپ نے اپنے ہان کے فارسی تذکرون کے نام نہین لکھے، اور اس کے متعلق

---

[1] مولوی صاحب ممدوح (مکتوب الیہ) نے شادی کی ہے [2] لکھنؤ سے شاہجہان پور اٹھ گیا،

کہ ایک مذہبی خدمت انجام دون، دینوی جاہ و اعزاز، ناموری و شہرت کے لئے علی گڈھ کا میدان بہت اچھا ہے، ابھی ابھی نواب محسن الملک کا خط آیا کہ لفٹنٹ گورنر حال نے میرے متعلق فیصلہ کر دیا اور رائے دی کہ چاہو تو علی گڈھ ان کو بلا لو، اِس صورت مین مالی فائدہ بھی ہے، اور شہرت بھی، باوجود اس کے ندوہ مین اگر آنا چاہتا ہون تو اس مین کیا خود غرضی ہو سکتی ہے، باوجود اس کے میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ ایکبار مین نے ندوہ مین قیام کر کے فہرستِ اسماء طلب کی کہ لوگون کے نام مراسلات متعلق ندوہ کر سکون، باوجود اصرار کے ناظم صاحب اور مددگار صاحب نے تعلل کیا اور بڑی مشکل سے ۱۲ نام عنایت کئے،

نصابِ تعلیم مین برسون غور کر چکا ہون، مصر کی اصلاحات کو دیکھتا رہتا ہون، وہان سے جدید کتابین جو اب تک کسی کے پاس نہین پہونچین اُن کو منگوایا ہے، باوجود اس کے مین اِس کمیٹی سے خارج رکھا گیا ہون، رسالہ مین مجھ کو دخل نہین تو کیا مجھ سے دعا گوئی اور طبل نوازی کا کام لینا مقصود ہے، مجھ کو یہ پسند نہین کہ ایک مذہبی مجلس مین شریک ہو کر جوڑ توڑ کرون، اپنا اثر بڑھاؤن، مخالف کو شکست دون، اِس جنت سے تو دوزخ بھلی، اس مردی سے نامردی بہتر، ابھی ہم مسلمانون کی فطرت خدا نے بالکل تباہ کر دی ہے، آپ کیا کرین گے اور کوئی کیا کریگا، جس کا جی چاہے، سکرٹری، مددگار، ناظم وغیرہ وغیرہ بن لے اور اس عزت پر اترائے، باقی کام ہونا تو یہ قسمت ہی مین نہین، پھر کیا فائدہ،

والسلام،

شبلی،

۶ر ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء،

(۴۴)

تسلیم۔ مین نے یہ کب کہا کہ آپ بھی ندوہ سے علحدہ ہون، آپ پر ندوہ کو پورا اعتبار ہے، آپ سب کچھ کر سکتے ہین اور آپ کو کرنا چاہیئے، میرے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ مین حیدر آباد چھوڑون اور یہ شرط خود آپ کے اس عنایت نامہ مین بھی درج ہے، نصاب کا کام لاہور سے انجام ہو سکتا ہے، اور حیدر آباد سے نہین ہو سکتا،

مین ندوہ کا دشمن نہین ہون کہ اپنی علحدگی سے اس کے نقصان رسانی مین مدد لون، مین امرتسر آؤنگا، لیکن مین کبھی لکھ کر نہین دے سکا، اس لئے اگر زبانی منظور ہو تو حاضر ہون ورنہ معاف،

ندوہ مین جو لوگ میرے خلاف ہین، ان مین خود میرے ہم وطن اور عزیز بھی ہین، اور جس وجہ سے خلاف ہین اس سے بھی مین واقف ہون، لیکن ان باتون کی طرف توجہ کرنے سے کیا حاصل، آپ سے البتہ تعجب ہے کہ ہر قسم کے کام کے لئے ترکِ معاش کی شرط کو ضروری قرار دین،

الغزالی غالباً پہونچی ہو گی،

مین اسوقت اعظم گڈھ مین ہون

والسلام،

شبلی،

۱۸ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۵)

ہان مین بیمار ہو گیا اور اب تک اس کا خمیازہ باقی ہے، نصاب کے متعلق ریمارک اصل

نقشہ پر لکھدیئے ہین اور وہ بعینہ مرسل ہے،

اگر علی گڈھ کانفرنس سے پہلے آسکا تو ضرور رسالت پر لکچر دونگا،

رسالہ[1] کے اڈیٹرون مین مولوی محمد علی صاحب غالباً میرا نام پسند نہ کرین پھر آپ مہمان را بافضولی چہ کار کیون کرتے ہین، اور سچ یہ ہے کہ مین رسالہ کے لئے موجودہ حالت مین طیار بھی نہین، ندوہ نے اپنی تجویزون کے جو نمونے دکھائے یعنی دار العلوم و دار الافتا وغیرہ وغیرہ، کیا رسالہ بھی ایسے نمونہ پر نکالنا مقصود ہے، مجھکو تو ایسے ہی سامان نظر آتے ہین، علما مین کون صاحب لکھنے کے قابل ہین، اور نہین ہین تو کیا ندوہ کا رسالہ بھی نیچریون کی مدد سے نکلے گا، اور وحید الدین و مولوی عبد العلی و مرتضیٰ سے دریوزہ گری کیجئے گا، ایک آپ کیا کیا کرین گے،

الغزالی کے لئے حیدر آباد لکھتے لکھتے تھک گیا، عجب پاجی لوگ ہین، اب تو سر دست آپ ڈیوٹی سے منگوا لیجئے،

والسلام،

شبلی، ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء،

(۴۶)

جناب من! یادداشت دینیات مرسل ہے، اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر مارلین صاحب کی نظر سے گذرنا ہے، مین نے کچے حالات لکھے ہین، اور اس حصہ کا شائع کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن ممبرون کو اصل حقیقت سے مطلع کرنا ضرور تھا، رپورٹ مین چھپنے کے لئے آپ قابلِ اشاعت حصہ انتخاب کرلین، دیوان انوری آگیا لیکن ع

---

[1] رسالہ الندوہ جس کا ندوہ کی طرف سے نکالنا زیر تجویز تھا،

سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا؟

والسلام، شبلی،

۱۴؍نومبر ۱۹۰۲ء،

(۴۷)

مکرمی،

خط پہونچا، خدا کی قسم غزل کی غزل مرصع ہے، اور یہ شعر تو دل مین رکھ لینے کا ہے، ع

اگر برافگند از رُخ نقاب راچہ کنم

لیکن داد دینے کا مزہ رو در رو ہے، خدا کے لئے مدراس ضرور آیئے، حیدرآباد گرچہ دیکھنے کے قابل نہین رہا، سید حسن، سید علی مین سے کوئی نہین، عزیز مرزا باہر ہین تاہم مصرع،

خزان کشمیر ہم بہاری دارد

آپ کی کتابین بھیجدونگا لیکن بلا تصویر، ایک راز کی بات کہتا ہون اپنے ہی تک رکھئے گا آپ کو معلوم ہے، والد قبلہ نے تیس ہزار قرض چھوڑا تھا اس مین سے اب چھ ہزار اور رہگئے ہین، اس کے مارے مین غربت کی خاک چھانتا پھرتا ہون، اور کس کمبخت کو نوکری کی غرض ہے، مین چاہتا ہون کہ اپنا کتب خانہ کل فروخت کر ڈالون، کتابین مرے پاس تعداد مین بہت نہین ہین، لیکن اکثر نایاب، مطبوعاتِ یورپ، اور بعض نایاب قلمی کتابین ہین، باقی تین ہزار کا اور کچھ سامان کرلون گا، اگر یہان استقلال ہوجاتا تو مین کل سامان کرلیتا لیکن

ہر نفس نفس واپسین ہے، والسلام،

شبلی، ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء

(۴۸)

مکرمی،

آج ایک نقشہ نصاب جاریہ دار العلوم ندوہ کا آیا، اس مین یہ کتابین ہین :۔

ملا جلال، شرح جامی، فصول اکبری، کافیہ، میبذی، شافیہ،

مکرمی، ہم آپ خدا کو کیا جواب دین گے، کیا ندوہ کا یہی دعویٰ تھا کہ دیوبند کی فرسودہ عمارت کو ہم کعبہ بنائین گے، آپ نصاب کے ناظم ہین، کیا اس لئے؟ مانا کہ نصاب کے متعلق بعض چیزون مین اختلاف تھا لیکن جس مین اتفاق تھا وہ کہان ہین، مدرسون کو کہئے کہ یہ کیا کر رہے ہین "ان ظالمون کو شرم نہین آتی، افسوس، افسوس،

شبلی، ۲۲ر جون ۱۹۰۳ء

(۴۹)

مکرمی،

والا نامہ پہونچا، مین اگر نظامت کے قابل ہوتا تو خود اپنا نام کسی دوست سے پیش کراتا کیونکہ اس موقع پر خاکساری کرنا ایمانداری کے خلاف تھا، لیکن مین اس عہدہ کے نا قابل ہون، مین بادشاہ بن کر کام نہین کر سکتا بلکہ وزیر بن کر کر سکتا ہون، بجز امیری نظامت سے ابھی ندوہ کو کوئی فائدہ نہین پہونچے گا بلکہ الٹے نقصان ہوگا،

ہان ایسا شخص منتخب کیجئے کہ جب مین کام کرنا چاہون تو وہ میری خواہ مخواہ مخالفت نہ کرے، اور ذاتی تعلقات کو دخل نہ دے،

میرے خیال مین کوئی معقول شخص موجود نہین جس پر بار ڈالا جائے، دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے،

شبلی، ۹ر جولائی ۱۹۰۳ء

(۵۰)

مکرمی،

مین نے مدرس اعلیٰ دار العلوم کو نہایت سخت خط لکھا تھا کہ قدیم نصاب کیون پڑھایا جاتا ہے، امرتسر مین جو طے ہوا وہ کیون نہین پڑھایا جاتا، وہان سے جواب آیا کہ جدید نصاب ہم لوگون کو دکھلایا تک نہین گیا، ہم لوگ کیا کر سکتے ہین، آپ نے مدرسہ مین غالباً نصاب نہین بھیجا، جس کی وجہ یہ ہوگی کہ نصاب مین کچھ اختلافات تھے، لیکن بہر حال کچھ کتابین متفق علیہ عام تھین انکی اطلاع تو آپ کو دینی چاہئے تھی، یہ نہایت تعجب کی بات ہے، کہ آپ کمیٹی نصاب کے ناظم اور آج تک وہی اندھیر ہے،

خدا کے لئے فوراً دار العلوم کو نصاب مقررہ سے مطلع کیجئے اور تاکید کیجئے کہ اس کو درس مین رکھین جو کتابین مختلف فیہ ہون، ان کو رہنے دیجئے،

شبلی،

جولائی ۱۹۰۳ء

(۵۱)

جلسۂ انتظامیہ مین یہ تو اصولاً طے ہو گیا تھا کہ کسی علم کو مخلوط کرکے نہ پڑھایا جائے، اس سے شروح سلم وغیرہ خود خارج ہوتی ہین، اس کے علاوہ مین تو یہ کہتا ہون کہ آپ یہ کیون نہین کرتے کہ مثلاً کتبِ ذیل کی نسبت تمام ممبرون سے پوچھئے کہ درس مین رکھی جائین یا نہین، شافیہ، فصول اکبری، شرحِ ملا، ملاحسن، میر زاہد، ملا جلال وغیرہ،

تمہید مین یہ وجہ لکھئے کہ زمانۂ درس کا اختصار ضروری ہے، اسی کے ساتھ ہر فن کی ایسی کتابین جو تمام مسائل کو حاوی ہون، اور اس مین دوسرے علوم کی بحثین بیچ مین نہ آئین، مین پوچھتا ہون کہ آخر جب ندوہ بھی دیو بند ہے تو قوم کا روپیہ کیون تباہ کیا جا رہا ہے،

شبلی، ۶ سنہ ۱۹۰۳ء،

(۵۲)

مکرمی،

مسلمان بے سود بے تکلف دیتے ہین، لیکن لیتے نہین، حرام دونون ہین، لیکن پہلی صورت مین چونکہ نقصان ہے، اس لئے اس کے مرتکب، اور دوسری صورت مین چونکہ فائدہ ہے اس لئے اس سے مجتنب ہین، بالعینہ یہی حالت ندوہ کی ہے، اور ایک خاص حصہ کے متعلق یہ حالت آپ کی وجہ سے ہے،

ندوہ مین سیکڑون امور بے ضابطہ ہوتے رہتے ہین، اس کی تو کچھ پرسش نہین، لیکن نصاب کی نسبت آپ کو اس قدر ضابطہ کی پابندی ہے کہ ایک ایک حرف پر سب کا اتفاق

جب تک نہ ہوے کچھ کیا نہین جاسکتا،

مکرمی اس طرح کام نہین چلتا، سید صاحب نے اس طرح کام نہین چلایا، امرتسر مین اصولی امر طے ہو چکے تھے، مثلاً یہ کہ مخلوط الفن کتابین خارج کر دی جائین گی، اس کے مطابق، آپ ملاحسن، میرزاہد، حمداللہ قاضی کو فوراً خارج کر سکتے ہین، شرح ملا وغیرہ بہ تصریح خارج ہو چکی ہین، ہین مدرسین کو لکھتا ہون تو وہ لکھتے ہین کہ بغیر معتمد کے حکم کے ہم کیونکر تبدیلی کرین، آپ فوراً لکھ بھیجیے، کہ فلان فلان کتابین موقوف اور ان کے بجائے فلان فلان کتابین، اور اگر آپ اتفاق کی راہ دیکھتے رہے تو خدا کی قسم قیامت تک کچھ نہ ہو گا، ایسی حالت مین معتمدیِ نصاب کا نام کیون بدنام کیجیے،

شبلی - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۳ء،

(۵۴)

مکرمی،

آپ کی اس تحریر سے کہ آپ غزل گوئی کی تاریخ لکھ رہے ہین، نہایت خوشی اور انبساط ہوتا لیکن اسی خط مین وہ ناپاک اور نجس کورس بھی تھا جو ندوہ مین جاری ہے،

میرے محبوب! کیا آپ کا یہ کام تھا کہ سال بھر سے وہ کتابین جو قطعاً امرتسر مین خارج کر دی گئی تھین، جاری رہین، اور آپ مکمل نصاب کے متفق علیہ ہونے کا انتظار کرتے رہین، خیر اب سنئے،

درجہ متوسط سال سیوم مین سے ملاحسن، میرزاہد، رسالہ میرزاہد، ملا جلال، قاضی مبارک، صدرا، سب خارج کر دینا چاہیئے، ان کے بجائے، شرح مطالع کے بعض حصے، حمداللہ، شرح

ہدایۃ الحکمۃ از خیرآبادی، رسائل ابن رشد مطبوعہ مصر، حماسہ، اعجاز القرآن باقلانی، اور ہدایہ معاملات (بشرط گنجائش) ہونا چاہئے،

درجہ متوسط سال دوم مین سے میبذی (جو سب سے زیادہ نالائق کتاب) شرح عقائد نسفی، تصریح الافلاک، خارج ہونی چاہئے، موطائے امام محمد، سبعہ معلقہ، جلالین، قائم رہنا چاہئے، اور رسائل اربعہ امام غزالی، و الفوز الاصغر لابن مسکویہ مطبوعۂ بیروت جو لکھنؤ مین بھی مطبع یوسفی مین مل سکتی ہے، پڑھانا چاہئے،

درجہ متوسط سال اول مین مشکوۃ کی ضرورت نہین مختصر معانی قطعاً خارج کرنا چاہئے اور حسن التوسل فی صناعۃ الترسل مطبوعہ مصر اس کی بجائے رکھنا چاہئے، ملتقی الابحر کی بھی ضرورت نہین، دیوان ابو العتاہیۃ اس مین اضافہ کرنا چاہئے،

درجہ ابتدائی سال سوم مین تلخیص اور دیوان علی (جو محض موضوع ہے) بالکل خارج، مشکوۃ کی بھی ضرورت نہین، حدیث کا فن مستقل اخیر مین رکھا جائیگا،

درجہ ابتدائی سال دوم اور سال سوم سے شافیہ، کافیہ، شرح جامی قطعاً خارج، ان کی جگہ اس درجہ مین ہدایۃ النحو لانا چاہئے، اور مفصل زمخشری اضافہ کرنا چاہئے، نیز کلیلہ و دمنہ ابن المقفع مطبوعہ بمبئی،

لیکن خدا کے لئے پھر پنچایت پر معاملہ نہ اٹھا رکھیے گا، کوئی کتاب نئی قائم کی جائے خواہ نہ کی جائے لیکن کافیہ، شافیہ، شرح جامی، میر زاہد، ملا حسن، ملا جلال، قاضی یہ تو قطعاً نکلوا دیجئے، خدا کی قسم مین کانپ اٹھتا ہون کہ ندوہ کے تمام وعدون کا خدا کے ہان

ہم اور آپ کیا جواب دین گے،

شبلی، ۱۴ر اکتوبر ۱۹۰۳ء،

(۵۴)

مکرمی،

جیلی مرسل ہے،

کلوُون[1] کی کتاب مدت ہوئی مین رجسٹرڈ آپ کے پاس بھیج چکا، اور رسید بھی آ گئی تھی، مدراس مین جو کچھ ہوا وہ مین کے لئے ہوا، دار العلوم یا ندوہ کو دو چار سو بھی ہاتھ نہین آئے، مین نے اس دفعہ مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ کو الگ جلسہ مین بلا کر مختتم گفتگو کی، یعنی اگر چلانا ہے تو ٹھیک طرح سے چلائیے، ورنہ کم سے کم مین الگ ہو جاتا ہون، مولوی مسیح الزمان صاحب نے صاف کہا اور مولوی عبد الحئی صاحب وغیرہ نے بھی موافقت کی کہ دار العلوم جب تک شہر لکھنؤ مین منشی اطہر علی کے زیر اثر ہے کچھ نہین ہو سکتا، اس لئے ہم نے دار العلوم ان کے سر مارا، باقی اشاعتِ اسلام کا کام شاہجہان پور مین انجام دون گا، مولوی عبد الحئی صاحب نے یہ بھی بیان کیا مولوی حبیب الرحمان صاحب سے بار بار نصاب مانگا گیا لیکن وہ نہین بھیجتے، تمام لوگون کو آپ سے سخت شکایت تھی، لوگ کہتے تھے کہ ویسا ہی مسودہ بھیج دینا تھا،

میری بھی یہ رائے ہے کہ جس کام کو آپ قلتِ صرف فرصت یا اور کسی وجہ سے نہ کر سکتے ہون اس سے استعفار دینا بہتر ہے ورنہ محض انتساب کے فخر سے کیا حاصل،

[1] کتاب الآلات، دیکھو،

رسالہ کے لئے اب تک مولوی مسیح الزمان صاحب درخواست دینے مین پس و پیش کرتے ہین

والسلام ، شبلی ،

۱۲ر جنوری ۱۹۰۲ء ،

(۵۵)

مین ندوہ مین آگیا ہوں ، میری عیادت اور مہمات امور کے طے کرنے کے لئے فوراً تشریف لائیے اور ہفتہ دو ہفتہ یہان قیام کیجئے ،

شبلی نعمانی ، ۲۸ر ستمبر ۱۹۰۲ء

ندوہ ، لکھنؤ ،

(۵۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، نواب مزمل اللہ خان صاحب کی خدمت مین ایک خط وظیفہ کے متعلق بھیج چکا ہون ، نتیجہ غیر معلوم ، جلسۂ دستار بندی[1] مین آپ کا آنا ضروری تھا ، پہلا جلسہ ہے اور عام افسردگی کو رفع کرنا ہے ، یہ افسوس ہے کہ آپ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہین ، اور اس سلئے مصارف بڑھکر سفر مین ناگواری پیدا ہو جاتی ہے ، اگر آپ حضرت عمرؓ کا سا سفر کرین تو سو دفعہ آ سکتے ہین ، جلسہ کے بعد میرا بڑا لمبا سفر ہوگا ، اس سلئے وداعی ملاقات بھی ہو جاتی سنا ہے نائب ناظم دینیات کی تجویز ہے ، مولوی اسلم جیراج پوری کی مجھ سے سفارش چاہی گئی ہے ، مین صرف ان کی نیک بختی کا حال جانتا ہون ، باقی معلومات مذہبی اور

[1] مولانا کے قیام ندوہ کی ابتدائی تاریخ ۳۲ یعنی ندوہ کے غیر مستطیع طلبہ کیلئے ۳ طلبائے ندوہ کا جلسۂ دستار بندی ،

پابندیِ فرائض کو آپ خود تحقیق کرین مجھکو علم نہین،

موازنہ سے بہمہ وجوہ نجات ملی، اب جس قدر وقت ملے گا شعر العجم پر صرف ہو گا اب والۂ داغستانی کی ضرورت ہے، آگرہ سے آجاتا تو اچھا ہوتا، ایک نئی غزل کے چند اشعار حاضر ہین،

گرچہ مردِ ہوسناکی و رندی نیستم	این چنین ہم گاہ گاہم اتفاق افتادہ بود
بودہ ام در بزمِ مے با محتسب ہم ہمنشین	گرچہ این صحبت مرا بسیار شاق افتادہ بود
گوئیا دشمن ہم از ذوقش نصیبی بردہ است	بادہ وصلش چشیدم از مذاق افتادہ بود
از دلِ صد پارہ ات آگہ نیم شبلی ولے	شیشۂ دیدم کہ از بالاے طاق افتادہ بود

۵ رنومبر ۱۹۰۶ء،

(۵۷)

مکرمی،

تسلیم، امراے ہنود کے لئے سخت تاکید لکھدی ہے بشرطیکہ وہ خبر ہون، دینیات کیلئے کیا میری واقفیت کا دائرہ آپ سے زیادہ وسیع ہے، ہندوستان کا کونہ کونہ دیکھ چکا، مجھکو تو کوئی آدمی نظر نہین آتا، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی معقول شخص ہین، لیکن وہ یہ خدمت کیون قبول کرنے لگے، مولوی عبد الحق اور شاہ سلیمان آپ کو مل نہین سکتے اور شاید آپ ان کو قبول بھی نہ کرین، بہر حال مین تلاش مین رہون گا،

امراے ہنود کا معاوضہ کم از کم سو روپیہ ہونا چاہئے،

ہان بنک مین انجمن اردو کے سو روپئے یا کسی قدر زیادہ جمع ہین، سہل انگاری مین بھیج نہ سکا

اب بھیجدونگا، ابن کمونہ مین نے واپس کردی، برا نسخہ تھا،

بمبئی کے ایک آدھ شعر حاضر ہین، طرح ہوشی را، فراموشی را،

بنگر دستگہِ حسن کہ آن نرگسِ مست	ہم آمیختہ ہشیاری و مدہوشی را
من فدائے بتِ شوخے کہ بہنگام وصال	بمن آموخت خود آئینِ ہم آغوشی را

مین نے تو ایک خیالی بات لکھدی، لکھنؤ کے ایک صاحب کے سامنے اخیر کا شعر پڑھا تو کہنے لگے اس کالج کے پروفیسر یہین مل سکتے ہین، جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب نے میری درخواست منظور کرکے بات رکھ لی[1] ورنہ بہت صدمہ ہوتا،

شبلی، ۱۶ نومبر ۱۹۰۶ء

(۵۸)

مکرمی،

آپ کے نہ آنے کا سخت صدمہ ہوا، آپ ارکان اصلی ندوہ ہین، آپ کی عدم شرکت کا دوسرون پر برا اثر پڑتا ہے، اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہین، بہرحال مقدر مین یہی تھا، اگرچہ شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نہین آئے لیکن جلسہ[2] بڑی کامیابی سے ہوا، سلیمان[3] کی طرف سے درخواست کیگئی کہ فی البدیہہ جو مضمون مجھکو بتایا جائے مین اسی وقت اس پر عربی زبان مین لکچر دونگا، غلام الثقلین[4] نے ایک مضمون دیا اور بغیر ذرا سی دیر کے سلیمان نے نہایت مسلسل فصیح اور صحیح عربی مین تقریر شروع کی، تمام جلسہ محوِ حیرت

[1] بابت وظیفہ ماہانہ، [2] جلسہ دستاربندی طلبائے فارغ التحصیل دار العلوم [3] سید سلیمان ندوی، [4] آنریبل خواجہ غلام الثقلین بی اے ال ال بی، ۱۹۱۵ء مین افسوس کہ وفات پائی،

تھا اور آخر لوگون نے نعرہاے آفرین کے ساتھ خود کہا کا کہ بس اب حد ہو گئی،

مجمع نہایت کثرت سے ہوا اور بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ بیرسٹر اور تمام ایجوکیٹڈ[1] نے کہا کہ ہم لوگون کو اب عملاً ندوہ مین شرکت کرنی چاہیئے، لہذا آیندہ اتوار کو ایک خاص جلسہ رفاہ عام مین ہو جس مین ہم ایجوکیٹڈ لوگ، اور ارباب ندوہ جمع ہون اور مشورہ وغور کیا جائے کہ ندوہ کو کیونکر ترقی دینی چاہیئے، اور کس طرح ہم لوگ اس کو اعلیٰ درجہ تک پہونچائین،

کلیات ناظم ارسال ہے، ۱۰؎ اور ۵؎ بابت وظیفہ حسب وعدہ فوراً بھیجدیجئے،

کلیاتِ ناظم مین ایک دور باعیان خود مصنف کے ہاتھ کی ہین،

شبلی، ندوہ

۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء

(۵۹)

تسلیم، مدت سے آپ سے باتین نہین ہوئین، آج بے اختیار جی چاہا اور قلم ہاتھ مین لیکر بیٹھ گیا،

یہان ایک جلسہ تھا، شاہ سلیمان صاحب اس تقریب سے آئے تھے، اور کئی دن تک میرے مہمان رہے، اب ان کے خیالات ندوہ کے متعلق صاف ہو گئے، جون مین حیدرآباد کا قصد ہے، وہ بھی چلینگے، کاش آپ بھی دامِ وطن سے چھوٹ سکتے، کلیاتِ جامی شاہجہان کی مہر کا عجیب وغریب نسخہ ہاتھ آیا ہے، ابھی قیمت وغیرہ طے نہین ہوئی،

---

[1] تعلیم یافتہ،

آزاد کا سخندان پارس حصہ دوم نکلا سبحان اللہ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم کو ہاتھ نہیں لگایا ہے،

مجھلے خان صاحب مکہ سے تشریف لائے یا نہیں، نواب مزمل اللہ خان صاحب کو ایک غزل بھیجی، رسید تک نہ دی، خیر آپ لیکر دیکھئے،

والسلام

شبلی، ۶ رمئی ۱۹۰۰ء

(۶۰)

تسلیم، مولوی عزیز مرزا بلا رہے ہیں، آپ کا ساتھ ہو تو کیا کہنا، غالباً آزاد[1] بھی ہوں گے، آزاد[2] نے نظم کا حصہ تذکرۃ الشعراء کے لئے اٹھا رکھا ہے، جو اسی قدر ضخیم ہے اور چھپ رہا ہے[3] ان کے بیٹے کے خط سے معلوم ہوا، آپ ریویو[4] لکھتے تو الندوہ کے کام آتا، میں قلم ہاتھ میں لے کر رہ گیا ہے، جو وقت ملتا ہے شعر العجم پر صرف ہوتا ہے، گرمی اب کام نہیں کرنے دیتی،

ہاں مرزا کامران کا دیوان، اکبری کتبخانہ[5] کا نہایت مستند دیکھا، شاہجہان اور جہانگیر کے خاص ہاتھ کی تحریر ہے، میں نے فوٹو لیا، اور متعدد کاپیاں کرائیں کہ اور شوقینوں کے بھی کام آئے، المعین کو دیدوں گا، عرفی فرد لاگت ہے، آپ چاہیں تو ویلو بھجوادیا جائے، نواب[6] صاحب بھی شاید چاہیں، اس لئے دو قطعہ

---

[1] مولوی ابوالکلام آزاد، [2] مولوی محمد حسین صاحب آزاد، [3] سخندانِ پارس، مولانا کو ڈر تھا کہ سخندان پارس اور شعر العجم میں تصادم نہ ہو لیکن مولوی محمد حسین صاحب آزاد نظم کی طرف نہیں آئے، اور اس کو سخندان پارس سے الگ تذکرۃ الشعراء کے نام سے لکھتے ہیں، [4] سخندان پارس پر ریویو لکھنے کے لئے، [5] خدا بخش خان کے کتبخانہ بانکی پور میں، [6] نواب عبد الشکور خان،

منگوانا بہتر ہوگا،
شبلی،
۱۴ر مئی ۱۹۰۶ء

(۶۱)

جناب من، تحیت و سلام، آپ کا والانامہ متضمن اظہار ہمدردی و دریافت حالات ورود فرما ہوا، آپ کے اظہارِ ہمدردی اور دریافت کا شکریہ ادا کرتا ہون، حالات تفصیل کے ساتھ حسب ذیل ہین؛[1]
ایک اتفاقی تقریب سے مین اپنے وطن اعظم گڈھ مین آیا تھا اور ارادہ تھا کہ مہینہ دو مہینے یہان قیام کرون گا، شعرالعجم کے اجزا زیر تحریر تھے اور شاہنامہ پر ریویو کر رہا تھا، سترھوین مئی ۱۹۰۶ء قریباً دس بجے ہون گے کہ مین دفتر سے اُٹھ کر زنانہ کمرے مین گیا، اندر تخت بچھے ہوئے تھے، پاؤن لٹکا کر تخت پر بیٹھ گیا تخت پر کارتوس بھری ہوئی بندوق رکھی تھی، مین نے ہاتھ مین اٹھالی اور پھر ایک دوسرے شخص کے ہاتھ مین دیدی، اتفاق سے گھوڑا گر گیا، بندوق کی زد ٹھیک میرے پاؤن پر تھی، بندوق کی نال سے پاؤن تک صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا، کارتوس مین اگرچہ چھرے تھے لیکن چونکہ بڑے تھے اور فاصلہ بہت کم تھا، اس لئے ٹخنے کی ہڈی بالکل چور ہوگئی، اور پاؤن کٹ کر صرف دو تسمے سے لگے رہ گئے، جس وقت ضرب لگی مجھکو صرف اس قدر معلوم ہوا کہ پاؤن کو ایک جھٹکا سا لگا، کوئی تکلیف نہین محسوس ہوئی، جھٹکے کے بعد بندوق کے چھوٹنے کی آواز محسوس ہوئی، اُس وقت مین نے گھبرا کر کہا یہ کیا ہوا، آواز سن کر باہر سے بعض آدمی اندر آگئے، اس وقت مین اسی طرح پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا اور پاؤن جوتے مین تھے[2]، ایک عزیز نے آکر میرے پاؤن پر ہاتھ رکھا تو مین نے پاؤن جوتے مین سے نکال لیا اس وقت پاؤن

[1] عام خط جو ر دو واقعہ کے اظہار کے لئے لوگون کے جواب مین بھیجا گیا، [2] متعلق صدمۂ پا،

کی ایڑی جوتے مین پھنسکر رہگئی ہین نے پانون اوپر اُٹھایا اور نوکرون سے کہا اس پر پانی ڈالو،
پانی جب ڈالا جاتا تھا تو پاؤن مین سے بھک بھک دھوان نکلتا تھا، قریبًا پاؤ گھنٹہ تک پاؤن اُٹھائے
بیٹھا رہا جب پنڈلیان دکھنے لگین تو مین نے آدمی سے کہا کہ اب ایک تکیہ لا کر میرا پانون اس پر رکھدو،
آدمی نے رو کر کہا کیا چیز ہے جو رکھی جائیگی، مجھکو اس وقت تک نہ معلوم تھا کہ میری ایڑی جدا ہو کر
جوتے مین رہ گئی ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ مین نے ابتدا مین ایک فوری نظر کے سوا مطلق اپنے پاؤن
پر نظر نہین ڈالی، اور جو کچھ مین نے پانون کے متعلق حالات بیان کئے ہین وہ ڈاکٹر اور دیگر
حاضرین کی زبانی ہین،

اس وقت خاص عزیزون مین سے کوئی نہ تھا، نوکر اور ماما وغیرہ تھین یہ لوگ سخت زار قطار
روتے تھے اور مین ان کو منع کرتا تھا، قریبًا ایک گھنٹہ کے بعد فرزند عزیز محمد حامد آیا اور زخم کو دیکھتے
ہی چیخ اُٹھا، اور بہت بے قراری کے ساتھ گریۂ و زاری کرنے لگا، تھوڑی دیر کے بعد اس پر غشی سی
طاری ہوگئی، مین نے نوکرون سے کہا کہ اس کے منھ پر پانی چھڑکو اور حلق مین پانی ٹپکاؤ، اس سے
اس کو ہوش آگیا،

تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی جنید سول سرجن اور اسسٹنٹ سول سرجن کو ساتھ
لے کر آئے، بڑی غلطی یہ ہوئی تھی کہ جو رگین کٹ گئی تھین ان سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا
اور نہ خود مجھکو اور نہ نوکرون چاکرون مین کسی کو خیال آیا کہ ان پر پٹی کس کر باندھ دین
جس سے خون رُک جائے،

بہرحال ڈاکٹر نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رگون کے منہ باندھ دیے جس سے خون رُک گیا،

اس کے بعد مین نے ڈاکٹر سے کہا کہ اگر پاؤن جوڑنے کے قابل ہو تو خیر ورنہ سرے سے نکال ڈالیے ڈاکٹر نے کہا کہ پاؤن کاٹنے کے بغیر کوئی چارہ نہین، غرض بے ہوشی کی دوا پلائی گئی اور عمل جراحی شروع کیا، چونکہ ہڈیان کچھ اوپر تک پھٹ گئی تھین، اس لئے نصف پنڈلی جدا کر دی گئی، (اور متصل ہرزہ گردی کی سزا دی گئی) عمل جراحی کے پورے ہونے کے دس پندرہ منٹ بعد مجھے ہوش آیا اور زخمون کے ٹانکے اور رگون کی کھچاوٹ کی تکلیف محسوس ہوتی تھی، آج نوان دن ہے، ڈاکٹر ایک دن بیچ دیکر زخم کھولتا ہے، دھوتا ہے، اور پھر باندھ دیتا ہے، تکلیف مین ابھی تک کوئی کمی نہین ہے، لیکن خدا کا شکر ہے کہ ابتدائے واقعہ سے اس وقت تک طبیعت کی طمانیت اور سکون مین کوئی کمی نہین ہے، سوچتا ہون تو نظر آتا ہے کہ جو شخص سر کاٹے جانے کے قابل ہو اس کے پاؤن کاٹے گئے تو کیا ہوا؟

ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی تسکین ہے، کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمر پائی، بہت چلا پھرا، دوڑا، دھوپا، ملا جلا، آخر کہان تک؟ خود پاؤن توڑ کر بیٹھنا چاہیے تھا، نہ بیٹھا تو قسمت نے بٹھا دیا ع، گر نستانی بستم میرسد،

خدائے بے نیاز کا شکرگذار، احباب و اعزہ کا منت پذیر ہون، بچ گیا تو پھر کسی نہ کسی طرح دوستون کو دیکھ لون گا، ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ اب دوسرے عالم مین ملاقات ہو گی، والسلام،

دسوین دن ٹانکے کھولے گئے، ایک ٹانکے مین مواد آگیا، اس وجہ سے سوزش اور ٹپک کی سخت تکلیف ہے، ۱۳ر مئی ۱۹۰۷ء تک یہ حالت ہے،

۲۵ر مئی ۱۹۰۷ء

شبلی نعمانی،

(۶۲)

جناب من، شہر سے دور رہتا ہون، جو عزیز ساتھ ہین وہ تیمارداری مین مصروف ہین، اس وجہ سے خط و کتابت مشکل ہے، زخم[1] کی حالت دس بارہ دن تک اچھی تھی لیکن بعد کو ریم آنے لگی، اور اب تک آتی ہے، اسسٹنٹ سرجن روزانہ آتا ہے، اور دن مین دو بار زخم دھویا جاتا ہے، لیکن ابھی تک تکلیف مین کوئی کمی نہین، تکلیف گو سخت ہے، لیکن ہمارے ہی بزرگ تھے جنھون نے سر کٹوا دئے تھے، یا دن کٹنے پر کیا رونا، فصبر جمیل،

شبلی، ۶ رجون ۱۹۰۷ء

اعظم گڈھ

(۶۳)

جناب من،

چند نایاب کتابین فروخت کو آئی ہین، مختصراً کیفیت درج ہین، پسند ہو تو تحریر فرمائیے ورنہ وہ کہین اور بند و بست کرین،

مثنوی گوی و چوگان، خط ولایت عمدہ کاغذ افشان طلا، نہایت پر لطف قیمت تخمینی ۱۰۰،

مناجات عبداللہ انصاری، خط جلی حسب نمونہ سابق، ۵۰،

کلیات جامی، نہایت کثرت سے سلاطین اور امرا کی مہرین ہین، شاہجہان کے کتبخانہ کا نسخہ ہے خوشخط اور مکمل یعنی تمام قصائد اور غزلیات ہین، نوشتہ قریب العہد مصنف خط ولایت، ۲۵۰،

---

[1] زخم صدمہ پا،

کلیات قمی، نہایت خوشخط نسخہ مکمل حاوی تمام کلام، عہ

قیمتون مین شاید کچھ تخفیف بھی ہوسکے،

مثنوی مولوی روم، عالمگیری کتب خانہ کی ہلتفت خان کی پیش کردہ، جائزہ اور مہرین

موجود ہین، قیمت عہ، شبلی، اعظم گڈھ،

۱۷ر جولائی ۱۹۰۰ء،

(۶۴)

شعر العجم کا حصہ برا بھلا جو کچھ ہوسکا مرتب ہو کر مطبع کے حوالہ ہوا، یہ نظامی تک ہے، دوسرے

حصہ کے لئے امیر خسرو کی غرۃ الکمال کا دیباچہ عنایت ہو، اور کمیاب ماخذ ہون، تو اس سے بھی

مطلع فرمائیے،

مجھے ہفتہ سے بخار آرہا ہے، مسہل ہو رہے ہین، بھوپال سے برابر تقاضے آرہے ہین، لیکن جا

نہین سکا، وہان دس بیس دن کا قیام ہوگا، حیدر آباد وفد مین نواب علی حسن خان، مشیر حسین

قدوائی، شاہ سلیمان صاحب طیار ہین، کیا آپ رباعی کا چوتھا مصرع نہ بنین گے،

شبلی، ندوہ، ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۰ء

(۶۵)

مکرمی،

ہدایۃ النحو کے بعد اوضح المسالک ابن ہشام یہان[1] درس مین ہے، اور اس سے بہتر کوئی

---

[1] یعنی دار العلوم ندوہ،

کتاب نہین ہوسکتی، نہایت جامع مسائل اور آسان،

فرمائیے اب ندوہ بھی کبھی یاد آتا ہے، کیا میرا یہان رہنا اس بات کا مقتضی ہے کہ سب لوگ چھوڑ کر الگ ہوجائین، آپ صاحبون کے آنے سے عام وقعت رہتی تھی، جو اور باتون مین مفید ہوتی تھی، یہ سچ ہے کہ آپ جو یہان کرسکتے ہین وہان بھی کرسکتے ہین، لیکن اس سے ملک مین چرچا پھیلتا ہے، لوگون کے ذہن مین ندوہ کی وقعت قائم ہوتی ہے، اب تو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ایک مردہ کے سرہانے ایک از کار رفتہ بیٹھا ہوا ہے، وظیفہ بھی آپ کا نہ آیا، نہ نواب مزمل اللہ خان صاحب کا، خیر، ع

چنان رمیم کہ دیگر بہ گرد ما نہ رسی

حیدر آباد شاید بعد رمضان جانا ہو،

آج کل بڑا معاملہ زمینِ مدرسہ کا پیش ہے، دو چار معززار کان آجاتے تو ایک نہ ایک بات قرار پاجاتی، اس کے بغیر سب کام رُکے ہین،

والتسلیم،

شبلی، ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء

ندوہ، لکھنؤ،

(۶۶)

آپ نے خواجوی و خجندی[۱] کے جو اشعار، حافظ کے ہم مضمون انتخاب کئے ہین، ان کی نقل بھیجدیجئے، مین شعر العجم کا دوسرا حصہ لکھ رہا ہون،

---

[۱] کمال خجندی، شاعر مشہور،

پانون اب تک نہین بنا، اس لئے آگے بڑھنا نہین ہو سکتا،

کرنیل عبد المجید خان صاحب[2] نے ندوہ کے لئے جو کوششین کین وہ آپنے سنی ہونگی[1]

شبلی، نور محمد بلڈنگ، بھائی کلہ، بمبئی

۹ر جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

(۶۶)

بہتر خواجوی کی غزل بھیج دیجئے، اور دیباچۂ غرۃ الکمال بھی یاد رہے، سندھ کی سیر مین تو مین[illegible] لیکن تنہا، پاؤن بننے کا وعدہ اب سے تین ہفتہ سے ہے،

ابا لو کی اب ضرورت نہین، مین جس ہوٹل مین آگیا ہون، خود کوہ قاف ہے، آپ بھی آتے تو بڑا لطف ہوتا، یہین سے سب حیدرآباد چلتے،

کرنیل صاحب[2] نے لوکل حکام کے تعلقات صاف کئے جو محسن الملک ور وقار الملک سے نہ ہو سکے تھے، بہت سی پرجوش غزلین لکھین، آیئے تو سناؤن، اسی لئے پرچون مین نہین بھیجین، ایک غزل کا شعر ہے،

این غزل اول فیض اثر بمبئی است	باش تا بادۂ این میکدہ درجوش آید

نعمانی،

از بمبئی،

۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

---

[1] یعنی یہ کہ ندوہ کو گورنمنٹ سے زمین ملے اور ماہوار ایڈ مقرر ہو، [2] کرنیل عبد المجید خان پٹیالہ،

(۶۸)

آج دیباچہ اور غزلین دونون پہونچین، اِس عنایت کا بہت مشکور ہون، گویا یہ حصہ آپ کا لکھا ہوا ہوگا،

اب امیر خسرو کی باری ہے، ریویو تو نہین لیکن ان کی سوانح حیات جی کھول کر لکھنا چاہتا ہون، ریویو بھی لکھون گا، لیکن ہر شخص پر پورا زور نہین صرف کیا جا سکتا،

شبلی، بمبئی،

۳۰ر جنوری ۱۹۰۶ء

(۶۹)

مکرمی،

حسب ارشاد سامی سب سے پہلی غزل حاضر ہے،

ساقیِ مست چو سوے منِ مدہوش آید / ساغر از کف بنہد، مے کدہ بر دوش آید

من بر آنم کہ کنار از ہمہ عالم گیرم / گر مرا یک صنمے شوخ در آغوش آید

کام دل خواہی از آن نو برِ خو کردہ بشرم / باش تا یک دو سہ ساغر زدہ مدہوش آید

ناصحا! زحمتِ بے صرفہ بہ جانم مپسند / من نہ آنم کہ مرا پند تو در گوش آید

مستی و عربدہ، کارِ چو منے نیست ولے / چشم ساقی است کہ تاراج گرِ ہوش آید

حالیا یک نگہِ ناز از ان سادہ بس است / آن بود نیز کہ بے باک در آغوش آید

این غزل اولِ فیضِ اثرِ بمبئی است / باش تا بادۂ این مے کدہ در جوش آید

افسوس یہ ہے کہ ہم نہ صرف پارسائی مین بلکہ رندی مین بھی عالم بے عمل ہین،

شبلی،

بمبئی،

۳؍ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۰)

مکرمی،

خط پہونچا، حیرت ہوئی کہ آپ نے علماء کا ہم آہنگ ہونا مشکل خیال کیا ہے، یہ مسئلہ تو تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہے، فقہ مین عموماً وقفِ اولاد کا مستقل باب ہے، پریوی کونسل نے اس کو اڑا دیا ہے، ہم اسی کا اعادہ چاہتے ہین، دیوبند وغیرہ کا اختلاف کس بنا پر ہوسکتا ہے، شاید آپنے سید صاحب کا قانونِ وقف خیال کیا، وہ الگ چیز ہے ہم کو اس سے کچھ واسطہ نہین،

ندوہ کے متعلق دو برس کی مختصر کوشش کے بعد جس مین اصل حصہ کرنیل عبد المجید خان کا تھا، اور مین ان سے خط کتابت کر رہا تھا، یہ ہوا کہ اب لفٹنٹ گورنر نے پوچھا کہ ندوہ کس قسم کی امداد گورنمنٹ سے چاہتا ہے، اور ڈائرکٹر کا باضابطہ خط آیا ہے، جس مین امداد دینے کے متعلق پوچھا ہے، امداد قبول کرنے سے کوئی پابندی عائد نہین ہوگی، مین نے اس مسئلہ کو بارہا طے کر لیا تھا، اس لئے اب قبول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین، اب گورنمنٹ کے تیور بدلے تو ٹرسٹیون کی بھی آنکھین بدلین گی، اب کا سالانہ جلسہ ندوہ کا ہوگا اور انشاء اللہ زور شور ہوگا،

وقف کے متعلق خود علماء کے خطوط آئے ہین کہ ہم مستقل رسالہ مین شریک ہین،

اور کہو تو ہم خود لکھیں،

غزل بھیج چکا ہون، خواجو کی غزل اور دیباچہ پہونچا، شکریہ لکھ چکا ہون،

معجم البلدان وغیرہ مصر مین نہایت ارزان چھپی ہین، آپ چاہین تو لے لون، معجم کی قیمت یورپ کے نسخہ کی دو سو تھی، مصر کی بیس یا پچیس ہے،

شبلی، ۶ر فروری ۱۹۰۶ء،

(۷۱)

مکرمی،

عین اس وقت کہ چمن زار بمبئی کی گلگشت نے عالم طلسم مین پہونچا دیا تھا، بھاول پور کے عہدہ دارون کا خط پہونچا کہ ریاست کے حکم سے ندوہ کے معائنے کو آتے ہین، اور اس وقت تمھارا ہونا ضروری ہے، بالکل اسی حالت مین بمبئی سے نکلا، جس طرح مرحوم شداد نے بہشت عدن کو خیرباد کہا تھا، بہرحال پھر اسی خرابہ مین آگیا، بھاول پور نے دل افروز امیدین دلائی ہین، دیکھئے کیا ہوتا ہے، گورنمنٹ کی نگاہ بھی بدلی، زمین نزول کے لئے خود ٹیلر صاحب[1] نے لکھا، ایڈ کے لئے ڈائرکٹر نے خود دریافت کیا، دیکھئے قوم کی نگاہ بھی بدلتی ہے یا نہین،

بمبئی مین خواجہ حافظ کے دربار سے رخصت ہوا، اب امیر خسرو سامنے ہین،

نہ سپہر اور آئینۂ اسکندری رجسٹرڈ بھیج دیجئے، بلکہ عشقیہ بھی،

غزلین چھپنے کو دیتا ہون، ایک غزل کا ایک شعر مجھکو مختلف وجوہ سے بہت پسند آیا، آپ کو

[1] لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر،

لکھتا ہون، واقیت، اور اظہار قدرت پر نظر کیجیے، نہان کردہ ایم، عیان کردہ ایم ما طرح ہے،
بیحاصلی نگر! کہ باین دوری از رخش صد جا سئے بہر بوسہ نشان کردہ ایم ما

ہمایون نامہ گلبدن بیگم، اور لب اللباب عوفی یزدی مطبوعات یورپ مین سے بمبئی سے ساتھ آئی،

جلسہ سالانہ کی تاریخین عنقریب متعین ہونے والی ہین،

شبلی، ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء

لکھنؤ،

(۷۴)

یاد آتا ہے کہ آپ نے مخزن یا کسی اور پرچہ مین امیر خسرو کی طالب العلمی کے حالات لکھے تھے کہان سے لکھے تھے؟ آئینۂ اسکندری، نہ سپہر، عشقیہ کا ابتک انتظار ہے، خسرو کے قصائد ہون تو ان کی بھی ضرورت ہے، شعر العجم کے حصۂ دوم مین سعدی، اور مولانا روم، تو حالی اور شبلی کے دستبرد مین گئے اب خسرو اور حافظ ہی پر مدار ہے، اس لئے ان کو زیادہ پھیلانا چاہتا ہون،

اب کی بمبئی مین عجیب رنگین صحبتین رہین، لیکن عین عالم لطف مین ندوہ کی ایک فوری ضرورت سے یہان آنا پڑا، لیکن آنکھون مین اب تک وہ تماشا پھر رہا ہے، خیر اس پر فخر کرتا ہون کہ دل کی خوشی کو قوم اور مذہب پر نثار کرسکتا ہون اور بے تکلف کرسکتا ہون،

شبلی،

ندوہ۔ لکھنؤ، ۲۶ر فروری ۱۹۰۶ء،

ندوہ کا جلسہ سالانہ،

(۷۴)

مکرمی،

والانامہ پہونچا، دیباچۂ تحفۃ الصغیر[1] بھی عنایت ہو، ورنہ کتاب ناتمام رہ جائے گی، عالمگیر کا مضمون اب کے تمام کر رہا ہوں، یہ حصہ صرف اس کے اصلاحات ملکی اور فضائل اخلاقی کے متعلق ہے، اب علیحدہ پمفلٹ مین بھی چھپ سکتا ہے، اور چھپے گا، محمد علی، بی، اے، (بڑودہ) انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین، ترساز اے بمبئی کے ایوان جمال کے بھوٹے طلسم ہین، یہی تصویرین الگ ہین، ۶۰ اتی بھی ایرانی بھی، اور خال خال ہندی بھی،

جلسۂ سالانہ[2] ضرور جلد کر لیا جاتا، لیکن منشی احتشام علی صاحب وغیرہ زمین یا ایڈ مل جانے کا انتظار کرتے ہین، کہ اس سے جلسہ پورا شاندار ہوگا اور سب تعلقدار شریک ہو سکین گے، بمبئی کی غزلین چھپنے کو دیدی ہین، کوئی سولہ صفحے ہو جائین گے، پھر بمبئی عود کرتا، لیکن زمین اور ایڈ کا معاملہ چھڑ گیا ہے، اور ہر روز نئی تحریک سے کام پڑتا ہے ڈائرکٹر نے اب کے پوچھا ہے کہ آپ ہم سے کس خاص مہینے مین ایڈ مانگتے ہین، زمین کا بھی نقشہ مانگا ہے، اب ذرا امید کی دھندلی سی صورتین نظر آتی ہین، دیکھیے تعبیر خواب بھی اچھی ہو،

اس سفر مین وہ فرمان ہاتھ آیا، جس کی روسے اکبر نے پارسیون کو نوساری مین جاگیر عطا کی تھی، خانخانان کے نکلمہ کا حکم ہے، بحوالۂ فرمان اکبر، الندوہ مین دونگا،

مولوی شرف الدین جج ہائی کورٹ نے اپنی سب کتابین ندوہ کو بھیجدین اس کو ڑہ

---

[1] امیر خسرو کا پہلا دیوان جو زکین کا کلام ہے، [2] ندوہ کے متعلق ہے،

اس کوزہ مین کچھ جواہر ریزے بھی ہین،

غرۃ الکمال بمبئی مین ہاتھ آئی[1]، لیکن اسی قدر غلط،

بمبئی مین تعلیم نسوان کے عجیب حیرت انگیز نمونے دیکھے، جنس لطیف کے پبلک لکچر اور اسپیچین

سنین، اور پریوٹ صحبتون مین ان کی قابلیت دیکھی تعجب ہوا، لیکن چندان خوشی نہین،

والسلام،

شبلی،

۵ مارچ ۱۹۰۸ء، لکھنؤ

(۷۴)

تسلیم ہان ڈاکٹر ریو[2] نے کتبخانہ برٹش میوزیم کی فہرست مین لکھا ہے، کہ نہایۃ الکمال انکا[3] پانچوان

دیوان ہے، اس کا دیباچہ یہ ہے، بسم اللہ الواہب الذی وہب الخ

مرأت آفتاب نما مین بھی اس کو پانچوان دیوان لکھا ہے،

دیباچہ سے مین بھی متمتع ہونا چاہتا ہون،

شبلی، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، لکھنؤ،

(۷۵)

کل انسپکٹر مدارس، ندوہ کے معائنہ[4] کو آئے، اور بظاہر خوش گئے، کتبخانہ پر خاص

خوشنودی ظاہر کی،

---

[1] بمبئی مین ملا فیروز کی لائبریری کا نسخہ تھا جو پروفیسر عبد القادر کے ذریعہ سے منگوایا گیا تھا، [2] مرتب فہرست کتبخانہ برٹش میوزیم لندن

[3] یعنی امیر خسرو کا، [4] دار العلوم کے معائنہ کو،

زمین کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے سفارش لکھکر کاغذ کمشنر صاحب کے ہان بھیجدیا،

ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن لکھنؤ مین آ گئے، ان سے ہم لوگ ملین گے، میرے قدیم شناسا اور مہربان ہین،

ہان آپ دس پندرہ دن کے اندر حیدرآباد ڈیپوٹیشن مین چل سکتے ہین، راہ مین دو تین دن بمبئی کی سیر ہوگی، اور آپ محظوظ ہون گے، حیدرآباد مین بھی کچھ چیزین دیکھنے کے قابل ہین،

تحفۃ الصغیر کا انتظار ہے، جواب جلد عنایت ہو،

شبلی، ۲۵ مارچ ۱۹۰۶ء،

(۷۶)

مکرمی،

بہشت[1] سے آپ کو خط لکھ رہا ہون، افسوس آپ ایمان بالغیب کو ایمان بالحضور پر ترجیح دیتے ہین، شعرالعجم کے اجزا ساتھ لایا ہون، گو حیدرآباد کی منزل اصل وجہ سفر ہے، تاہم چاہتا ہون کہ دوسرا حصہ اسی بہشت زار مین مرتب ہوجائے،

لکھ بھیجئے کہ پٹیالی جو امیر خسرو کا مولد ہے، کس ضلع مین ہے، اور شہر سے کس قدر دور ہے؟ یہان وقف کی کارروائی کو پھیلانا چاہتا ہون، دیکھئے کہان تک کامیابی ہوتی ہے،

..........، بڑی آمادگی سے سکریٹری شپ کی کوششین کر رہے ہین، اخبارون

---

[1] بمبئی سے

مین اظہار عہدہ کے مضامین چھپواتے ہین، بیٹے کی طرف سے امرتسر مین اعلان کرایا، کہ پچاس سالانہ
چندہ دونگا، اور صاحبزادہ کا نام یون لکھوایا گیا، پسر ناظم ندوۃ العلما، جابجا خطوط بھجوا رہے ہین کہ
خط کتابت میرے نام کی جائے، بھوپال سے جو ماہوار مقرر ہوئی تھی، بیگم صاحب نے سند مین میرا نام
لکھوادیا تھا، اور میرے ہی نام سے منی آرڈر آتا تھا، اب کی مہینے مین اپنے نام سے منگوایا ہے، ندوہ
کے پاس مکان لیکر رہنا چاہتے ہین، لیکن یہ سب کیون، علاوہ تمنائے نظامت کے اس لئے کہ تعمیر
مین لکڑی وغیرہ ان کے کارخانہ سے خریدی جائے یہ ہین ہمارے مقدسین،

شبلی، بمبئی۔

۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۹ع

(۷۷)

مکرمی،

والا نامہ پہونچا، مین مدت ہوئی واپس آیا، لیکن

داغم کہ ہوائے چمن بمبئی امسال ل — سرمایۂ یک تازہ غزل نیز نبودہ است

دار العلوم اب جاکر رنگ پر آیا، بڑا رونا تعلیم کا تھا۔ .... نہ فن کے ماہر تھے،
نہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے، اب ان کے جو قائم مقام ہین اور جن کو مین نے زبردستی حیدرآباد سے
بلایا ہے، ایسے شخص ہین کہ دو ہی چار دن مین طلبہ کی آنکھین کھل گئین، اور سمجھے کہ تعلیم اور فن
دانی اس کو کہتے ہین، عرب صاحب[1] بھی ایک حد تک غنیمت ہین، بڑی مشکل یہ ہے کہ مولوی

[1] مولانا شیر علی صاحب ابن شیخ محمد صاحب یمنی خزرجی خلف محدث مشہور شیخ حسین صاحب، استاذ نواب صدیق حسن خان،

فاروق صاحب مرحوم کا بدل نہین ملتا، مولوی سید محمد صاحب[1] آکر چلے گئے، ایک ادیب کی سخت ضرورت ہے،

وقف کے دستخطون کے لئے ایک آدمی کے گشت کرانے کی ضرورت ہے، کوئی آدمی ہو ہو بھیجدیجئے، ۲۵ مشاہرہ دونگا، سفرخرچ علاوہ بشرطیکہ معقول آدمی ہو،

شعر العجم کا دوسرا حصہ بھی چھپ چکا، لیکن ابھی تک کتابین نہین آسکین، ورنہ سب سے پہلے خدمتِ عالی مین پہونچتین،

شبلی،

۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۶۸)

مکرمی،

مولوی عبد الحئی صاحب نے آپ کو اطلاع دی ہوگی کہ جلسہ سالانہ دہلی مین قرار پایا، لیکن چونکہ وہان مسلم لیگ کے جلسہ کے لئے حال ہی مین چھ ہزار چندہ ہو چکا ہے، اس لئے عام چندہ وہان کھولا نہ جا سکا، صرف داعیون نے پانسو کی رقم دینی منظور کی ہے، حالانکہ مصارفِ جلسہ کا تخمینہ ڈھائی ہزار سے کم نہین،

اب کی اسی ضرورت سے چندۂ ممبری ۵ کر دیا گیا ہے، اور ہر رکن انتظامی پر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ پانچ پانچ ممبر بہم پہونچائے،

آپ سے بھی یہ درخواست ہے اور کسی قدر یکمشت عطیہ کی الگ، لیکن یہ باتین مولوی

[1] مولوی سید محمد صاحب کانپوری مولانا محمد فاروق کے شاگرد، اور مولانا ے مرحوم کے رفیقِ تعلیم،

عبد الحئی صاحب کے لکھنے کی ہیں، مین آپ سے جو چاہتا ہون وہ حسب ذیل ہے،

(۱) جلسہ مین کسی علمی مضمون پر لکچر دیجئے،

(۲) اخبارات مین جلسۂ سالانہ کی تقریب سے ندوہ کے اغراض اور توسیعِ اغراض پر مضامین لکھئے اور بہت جلد شروع کر دیجئے،

(۳) جیساکہ پہلے رؤساء سے خط و کتابت کا کام آپ اپنے ذمہ لیتے تھے اب بھی لیجئے، ہان بورڈنگ بھی شروع کر دیا جائیگا، اس لئے آپ کے کمرون کی رقم عین جلسہ کے وقت بذریعہ نوٹ کے پیش ہونی چاہئے،

شعر العجم مجھ سے ریویو کا تقاضا کر رہا ہے، شبلی،

۱۸ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء،

(۷۹)

مکرمی،

آپ نے شعر العجم کی وہ مدح[1] کی کہ مین نے خود اس پر دوبارہ اس لحاظ سے نظر ڈالی کہ یہ خط و خال اس مین ہین بھی یا چشم مجنون کی قوتِ اختراع ہے،

شعر العجم کا یہ کیا کم احسان ہے کہ اس کی بدولت آپ کی ادبی بارشِ فیض پھر نصیب ہوئی، افسوس یہ دست و قلم زمینداری کے بدمزہ کاغذات پر صرف ہون،

لوگ اکبری یا عالمگیری ہین، لیکن مین جہانگیری ہون، اب کی الندوہ کے آئینہ مین

[1] شعر العجم کے ریویو مین،

جہانگیر کی صورت دیکھئے گا،

جلسہ دہلی نے بڑی مصیبت مین ڈال دیا ہے، ان ظالمون نے ہاتھ تو لگادیا لیکن بوجھ سنبھالا نہین جاتا، تقاضا ہے کہ خود آؤ اور ہاتھ بٹاؤ، دو تین دن مین روانہ ہون گا، علی گڈھ بھی راہ مین ہے، لیکن آپ اپنے دائرے سے کہان نکلتے ہین، وہان تک آنیکی اب ہمت نہین،

فتوح الحرمین، حالاتِ حرمین مین ایک مثنوی ہے، مصنف کا نام محی ہے، لیکن کشف الظنون کے سوا اور کسی تذکرہ مین پتہ نہین لگتا، آپ اپنے دفتر مین تو دیکھئے،

شبلی، ۸ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۰)

مکرمی،

اس وقت مرادآباد مین ہون، یہان ایک قدیم خاندان قضاۃ کا ہے، ان کے ہان شاہی کتبخانہ کی متعدد کتابین ہین، عالمگیری کی ایک جلد مسودۂ مصنفین ہے، لیکن یہ ان کا بیان ہے، آج منگوا کر دیکھون گا،

جو اُمور مین نے اخبارات مین لکھے، ان مین سے سب تو جلسہ مین پیش نہین ہو سکتے، اِس لئے بلحاظ اہمیت اور امکانِ حصول یہ طے کیجئے کہ اس سال کیا کیا اُمور پیش ہون، اور ان کی کارروائی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، مدارس انگریزی مین دینیات کا بندوبست ضرور سوچئے، تیز آریون کے فتنہ کی روک ۔

انشاءاللہ پرسون دلی روانہ ہون گا، دو چار روز کے بعد آپ بھی تشریف لائیے،

شبلی، ۱۰ ر مارچ ۱۹۱۰ء،

(۸۱)

مکرمی،

تسلیم خدا کے فضل سے سب کام شروع کر دیئے گئے، ترجمۂ قرآن مجید کے لئے متعدد شخصون کو خط لکھے، کسی نے کوئی تسلی وہ بات نہ لکھی، لیکن عماد الملک بلگرامی نے خط لکھا کہ وہ نہایت مستعدی سے اس کام کو کر رہے ہین، ان کے خط کے اقتباسات آیندہ چھاپون گا،

اشاعتِ اسلام کے لئے مجھ کو خود ایک بار دورہ کرنا ہے، مین ایک مہینہ سے پیچ مین ہون اسی غرض سے الہ آباد بھاگ گیا تھا، لیکن نواب وقار الملک اپنے لڑکے کو داخل کرانے آئے تو مجھ کو بلا بھیجا اس لئے آنا پڑا، اسی حالت مین رائے بریلی گیا، اور وہان جلسہ کرکے اس کی بنیاد ڈالی چھینٹا پڑنے پر عام دورہ شروع ہوگا،

وقف کے دستخط کے لئے محمد ظہور کو جو بھیجا ہے تو اشاعتِ اسلام کے متعلق لوگون کو خطوط لکھکر دیدیے ہین، دیکھئے لوگ کیا جواب دیتے ہین،

وقف کی میموریل لکھنے کو کوئی مسلمان نہین ملتا، مجبوراً الہ آباد مین جج بہادر سپرو جو ہندوستان ریویو نکالتے ہین ان سے خواہش ظاہر کی، وہ فارسی سے آشنا ہین اور شعر العجم کے معترف، اس لئے خود ملنے آئے، اور مجھ سے تمام کاغذات لے لئے اور کہا کہ یہ سب پڑھکر جواب دون گا،

صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی کے متعلق سید سلیمان سے خط شائع کرادیا، اور لوگون نے خطوط بھی بھیجے،

سید سلیمان اب کام شروع کرتے ہین،

بڑی دقت یہ ہے کہ دیہات مین جاکر تلقینِ اسلام کرنے والے واعظ نہین ملتے، اس کا کیا علاج ہوگا؟ اشاعتِ اسلام کی کارروائی تمام تر اس پر موقوف ہے،

آزاد کلکتہ پہونچے، سخت پریشان ہین،

سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہین، کیا آپ کے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سے محفوظ ہو گئے؟

ہان عربی زبان مین ایلیڈ[1] کا ترجمہ ہوا، مصنف دائرۃ المعارف نے کیا اور بڑے اہتمام سے کیا، یہان تک کہ مصر کے سو (۱۰۰) فضلا نے اس تقریب مین ڈنر دیا، مترجم نے دو سو (۲۰۰) صفحون کا دیباچہ بھی لکھا ہے، ۱۲ قیمت ہے؛ مین نے ایک نسخہ منگوایا ہے، آپ چاہین تو آپ کو بھی منگوا دون،

شبلی ۵ مئی ۱۹۱۰ء

(۸۲)

آپ یہ سن کر خوش ہون گے کہ عمان، اور کویت کے دو عرب کم سن لڑکے ندوہ مین تعلیم کے لئے آئے ہین، ایک کو خود اُن کا باپ لیکر آیا ہے، بچے ذہین ہین، ایک اُجرومیہ[2] پڑھتا ہے اور ہونہار ہے، دونون اپنے مصارف کے خود متکفل ہین، توقع ہے کہ اگر نتیجہ اچھا ہوا تو اکثر عرب تعلیم کے لئے یہان

---

[1] مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظم کا سلیمان بستانی بیروت کے عیسائی عالم نے ترجمہ کیا ہے، دائرۃ المعارف یعنی عربی انسائیکلوپیڈیا کی آخری جلدین اسی نے لکھی ہین، ابتدائی جلدین اور شخص نے لکھی ہین، [2] نحو کی ایک کتاب ہے جو مصر و عرب مین عموماً بچون کو پڑھائی جاتی ہے،

آئین گے ، بمبئی مین بعض عرب تاجرون نے مجھ سے خط کتابت شروع کی ہے ، اور چاہتے ہین کہ جب بمبئی جاؤن تو انھی کا مہمان ہون ،

کشمیر سے تار آیا کہ بارش ہے ، اس لئے نہ جا سکا ،

شبلی ، ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۴)

مکرمی ،

شدتِ گرمی سے مین کلکتہ بھاگ گیا تھا ، اور واقع مین وہان بہت آرام تھا ، لیکن یہان کے کام ابتر ہو رہے تھے ، اس لئے کل واپس آیا ، یہان اس بلا کی گرمی ہے ، کہ بولا گیا ہون ، ندوہ کی حالت نہایت ابتر ہے ، شاہجہان پور کی جائداد پر عدالت قبضہ دلا چکی ، لیکن ہمارے ہان کوئی خبر نہین ہوتا ، جب دو چار خط معتمد مال کو مین اور مولوی عبد الحیٔ صاحب لکھتے ہین ، تو اک ذرا چونک کر پھر رہجاتے ہین ، وہ اوّلاً تو کام کے عادی نہین ، اور ہون تو اُن کو اپنا کام کیا کم ہے ،

للت پور مین ایک شخص نے دو سال ہوئے ، مکان وقف کیا تھا ، اب اس کا خط آیا کہ کوئی خبر نہین لیتا ، مین کیا کرون ، یہی اور بہت سے مالی معاملات کا حال ہے ، سب پر طرہ یہ ہے کہ اشاعتِ اسلام ، تصحیح اغلاط وغیرہ کی کارروائی کے لئے کوئی رقم نہین ملتی ، حتی کہ خط کتابت کے لئے معتمد صاحب فرماتے ہین کہ جلسۂ انتظامیہ کی منظوری ہونی چاہئے ،

جلسۂ انتظامیہ ہوگا تو بجائے ضروری امور کے لوگ نظامت کے لئے کمرین باندھ باندھ کر آئینگے ، اور کل اجلاس مین مہابھارت کا رنگ رہے گا ، جس مین الحرب سجال کا نتیجہ ظاہر ہوگا ،

اگر آپ کو ندوہ کا درد ہے، تو آٹھ سات دن کے لئے آیئے، مولوی خلیل الرحمٰن صاحب کو بلایئے پہلے آپس مین صلح اور نیک نیتی کے ساتھ تمام مراتب طے ہو جائین اور ضرور ہو سکتے ہین، پھر تمام امور کو باقاعدہ جلسہ مین طے کر لیجئے، جب ہم لوگ متفق ہون گے تو کسی کو اختلاف نہ ہوگا، ورنہ حالت اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اب انجمن حمایت الاسلام کی طرح ندوہ کی مالی کارروائیان بھی اخبارات کے منظر پر نظر آئین گی، چار برس ہوے کوئی حساب کتاب نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا، لوگ چاہتے ہین کہ ماہ بماہ الندوہ مین جمع خرچ چھپے، یہان کسی کو خبر بھی نہین، دِ تعمیر کی ایک مجلس ہے، اس کا ایک اجلاس ابتدائی کے سوا آج تک کوئی اجلاس نہین ہوا، سب جمع خرچ محض ذاتی رائے سے ہو رہا ہے،

آپ نے بلایا ہے لیکن مجھکو آج کل سفر کرنا محالات مین سے ہے،

شبلی، ۹ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(۹۴)

اشاعتِ اسلام کی بنیاد دو کامون پر ہے، تقررِ واعظ، آمدنی مشاہرہ واعظ، واعظ حسب خواہش و ضرورت نہین ملتے، اور ملین تو کئی سو ماہوار کی آمدنی چاہئے، انھین دونون باتون کے متعلق مین نے یادداشت کے لئے لکھا تھا، اس پر بکرر غور فرمایئے اور اپنی رائے قلمبند کرکے دیجئے کہ کیونکر اور کس طریقہ سے یہ دونون باتین حاصل ہون گی،

شبلی،

۱۲ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۵)

مکرمی،

اب کی میری خاموشی اور رضا بالقضا نے بُرا نتیجہ پیدا کیا، لڑکون کی عدم مذہبی پابندی کی تحقیقات نہایت ضروری ہے، لیکن اس کا طرز یہ تھا کہ لڑکے مدعا علیہ ہوتے نہ کہ مین خود بھی ایک مجرم قرار دیا جاتا، تحقیقات یہ کرنا تھا کہ آیا میرے کسی قول وفعل سے لڑکون کو عدم پابندی کی ترغیب ہوتی ہے یا نہین، آیا مین خود طلبہ کی اس حالت پر نوٹس لیا یا نہین، یا مین نے اس کے متعلق احکام جاری کئے یا نہین، اصل یہ کہ مدت سے کوئی جابر اور منتظم پرنسپل نہین، اس کی تلافی مین کیا کر سکتا ہون، یہ تو وہی بات ہے کہ عمدہ ناظم نہ ملنے سے بہت سے کام ابتر ہو رہے ہین، لیکن اس بنا پر معتمدین پر کمیشن بٹھائی جا سکتی ہے،

اس صورت مین کمیشن بیٹھنا کہ مین مجرم کی حیثیت سے سامنے آؤن اور میرا اظہار تحریری یا تقریری لیا جائے، مین قیامت تک پسند نہین کر سکتا، اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہوتا ہو تو آپ مجھکو مطلع کرین تاکہ مین قطعی استعفا دیدون،

آپ کا ندوہ[1] سلامت رہے، اور نائب ناظم صاحب اور دیگر معتمدین صاحب اس کے چلانے کے لئے کافی ہین،

شبلی،

۱۳ر اگست ۱۹۱۰ء

الہ آباد،

[1] ندوہ کے جلسۂ انتظامیہ مین،

(۸۶)

مکرمی،

رام پور اس لئے نہ جاسکا کہ وہاں سے اطلاع آئی کہ ابھی نہ آؤ، سرکار[1] نینی تال ہیں، اور اس وقت تک کتبخانہ بند رہے گا،

مرزا کامران[2] کے دیوان کے سرورق کا جسپر جہانگیر وغیرہ کے دستخط ہیں میں نے فوٹو لیا تھا، اور الندوہ سے شایع ہوا تھا، یاد آتا ہے کہ ایک آپ نے بھی منگوایا تھا، اگر ہو تو مطلع فرمائیے، اس سے اور فوٹو لینے ہیں، یہاں کوئی کاپی نہیں رہی،

کمیشن[3] کا معاملہ غور طلب ہے، اس لئے مفصل لکھتا ہوں، غور سے پڑھئے گا، اس کے دو پہلو ہیں، ایک واقعی اصلاح اور انتظام، اور دوسرے کسی شخص کی مخالفت وعداوت،

امر اول کی صورت یہ ہے کہ آپ تشریف لائیے، اور سب ارکان یہیں ہیں، مدرسہ میں آئیے لڑکوں کو دیکھئے بھالئے، مذہبی پابندی میں جو کمی ہو، اس کو نوٹ کیجئے، طریقۂ انتظام و اصلاح سوچئے اور قلمبند فرمائیے، لیکن یہ تمام کارروائی بغیر اطلاع اور شور وغل کے ہو، اس وقت موجودہ حالت یہ ہے کہ شاہ صاحب اور منشی صاحب نے تمام شہر میں غل پھیلا رکھا ہے، باہر کا جو شخص آتا ہے، یہی خبر لیکر میرے پاس آتا ہے، اس لئے جس دن آپ آئیں گے شہر میں غل ہو گا، اکثر لوگ مدرسہ میں آئیں گے،

---

[1] یعنی نواب صاحب رام پور، [2] مرزا کامران اکبر کا چچا تھا، اس کا فارسی دیوان بانکی پور کے کتبخانہ میں ہے، اس کے سرورق پر شاہجہان اور جہانگیر کے دستخط ہیں، شاہجہان کی عبارت یہ ہے، الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب،

[3] دیکھو مکتوب الیہ کا خط ۲۶،

مخالف اور موافق ہر جگہ ہوتے ہین، اس لئے بہت سے لوگ بلکہ خود بعض ارکان موجود ہون گے، اور اس بات کی کوشش کرین گے کہ مجرم کے حیثیت سے میرے مقابلہ مین اظہار دلائے جائین یعنی فلان شخص کی تحریرات تصنیفات، اور تقریرات نے یہ اثر پیدا کیا ہے،

ضیاء الحسن[1] علی گڈھ سے یہان آئے تھے، دوسرے دن ملنے آئے کہتے تھے کہ منشی صاحب نے ان سے کہا کہ تمھارا اظہار بھی لیا جائے گا،

یہ طریقہ نہایت برا ہوگا، اور مین اس کے قبول کرنے پر طیار نہین ہو سکتا، نہ اس لئے کہ مجھ کو اپنے خلاف شہادت کا ڈر ہے، بلکہ اس لئے کہ کسی معتمد کے مقابلہ مین طلبہ وغیرہ سے اظہار لینا یہ اس کی توہین ہے،

بیشک مین اس وقت اس کارروائی پر راضی ہو سکتا ہون جب اس کے ساتھ اور معتمدین پر کمیشن بیٹھے، مین اس کو قطعاً ثابت کر سکتا ہون کہ فلان صاحب صبح کی نماز نہین پڑھتے، فلان صاحب نے اپنی غفلت سے اس وقت تک ہزارون روپیہ لوگون کا ضائع کر دیا ہے، یعنی لوگون نے کمرہ کی تعمیر کے لئے روپیہ دیا تھا وہ تعلیم پر صرف کر دیا گیا، وعلی ہذا، فلان صاحب نے وقف کر کے اپنی جائداد دارالعلوم کو نہ دی اور اب تک رکن ندوہ ہین، مکان دارالعلوم کا روپیہ ندوہ ادا کر چکا باوجود اس کے دستاویز واپس نہین کرتے، اور اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ دو دفعہ جلسۂ انتظامیہ مین منظور ہو چکا کہ مکان موجودہ فروخت کر ڈالا جائے وہ فروخت نہین کرتے،

ان سب باتون کو بروئے کار لانا پڑے گا، ورنہ یہ نہین ہو سکتا کہ صرف ایک معتمد پر

[1] مولوی ضیاء الحسن علوی ندوی بی اے،

بے وجہ اس قدر شورش کی جائے،

ضابطہ کی حیثیت یہ ہے کہ کمیشن کا رزولیوشن اجنڈا مین درج نہ تھا، منشی احتشام علی صاحب کی یادداشت اس لئے نہین پیش ہوسکی کہ پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس نہین پہونچی تھی، پھر یہ جدید رزولیوشن کیونکر فوراً پیش ہوکر بغیر منظوری دیگر ارکان غیر حاضرین کے پاس ہوسکتا ہے، اس مزید یہ کہ اُس وقت یہ پاس ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر رپورٹ پیش ہوجائے، مدت گذرنے کے بعد ارکانِ کمیشن کو کیا حق ہے جبتک جلسۂ انتظامیہ کی دوبارہ منظوری نہ ہو،

غرض مقصود یہ ہے کہ کام کی اصلیت مقصود ہو تو اس کا طریقہ مین پہلے عرض کرچکا، اور اگر فلان وبہمان کو شماتت کا موقع حاصل کرنا مقصود ہے تو مین اس کے لئے بالکل آمادہ نہین ہون، اس حالت مین صرف دو نتیجے ہون گے، آسان یہ کہ مین مستعفی ہوجاؤن، اور دقت طلب یہ کہ مین کمیشن کی تعمیل سے انکار کرون،

اس مین کچھ شبہہ نہین کہ طلبہ مین تقدس کا اثر نہین ہے، آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ ندوہ کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر بھیکن پور بھی گئے تھے، ان کی وضع سے آپنے سمجھا کہ علی گڈھ کے لڑکے ہین، یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہے، اس کی وجہ مین نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہین کہ ابتدا سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور باثر نہین ملا،

ایک زمانہ مین مولوی فاروق صاحب مرحوم تھے، وہ خود بے پروا تھے، مولوی.. ...... صاحب خود پابند تھے لیکن اثر کچھ نہ تھا، خود ان کا لڑکا مولوی .... ڈاڑھی

ترشواتا تھا، اور وہ کچھ نہ کہتے تھے، اس کی نمازِ فجر نہ پڑھنے کی مین نے ان سے شکایت کی تو فرمایا کہ "رات کو مطالعہ زیادہ دیکھتا ہے، اس لئے صبح کو سوجاتا ہے"

مین اول جب حیدر آباد سے آیا تو دیکھا کہ دار الاخبار (ریڈنگ روم) مین طلبہ نے نواب محسن الملک وغیرہ کی تصویرین لگا رکھی ہین، نماز نہ پڑھنے پر گوشت کا پیالہ بند کیا جاتا تھا، لیکن ہر روز دس پانچ بند رہتے،

اس کی تدبیر صرف یہ ہے کہ کوئی مقدس بزرگ ہاتھ آئین، مولوی سیف الرحمان صاحب کی تعریف مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ بہت کرتے ہین، مین نے ان کو لکھا، لیکن وہ پچاس (۵۰) پر نہین آتے،

بہر حال یہ معاملہ، موجودہ صورت مین معمولی معاملہ نہین ہے، مجھکو مطمئن فرمایئے کہ طریقِ تحقیقات کیا ہوگا؟ کیونکر ہوگا، عنوان کیا ہوگا؟

رزولیوشن مین خاص میرے زمانہ کے مقابلہ کا ذکر ہے، اس سے مخالف طبیعتون کو ہر قسم کے مخالف پہلو کا موقع ملے گا، اور اس سے وہ کام لین گے،

والتسلیم

شبلی، ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۷)

مکرمی،

ندوہ کے مواد فاسد کو ہر دفعہ اوپرے لیس پوت کر دی جاتی ہے، اور اندر اندر مواد پکتا

رہتا ہے، اس لئے ہمیشہ خلجان رہتا ہے، اگر واقعی ندوہ کا درد ہے، (اور ضرور ہے) تو ایک ہفتہ کے لئے آیئے، اصل یہ ہے کہ منشی احتشام علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب بلکہ مولوی عبد الحی صاحب کو کسی قدر یقین ہے کہ مین اِن لوگون کے اختیارات مین دست اندازی کرتا ہون اور ان کے کرنے کا کام خود کرتا ہون اور اس طرح وہ نمایان نہین ہوتے، اس لئے آ کر میری اور ان کی سنیے اور دیکھئے کہ کیا واقعہ ہے، مجھکو آپ کی رائے پر پورا بھروسہ ہے، اگر آپ کے نزدیک مین نے ایک ذرہ بھی اپنے حدود سے تجاوز کیا ہوگا، تو معترف ہو کر معافی مانگون گا، ورنہ جب تک ان لوگون کا یقین زائل نہ ہوگا کوئی کمیشن اور اصلاح سود مند نہ ہوگی، یہ تو سب اسی رنجش کے بخارات ہین، باقی مفصل خط پہلے لکھ چکا ہون،

شبلی،

۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۸)

مکرمی،

السلام علیکم،

افسوس آپ ایسے وقت مین تشریف لاتے ہین کہ اعظم گڈھ مین سناٹا ہوگا، یہ شہر منا اور عرفات کی طرح صرف کچہری کے زمانہ تک آباد رہتا ہے، تعطیلون مین بالکل ویران ہو جاتا ہے، کیونکہ وہان کا خاص باشندہ کوئی ممتاز آدمی نہین، سب دیہاتی ہین، ہم لوگ خود چونکہ باہر رہتے ہین اور تعطیلون مین بھی باہر رہتے ہین، اس لئے اس کمی کی یون بھی تلافی نہ ہو سکے گی، بہر حال تحریر فرمایئے کہ کس تاریخ تک آپ ضرور آ سکین گے، مجھکو تو ایک طرف نواب وقار الملک منصوری مین بلاتے ہین، دوسری طرف مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کا خط آیا ہے کہ تم خود آؤ تو مین مسودۂ وقف لکھدون،

ادھر مدرسہ کے کھلنے کے وقت بہت سے جدید ضروری انتظامات ہون گے، اس لئے موجود رہنا چاہئے،
غرض ایک کشمکش مین ہون،

عمارت کا چندہ اب بالکل بند ہے، مجھکو لوگ اب کچھ کرنے نہین دیتے، خود کچھ کرتے نہین،
دور دور تک یہ پھیلا دیا ہے کہ مین الگ ہو گیا، چنانچہ باہر سے متعدد خطوط آئے، نہ صرف میرے پاس بلکہ
اورون کے پاس، قاری عبد الولی صاحب مطبع آسی پرسون آئے تھے، اُن کے پاس یورپ سے ایک خط
آیا ہے، مین پہلے سے افسردہ تھا، بیماری نے اور دل توڑ دیا، اپیل شایع کرنے کی ضرورت ہےنہین، ہین
کام تقریباً چھوڑ دیا ہے، لوگ آئین اور کام سنبھالین، پچاس ہزار خرچ ہو چکے، عمارت ناتمام رہی ہین، اس
کی اور ضرورت ہو گی، اس کے علاوہ بورڈنگ کا سامان، اضافہ ماہوار، ترقی تعلیم یہ سب کام ہین،
لوگ آئین اور انجام دین، مین انشاءاللہ کسی اور صوبہ مین قیام کرون گا، اور کوئی مشغلہ ڈھونڈھ
لون گا، مولوی سیف الرحمٰن کو بلوایئے اور مقرر کیجئے،

مصر سے عربی مین نقشہ[1] مل سکتا ہے،

والتسلیم،

شبلی

۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۹)

مکرمی،

تسلیم، ایلیڈ مین نے علی گڈھ سے منگوائی تھی، اور مصر سے بھی، آپ وہین کیون

---

[1] یونانی شاعر ہومر کا ترجمہ عربی، دیکھو مکتوب ۸۳،

نہ لیں حقی بغدادی سے عرب کا نقشہ بھی وہ منگوادین گے چونکہ وہ اور کتابین بھی منگواتے رہتے ہین، اس لئے ان کے ذریعہ سے شاید ارزان آئے، ورنہ مین حاضر ہون،

اعجاز خسروی کا ایک عجیب وغریب نسخہ ہاتھ آیا، امیرؔ[1] کی وفات کے دس برس بعد کا لکھا ہوا ہے، نہایت صحیح اور سرتاپا محشّٰی ہے اور کمال یہ کیا ہے کہ لفظی رعایت مین ایک لفظ کے کئی ٹکڑے مین بھی کوئی رعایت ہے تو اس قدر ٹکڑا سرخ لکھا ہے، مثلاً باغ کی رعایت مین بود کا لفظ آگیا ہے تو بو کو سرخ لکھا ہے، تمام کتاب مین یہ التزام ہے، اس قدر دیدہ ریزی شاید خود مصنف نے کی ہو،

آپ کے نہ آنے سے خمیر یک کر رہ گیا، جگ ٹوٹا، لیکن زیادہ طیار ہونے کے لئے،

شبلی، ۱۵ر نومبر ۱۹۱۰ء

(۹۰)

مکرمی،

سبحان اللہ اتنا نہ ہوا کہ الہ آباد سے آتے ہوئے ایک دن لکھنؤ مین ٹھہر جاتے، ۲۷ر فروری کی تاریخ غالباً بدل جائیگی، قواعد انتخاب کے مطلب کی تعبیر مین سخت اختلاف ہے، وکلاء اور قانون دانون سے کئی دن سے مشورہ رہا کوئی قطعی بات طے نہین ہوتی، ارکان خود مل کر پہلے طے کر لین تو بہتر تھا ورنہ وقت پر پہلے تو قواعد ہی پر بحث ہو گی اور جلسہ بیکار جائیگا،

اب کی جنوری کے الندوہ کا آغاز یونیورسٹی ہی سے ہے، اور جلی عبارت مین لکھا ہے کہ

---

[1] یعنی امیر خسرو دہلوی،

لوگون کی نظر پڑے، آپ کے خط آنیسے بہت پہلے مضمون مطبع مین بھیج چکا تھا، مضمون تو نہین بلکہ نوٹ بھی، مستقل مضمون اس وقت لکھون گا جب آپ سے مل کر اس کی ہیئت خوب سمجھ لون،

مین علی گڈھ آنا چاہتا ہون، گسٹ ہاؤس مین ٹھہرون یا آپ کے ہان آپ تو شاید نمائش مین خیمہ افگن ہون گے،

عربی کی بعض مفید کتابین مصر سے آئی ہین، کیا آپ کو بھی بھجوا دون، مثلاً ثمار القلوب للثعلبی و شرح الاجماع، چار چار روپیہ یا زیادہ قیمتین ہین،

ہان آپ سے تو فریق ثانی نے بہت خط کتابت کی، ان کے اقتراحات کیا ہین؟ حرف عنوانات لکھئے، کہ وہ یہ انتظامات چاہتے ہین،

جواب مفصل لکھئے، شبلی،

۶ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء،

(۹۱)

مکرمی،

(۱) الاناما لا، مدرسین کا کیا فیصلہ ہو، نامور بازار مین نہین ملتے، بلکہ خاص تعلقات اور اعتماد پر آسکتے ہین، مولوی حفیظ اللہ صاحب کے بعد سب نے متفقاً تین شخصون کے بلانے کی آرزو کی، مولوی شبیر علی، مولوی ماجد علی، یہ بھی مولوی خلیل الرحمن صاحب نے کہا کہ ان مین سے ایک کی

لے موسیولی بان صاحب تمدن عرب کی فرنچ تصنیف کا ترجمہ ہے جس کا موضوع "جماعات کا علم النفس" ہے،

لے شمس العلماء مفتی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور،

امید نہین کی جاسکتی ورنہ ہر ایک ہماری انتہائی آرزو ہے،

مولوی ماجد علی میرے شاگرد ہین، ادب مجھ سے پڑھے ہین، ٹونکی ہم سبق، اور مولوی نذیر علی دوست تھے، مین نے مولوی ماجد علی کو بلوایا، وہ آئے لیکن ہم سب نے ان کو نا پسند کیا، مولوی نذیر علی کا انجام آپ کو معلوم ہے،

اِدھر مولوی فضلِ حق کی رائے ہوئی، ان کو لکھا وہ آنے پر راضی ہوئے، اور خط آیا، یہان سے ایک گمنام خط گیا کہ نہ آئیے یہان لڑائی ہے، وہ بھی بیٹھ رہے، ٹونکی سرکاری ملازمت چھوڑ کر کیون آئین، تاہم مین بلا سکتا ہون، لیکن ہر شخص اب سمجھنے لگا کہ سکریٹری دار العلوم کی ذمہ داری کوئی چیز نہین، اس لئے کوئی ایسی غیر اطمینانی حالت مین کیونکر آئے،

منشی احتشام علی صاحب کے نزدیک مولوی حفیظ اللہ صاحب افضل الناس ہین، لیکن وہ بھی شاید اب نہ آئین، بہر حال دار العلوم سے اب ہاتھ دھونا چاہیے جب تک کوئی ماہرِ فن نہ آئیگا علمی مذاق نہین پیدا ہو سکتا، اور وہان مولوی حفیظ اللہ کے سوا اور کوئی مقبول نہین، والسلام

شبلی، کلیر روڈ، بالن جی ہوٹل، بمبئی،

۱۴ / جون ۱۹۱۱ء،

(۹۲)

مکرمی،

تسلیم: دار العلوم کی نسبت تو مین نے عہد کر لیا ہے کہ آپ کو کچھ نہ لکھون گا، بجز اس کے کہ کونسل نظامت کے ارکان مشارق و مغارب مین ہین، اور پرنسپلی وغیرہ کا فیصلہ حیز عدم ہی، مولوی عبد الحی صاحب

فرماتے ہین کہ لوگون کو خطوط لکھئے، لوگ کہتے ہین کہ ہم کو نہین پہونچے، ٹونکی میرے اصرار سے آسے، اور یہان کوئی نہ تھا، اس لئے بلا فیصلہ واپس گئے، گو مین نے ان کو آمادہ کر لیا ہے کہ وہ قیام کرین، لبشرطیکہ ملاء اعلیٰ بھی کبھی فیصلہ کرے،

خیر اس کو چھوڑیئے، وقف کا معاملہ اب قریب الحصول ہے، اب عمدہ کاغذ پر میموریل مع اصلاحات قانون وقف چھپوانا اور ملک کے اعیان سے دستخط کرانا اور وسیرائے کی خدمت مین بھیجنا ہے، ان ضروریات کے لئے کچھ مزید چندہ کی ضرورت ہے، عام چندہ تو مناسب نہین، احباب کو تکلیف دیتا ہون، آپ بھی کچھ رقم بھیجدیجئے،

مشرقی کانفرنس[1] سے اچھے نتائج کی امیدین ہین، مین نے ندوہ کو وہان زیادہ روشناس کیا، اور بعض کارروائیون مین وہ شامل کر لیا گیا، مفصل عند الملاقاۃ،

مین وقف کے متعلق دورہ کرنا چاہتا ہون،

شبلی،

لکھنؤ، ۲۷ر جولائی ۱۹۱۱ء

(۹۳)

مکرمی،

تسلیم، نصاب تعلیم ندوہ اسی دن روانہ کیا، شاید نہین پہونچا، خیر آج پھر بھیجتا ہون، سبحان اللہ آپ اعظم گڈھ چلین تو مین عرب سے چل کر اعظم گڈھ اؤن، آج ہی خط لکھتا ہون، اور کلکٹر صاحب کے متعلق دریافت کرتا ہون، مین آج کل مین رامپور جانے والا تھا،

---

[1] گورنمنٹ نے شملہ مین ایک اورینٹیل کانفرنس بلائی تھی، مولانا بھی اس کے ممبر تھے،

الہ آباد کی نمایش نے میرا ایک لکچر قدیم تحریرون اور کتابون پر مقرر کیا ہے، اس کے لئے سامان مہیا کرتا ہے، آپ کے ہان سے بھی سرمایہ ملے گا،

کمیشن کی شہرت نے بہت بڑا اثر پیدا کیا، اوّل تو تمام شہر مین مشہور ہے کہ فلان شخص علٰحدہ کردیا گیا، دوسرے اس کی پختگی کے لئے شاہ سلیمان صاحب وغیرہ ہر جگہ یہ چرچا پھیلا رہے ہین کہ فلان شخص کی نسبت تمام ہندوستان مین بدعقیدگی اور الحاد کا شبہہ عام ہوگیا ہے، اس لئے اب ان کے اختساب سے ندوہ کو نقصان پہونچ رہا ہے اور پہونچے گا،

مآثر رحیمی[1] کا پہلا حصہ نکلا، کلکتہ سے منگوایئے،

مولوی سید حسین صاحب نے سورۂ بقرہ کا ترجمہ چھپوا کر، لیکن مسودہ کی شکل مین بھیج دیا،

میموریل وقف اولاد کا اچھا لکھا گیا، آپ نے اس پر کچھ رائے نہین دی،

شبلی، ۱۴ر ستمبر ۱۹۱۱ء

(۹۴)

جناب مستطاب دام مجدکم، تحیۃ و سلام

مسودۂ قانون وقف اولاد اب بہت جلد کونسل مین پیش ہوگا، اور گورنمنٹ کے لا ممبر نے اپنی تقریر مین کہا تھا کہ گورنمنٹ اس بڑے میموریل کا انتظار کرے گی جو مسلمانون کی طرف سے آنے والا ہے (یعنی انجمن وقف کی طرف سے) اس لئے مین نے الہ آباد اور بمبئی وغیرہ کا دورہ

---

[1] عبد الرحیم خانخانان کے حالات مین، ایشیاٹک سوسائٹی کا نسخہ تھا، مولانا کو توجہ دلانے سے اس کی اشاعت کا سامان ہوا،
[2] یہ ایک عام خط تھا جو تمام ارباب رائے کی خدمت مین بغرض مشورہ بھیجا گیا تھا،

کر کے تمام متفقین کی رائین حاصل کین، اور جو جو نقص مسودہ مین ہین ان کو ایک الگ یادداشت مین ستائیم کیا، آج وہ اور اصل مسودہ انگریزی ارسالِ خدمت کرتا ہون کہ آپ غور فرمالین،

اس کے ساتھ اب ممور یل بہت جلد تیار ہوکر خدمتِ والا مین دستخط ثبت کرنے کے لیے حاضر کیا جائیگا، تاکہ وہ ڈیپوٹیشن یا صوبہ کی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حضور وایسرائے کی خدمت مین ارسال ہو، فقط،

شبلی نعمانی،

(۹۵)

جناب من،

جرجی زیدان کا رد[1] جو الندوہ مین نکلا محض سرسری اور کم زور تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبیعت کارِ دیگر عربی مین مصروف تھا، کیونکہ اصلی مخاطب عرب و شام تھا، اس بنا پر عربی رسالہ بہت بڑا ہوگیا، جس کے مصارفِ طبع قریباً ما ﷲ یا اس سے کچھ زائد ہون گے، فروخت کی توقع نہین، مصر و شام و یورپ مین مفت بہت رسالے بھیجے جائین گے، اس لئے یہ قرار پایا کہ مصارف کیلئے دوردستان مکتوب، پر عمل کیا جائے،

اِس خیال مین تھا کہ حکیم نورالدین[2] صاحب کا خط آیا رسالہ عربی کے لئے مین ﷲ بھیجتا ہون، اب بقیہ کی فکر ہے، آپ دس پندرہ جس قدر مناسب سمجھین بھیجدین، اور یہی عریضہ جناب

[1] جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی مین جو مخفی اعتراضات مسلمانون پر کئے تھے اور جو غلطیان تاریخ مین کی تھین انکی تردید و تنقید عربی رسالہ ہندوستان و مصر دونون جگہ چھپ گیا ہے بنام الانتقاد [2] خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی،

نواب مزمل اللہ خان صاحب کو بھیجدین، وہ جو چاہین بھیجدین گے، باقی کے لئے عزیزی حمید، نواب علی حسن خان اور شبلی ہے،

۲۷ر نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

(۹۶)

تسلیم، مفتاح السعادۃ، مدرسہ کا نسخہ تھا، قیمت ؎ بھیجدیجئے،

سیرۃ نبوی کا شروع سال[1] سے عزم ہے، لیکن پچاس ہزار سرمایہ کی ضرورت ہے، کیا قوم سے یہ امید ہوسکتی ہے؟

شبلی،

۲ر جنوری سنہ ۱۹۱۲ء،

(۹۷)

جناب من،

معلوم نہین آپ سالانہ جلسہ کے متعلق کیا کر رہے ہین، سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر سے آتے ہین، انھون نے قطعی ارادہ ظاہر کیا ہے،

نومسلمون کے متعلق نہایت کثرت سے خطوط آئے کہ اکثر جگہ مسجدون کو گوبر سے لیپتے ہین، نماز کا ذکر نہین، مین نے ایک انسپکٹر روانہ کر دیا ہے،

اگر آپ کہین اس کام کے لئے یا سالانہ جلسہ کے لئے دورہ کو چلین تو مین ہر کاب چلون

[1] اس خط سے آغاز سیرت نبوی کی تاریخ معلوم ہوتی ہے،

نواب علی حسن خان نے کل اپنا کتبخانہ ندوہ کو دیدیا اور خود مجھ سے آکر اظہار کیا، مین نے جلسہ تک اعلان عام کو روک دیا ہے،

جرجی زیدان کارڈ (پروف) بھیجدیا تھا، المنار نے بہت احسان مندی ظاہر کی، کہ بڑا اہم کام انجام پایا جس کی یہان کے لوگون کو ہمت نہین ہوتی تھی، گو مین نے ان کو ابھارا بھی تھا،

ناصر علی کی مثنوی نہ ہو تو ایک اچھا نسخہ موجود ہے، خیام کا جبر و مقالہ[1] ہاتھ آگیا، دس[2] پڑ[3]

آپ جلسہ سے کچھ پہلے آیئے،

شبلی،

۲۷ فروری سنہ ۱۹۱۲ء،

(۹۷)

مکرمی،

تسلیم مین اردو ورنیکولر اسکیم[4] کمیٹی کی شرکت کی غرض سے الہ آباد گیا تھا مسٹر برن نے چند نہایت مضر تجویزین اردو کے حق مین پیش کی تھین، ایک یہ بھی تھی کہ رامائن بھاشا انٹرنس کے امتحانات مین لازمی کردیجائے، اور اردو جو مدارس مین ہے، وہ ایسی کردیجائے کہ ہندی بنجائے عجیب منطقی دلائل گھڑے تھے، پنڈت سندر لال وغیرہ کمیٹی کے ممبر تھے،

تیسرے جلسہ مین کامل فتح ہوئی تمام تجویزین اڑ گئین، اگرچہ افسوس ہے، کہ مسلمان ممبرون نے کوئی مدد مجھکو نہ دی، اور دیتے کیا، دینے کے قابل بھی نہ تھے،

---

[1] رسالہ فی براہین الجبر والمقابلہ پیرس مین سنہ ۱۸۵۱ء مین طبع ہوا تھا، چھوٹی تقطیع کے ۱۰ صفحے ہین آخر مین فرنچ ترجمہ ہے،

[4] اس کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ اسکولون مین بھاشا آمیز اردو جاری کی جائے، مسٹر برن یو پی کے چیف سکریٹری تھے،

الہ آباد سے کلکتہ گیا، اور تمام وایسرائے کونسل کے ممبرون کو ایک جلسہ مین جمع کرکے تمام مراتب طے کر لئے، انشاء اللہ وہی مہینہ مین بل حسب مراد پاس ہوجائیگا اور سب کمیٹی بیٹھ جائیگی[1]،

سیرۃ نبوی کا کام واقعی بڑے پھیلاؤ کا ہے، ادھر اشاعت اسلام کی یہ حالت ہے کہ بیسیون خطوط اور رپورٹین آرہی ہین، اور معلوم ہوتا ہے کہ لاکھون نومسلم ارتداد کے خطرہ مین ہین، آریون کی مقامی کمیٹیان جابجا دیہات مین قایم ہوتی جاتی ہین، سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کیا جائے، کہان کہان واعظ مقرر کئے جائین، کہان مکتب قائم ہون، یہ تو سلطنت کا کام ہے،

آج ایک اپیل بھیجتا ہون، کاغذات جلسہ مین پیش کرون گا، کلکتہ مین ایک انجمن سے کام لیا، اور نواب ڈھاکہ کو راضی کیا ہے کہ وہ انجمن اشاعت اسلام کے پریسیڈنٹ ہون، لطف یہ ہے کہ ادھر شاہ سلیمان صاحب نہ کچھ کرتے ہین، نہ مجھکو اجازت دیتے ہین کہ مین باقاعدہ کام کرون، مجبور ہو کر ندوہ کے دائرہ سے نکل کر کام کرنا پڑیگا،

مین امین آباد پارک نمبر ۴ مین ہون،

۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو پھر الہ آباد ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین جانا ہے، ہان ایک نہایت عمدہ خوشخبری سنئے،

گورنمنٹ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے کہ سرکاری اسکولون مین مذہبی تعلیم جاری کیجائے، مجھکو بھی ممبر بنایا ہے، اپریل کی ۶ تاریخ کو اس کا اجلاس ہوگا،

شبلی،

لکھنؤ، ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء،

---

[1] وقف اولاد کے متعلق،

(۹۹)

مکرمی،

تسلیم، انڈر سکریٹری کو خط لکھئے کہ ایک دن پہلے میٹنگ کرین، میرا بھی حوالہ دیجئے کہ ان کی بھی درخواست ہے،

سید رشید رضا مصر سے روانہ ہو گئے، ۲۲ر مارچ کو بمبئی آجایئن گے، مین نے لکھ دیا تھا اس لئے وہ لارڈ کچنر سے مل کر اور ان کی رضامندی تحریری لیکر آتے ہین، انھین کو جلسہ کا صدر بنانا چاہئے اور یہ مین نے ان کو لکھ بھی دیا تھا، اس بات سے جلسہ کی عظمت ہو گی، ان کے نام کی وجہ سے اکثر لوگون نے آنے کی خواہش ظاہر کی ہے،

ہان، کام بہت ہین، لیکن مین اشاعت کے کام کو سب پر مقدم رکھون گا، قطعی، طور سے معلوم ہوا کہ راجپوت خاندان مرتد ہوتے جاتے ہین، آریون کی مقامی انجمنین چپکے چپکے کام کر رہی ہین، ذرا دقت یہ ہے کہ جلسہ کے بعد ہی میرا دورہ شروع ہونا چاہئے، لیکن موسم ناقابل برداشت ہو جائیگا، اس لئے دو مہینہ کا وقفہ ہو جائیگا جو مضر ہو گا،

سید رشید رضا کے لینے کو بمبئی جانا چاہتا تھا، لیکن یہان ایک ایک منٹ کام کا ہے ذرا ٹلا تو سب ابتر ہو جائیگا، جلسہ گاہ کا سامان ابھی کچھ نہین ہوا، نہ کوئی پروگرام بنا،

نواب علی حسن کا کتب خانہ ندوہ مین آرہا ہے، لیکن مین نے اعلانِ عام جلسہ کے لئے اٹھا رکھا ہے،

شبلی،

۱۸ر مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

(۱۰۰)

جلسۂ[1] انشاء اللہ نہ صرف بارونق بلکہ مہمات امور کے اجراء کا پیش خیمہ ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تین روز پہلے آجائین، اشاعتِ اسلام کا بہت اچھا اثر ملک مین پھیل رہا ہے، لوگ خط و کتابت کر رہے ہین، صرف اتنی بات ہے کہ شاہ صاحب وغیرہ اس کام کو کرنے دین، یہ اس وقت ہو سکے گا کہ آپ آجائین، آپ کا توسط سب مشکلات کو حل کر دیگا، دوسرے یہ کہ سید رشید رضا کی وقعت اور موجودگی اور پریسیڈنٹی سے فائدہ اٹھایا جائے، اس کے لئے بھی آپ کی ضرورت ہے، سید صاحب موصوف لارڈ کچنر سے ملکر اور ان کی تحریری مرضی سے آئے ہین بہرحال اپنی تشریف آوری سے جلد مطمئن کیجئے، ندوہ کی بساط پر یہ اخیر بازی ہے جس پر اس کی موت و حیات کا مدار ہے،

شبلی نعمانی،

۲۴ر مارچ ۱۹۱۲؁ء،

(۱۰۱)

مکرمی،

تسلیم عنایت نامہ پہونچا،

بقدر ہمت کام کر رہا ہون، آنکھ کی معذوری کا بہت اثر ہے، خود لکھ نہین سکتا، بلکہ لکھواتا ہون، اور اس کی کبھی مشق نہ تھی، البتہ کتابون کا مطالعہ اب تک کر سکتا ہون، یورپین مورخون کی تصنیفات کشتِ زعفران نظر آتی ہین، سیکڑون ہوائی قلعے بنائے ہین تمام انگریزی کتابین خرید لی ہین

[1] ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ،

ہین ایک بی، اے کو جو ایم اے مین ہین، زادِ راہ بھیجدیا ہے کل پرسون تک آجائین گے،

یہان کی یہ حالت ہے کہ بغداد کے ایک پیر صاحب جو آئے ہین ان کے جلوس اور روشنی مین پچھتر ہزار روپیہ ایک رات مین صرف ہوا، لیکن انھین کی یادگار جو تجویز ہوئی ہے، اور جس کے لئے پندرہ لاکھ درکار ہے، اس مین صرف سات ہزار چندہ ہوا، شاید آیندہ اور بھی ہو،

سرکار بھوپال نے اِس سفر مین مجھ سے کہا کہ اپنا جانشین بھی تیار کر لو، اس کا کیا جواب تھا،

ان کے صاحبزادہ کے دو ہزار روپے بابت خریداری کتب آ گئے، ماہوار کے علاوہ کارلائل کی کتاب کا عربی مین ترجمہ ہو گیا، اچھا ترجمہ کیا ہے، میرے کام کی چیز ہے،

شبلی، ۲۴ جون ۱۹۱۲ء

بمبئی،

(۱۰۲)

مکرمی،

مدراس مین خود جاتا، لیکن عین اسی زمانہ مین ڈھاکہ یونیورسٹی کی سب کمیٹی مین گورنمنٹ بنگال نے مجھکو مدعو کیا ہے، اور وہان کے لوگون نے مجھکو لکھا ہے کہ اگر تم آجاؤ تو مدرسہ عالیہ وغیرہ کی ابتری کی اصلاح کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہے، اس لئے بااین شکستہ پائی و پیری وہان جا رہا ہون، سیرت کے لئے ایشیاٹک سوسائٹی مین بعض کتابین بھی دیکھنی ہین، انگریزی کتابون سے جس قدر اقتباسات ہو رہے ہین، ان سے کذب و افترا کا عجیب منظر سامنے آجاتا ہے، مرگولیس

سے پیر ابراہیم سیف الدین از سجادہ نشینان شیخ عبدالقادر جیلانی کے بڑے پیمانہ پر ایک بی مدرسہ کا قیام کے ہیرو اینڈ ہیرو وشپ،

پروفیسر اکسفورڈ سب سے بڑا عربی عالم ہے، اس کی لائف آف محمدؐ دیکھنے کے قابل ہے، لکھتا ہو کہ عبدالمطلب مطلب کے غلام تھے کعبہ آنحضرت صلعم سے صرف سو برس (۱۰۰) پہلے کی عمارت تھی، وغیرہ وغیرہ، کام ہو رہا ہے، سیرت کی ماخذ اصلی صرف تین کتابین ہین، ابن ہشام ابن سعد طبری، ان کے تمام رواۃ کا استقصا کر کے ان کا اسماء الرجال، تہذیب وغیرہ سے مرتب کرا رہا ہون کہ روایتون کے انتقاد مین آسانی ہو، سید سلیمان یہ کام کر رہے ہین، اور وہ یہین ہین، خود الگ سیرت مین مشغول ہون، انگریزی کتابون کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے،

شبلی، بمبئی،

پالن جی ہوٹل،

۱۴ر جولائی ۱۹۱۲ء،

(۱۰۲)

جناب من[1]،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت صلعم کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے، تاکہ ان کے تائیدی بیان جب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین، اور جہان انھون نے غلطیان اور بدیانتیان کی ہین، نہایت زور وقوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کیجائے،

اسی بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے، اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے، کہ جن صاحبون کو اس کا ذوق ہو

[1] ایک عام خط جو بعض ارباب علم کو مولانا نے بھیجا تھا،

ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدیجائے، وہ مطالعہ فرماکر قابلِ ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین، تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے،

اِس بناپر آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بھی اِس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے،

شبلی نعمانی،

۱۴ر اگست سنہ ۱۹۱۲ء،

(۱۰۴)

مکرمی،

آپ کو ایک تصنیف پر تعجب ہے، لیکن یہان تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے، مارگولیس سب سے بڑا عربی دان ہے، اس کی تصنیف کا لفظی ترجمہ ہو رہا ہے، ایک حرف بھی ساری کتاب مین صحیح نہین، تحقیقات سنئے، رسول اللہؐ نبوت سے پہلے سوتے وقت لات و عزیٰ کی پوجا کر لیا کرتے تھے، نبوت کی تعلیم انکو مسیلمہ سے ہوئی،

محمدؐ کا نام فیل محمود (ابرہہ کا) کی مناسبت سے رکھا گیا، مسیلمہ نے حنیفی دین کا لقب لیا، حضرت عثمانؓ اس لئے مسلمان ہوئے کہ رسول اللہؐ کی صاحبزادی پر عاشق ہوئے، (نعوذ باللہ) اور نکاح کا اقرار ہوا،

مین سیرت کے اندر ان مباحث کو نہین چھیڑونگا، سیرت کی ہم جلدین ہون گی، ایک جلد اس کیلئے مخصوص ہوگی، چاہتا ہون کہ ہر قسم کے مطالب سیرت مین آجائین، یعنی تمام مسائلِ مہمات پر ریویو، قرآن مجید پر پوری نظر، غرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلوپیڈیا ہو، اور نام بھی دائرۃ المعارف النبویۃ موزون ہوگا، گو لمبا ہے، اور ابھی مین نے فیصلہ نہین کیا، آپ دو چار جگہ نمونہ بھیجدیجئے، اور صاحبون کے پاس بھی کتابین گئی ہین،

ندوہ کی نئی تحریک آپ سنتے ہوں گے، لوگوں کو اصلاح کا خیال ہوا ہے، لیکن یہ اس پر موقوف ہے کہ آپ پورے دو ہفتہ لکھنؤ میں رہیں، اور ہر روز صرف ایک مسئلہ طے ہو، ورنہ ہیچ،

شبلی، بمبئی

پالن جی ہوٹل،

۶ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۵)

جناب من، سلام مسنون،

تعطیل[1] جمعہ کے نسبت جابجا جو کچھ کارروائیاں ہو رہی ہیں آپ اخباروں میں پڑھتے ہوں گے، لیکن جب تک وقف اولاد کی طرح متحدہ اور پرزور اور وسیع طریقہ سے باضابطہ کارروائی نہ کی جائیگی، کامیابی نہ ہوگی، میں نے انگریزی میں میموریل لکھوالیا ہے، اور اس کو چھپوا کر دستخطوں کے بہم پہونچانے کی کارروائی شروع کرنی چاہتا ہوں لیکن اس معاملہ کے اخیر تک پہونچانے کے لئے کم از کم چار پانچ سو روپیہ کی رقم درکار ہوگی، آپ اس سرتاسر میں جو عنایت فرماسکیں مطلع فرمائیں،

شبلی نعمانی،

۱۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء،

(۱۰۶)

مکرمی،

حیاکم اللہ، جناب راجہ ابو جعفر صاحب رئیس فیض آباد نے کونسل کی ممبری کے لئے اپنے آپ کو پیش

[1] گورنمنٹ درخواست کیجائے کہ مدرسوں اور محکموں میں نماز جمعہ کیلئے چھٹی دیجائے، گورنمنٹ نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کی،

کیا ہے، مین ان معاملات مین بالکل آزاد رائے رکھتا ہون، اور اس مین رشتہ و قرابت تک کا خیال نہین کرتا، چونکہ مین دیانتاً راجہ صاحب کو اس خدمت کا مستحق سمجھتا ہون، اس لئے اگر آپ بھی اس کاغذ پر دستخط کر سکین تو بہتر ہے،

شبلی،

۱۶ر نومبر ۱۹۱۲ء،

(۱۰۷)

مکرمی،

تسلیم کیا کیا جائے، تین مہینہ کی مستقل کوشش اور تقاضہ پر تین لائق بادسٹرون نے عرضداشت[۱] لکھی، اور پھر سست لکھی تو کیا کرون، کیا علاج،

مسٹر شفیع کہتے ہین کہ اب ضرورت نہین ہے، گورنمنٹ نے جو غزنوی کا جواب دیا وہ کافی ہے، ضرورت قدیم ہے، لیکن اب جدتِ درخواست کی وجہ کیا بیان کی جائے؟ وجہ اصلی تو یہ ہے کہ پہلے لوگون کو گورنمنٹ سے مطالبات کا حوصلہ ہی نہ تھا، لیکن یہ لکھنے کی بات نہین، پھر کیا وجہ بتائی جائے، کہ مسلمان ابتک کیون چپ رہے، کوئی معقول بات خیال مین آئے تو لکھیے، غلام الثقلین صاحب کہتے ہین کہ کامیابی ناممکن ہے،

مکان[۲] بک گیا، اب بھی دیکھیے عمارت پوری ہوتی ہے یا نہین،

نواب غلام احمد مدراس سے آئے تھے، ان کو عمارت[۳] دکھائی، ان کے اندازۂ تخیل سے باہر تھی، بہت خوش ہوئے، کبھی مدراس جانا ہو تو وہ کام آسکتے ہین،

---

[۱] وقفِ اولاد کی عرضداشت، [۲] دار العلوم کا قدیم مکان، [۳] دار العلوم کی جدید عمارت،

تین دن سے گرمی کے مارے نہین سویا، ڈیرہ دون بھاگا جاتا ہون،

شبلی، ۲۷ مارچ ۱۹۱۳ء،

(۱۰۸)

مکرمی،

تسلیم، افسوس آپ نے مدت سے خبر نہ لی، حالانکہ میری بیماری کی خبر بھی عام تھی، اور جو طوفان میرے خلاف اٹھا، وہ بھی آپ دیکھ رہے تھے، آپ سے میرے تعلقات بالکل اخوت اصلی ہی کے ہین، اس لئے یہ امید بیجا نہ تھی،

بہر حال ندوہ سے مین نے استعفا دیدیا، اور معززین بھی دیچکے، اب ندوہ مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام ہے، خیر یہ بھی دیکھ لیجئے،

سیرت کو چاہتا تھا کہ آپ کی نظر سے مسودہ گذر جاتا، لیکن کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی، اردو کا ٹائپ رائٹر نہین، ورنہ دو تین کاپیان ہو جایا کرتین،

پہلی جلد کا نصف حصہ گویا تیار ہے، ہر ہفتہ مین دو تین روز طبیعت ناساز ہو جاتی ہے، اس لئے ناغہ سے ہرج ہو جاتا ہے، بڑے بڑے معرکے طے ہوئے، اس فن کو نئے سرے سے مرتب کرنے کی ضرورت تھی، مجھکو خود خیال نہ تھا، کہ ایسی کامیابی ہوگی، لیکن قدر کون کرے گا، کوئی شخص پہلے طبری و ابن الاثیر کو چھان چکا ہو، تب اندازہ کر سکتا ہے،

انساب سمعانی کا مکمل نسخہ مطبوعہ فوٹو ہاتھ آیا، بڑی ضخیم کتاب ہے، اور نہایت مستند ہے،

شبلی، ۹ جولائی ۱۹۱۳ء، نیو ناگپاڑہ روڈ، بمبئی،

(۱۰۹)

لیجئے، شبلی، مولوی عبدالحئی صاحب، منشی احتشام علی، راجہ تصدق رسول خان، نواب علی حسن خان اور اور مستعفی ہوگئے[1] اور سب کا استعفا نہایت اطمینان کے ساتھ منظور ہوا، اب تنہا مولانا سہارن پوری فرمانروائے مطلق ہین، ایک زمانہ مین آپ یہ نیت کرکے آئے تھے، اور جلسہ کے بعد اظہار بھی کیا تھا کہ مجھکو الگ کردیجئے تاکہ کام یکسوئی سے ہو، اب تو پوری یکسوئی ہے،

آپ پر مجھکو محبت کا دعویٰ ہے، اس لئے جو چاہتا ہون کہدیتا ہون، آپ کا احسن الفضائل حسنِ ظن عام ہے، اور یہی کہین کہین مضر بن جاتا ہے، مدت سے مین دیکھ رہا تھا کہ یہ سب شورشین، دراندازیان، نزاعی امور کا بار بار پیش کرنا، سب اسی شوقِ نظامت کے لئے ہین، لیکن آپ کو یقین نہ تھا، اب دیکھ لیجئے،

خیر اب اِن باتون سے قطع نظر کیجئے، ہان فرمائیے بمبئی سے آکر کہان رہون، گو لکھنؤ مطلق پسند نہین ہوسکتا،

شبلی، ۱۲ ر جولائی ۱۹۱۳ء

بمبئی،

(۱۱۰)

تسلیم، اصابہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۹۵ مین کیا یہ تصریح ہے کہ "مکہ مین پہلا مکان آنحضرت صلعم سے صرف دو تین نسل پہلے تعمیر ہوا،" اس موقع کی عبارت مطلوب ہے[2]،

مین اب بمبئی سے عنقریب روانہ ہونگا، خیال یہ ہے کہ دو تین مہینے مین، سیرت کا پہلا حصہ

---

[1] مولینا کے استعفا کے بعد ندوہ کی رکنیت یا معتمدی سے۔ [2] مارگولیوس نے لائف آف محمدؐ مین اس حوالہ کی بنا پر مکہ کی قدامت سے انکار کیا ہے، مارگولیوس نے چونکہ مطبوعۂ کلکتہ کے حوالے دیئے ہین، اور دفتر سیرت مین اصابہ مطبوعۂ مصر تھی،

مطبع مین بھیجدیا جائے،

مذہب حنیفی جو اسلام سے پہلے مکہ مین خال خال پایا جاتا تھا اس کے متعلق مزید تحقیقات ہو سکے تو لکھ بھیجئے، یہان کتابین موجود نہین، بخاری و ابن ہشام مین جس قدر ہے وہ معلوم ہے،

شبلی، ۳ر اگست ۱۹۱۲ء

پنونا گیارہ ۔ بمبئی،

(۱۱۱)

مکرمی،

تسلیم، جگہ سے ہٹنے مین تمام نظام بگڑ جاتا ہے، پیش نظر کتابین ہر جگہ نہین ملتین، اسٹاف کہان کہان ساتھ پھرے، مترجم انگریزی جو نہایت قابل ہین، اور اب ان کو لیا ہے وہ لکھنؤ سے باہر نہین جا سکتے، یون بھی سلسلۂ خیال ٹوٹ جاتا ہے، اسی لحاظ سے باوجود ارادہ اور کشش اعزہ گھر نہ جا سکا، ارادہ ہے کہ پہلی جلد ختم کر کے اٹھون،

غرۃ الکمال کا نسخہ ہاتھ آیا[۱] گو بہت جگہ سے ناقص ہے، لیکن جس قدر ہے اچھا ہے، نثر قریباً پوری ہے،

ندوہ کا حال سنا ہوگا، ناظم صاحب نے رپورٹ کی اطلاع دی ہوگی،

شبلی، ۱۴ر جنوری ۱۹۱۴ء،

---

[۱] دیوان امیر خسرو اس دیوان پر ایک مقدمہ ہے، جس مین فارسی ادب و شاعری پر نہایت عمدہ تقریظ و تنقید ہے، نثر سے مقصود یہی مقدمہ ہے، نسخۂ مذکورہ اب دار المصنفین کے کتبخانہ مین ہے۔

(۱۱۲)

تسلیم، ابن ہشام جو واہی الحدیث ہے، وہ ابن ہشام کلبی ہے، صاحب سیرت عبد الملک بن ہشام ہین اور یہ ثقہ ہین،

جلد اُدھر آنے کا ارادہ ہے،

شبلی،

۱۲ار فروری ۱۹۱۴ء

(۱۱۳)

ع انچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم،

آپ نے دیکھا اودھر اوقاف اسلامی[1] کی تحریک شروع ہوئی، ادھر گورنمنٹ نے یادداشت شایع کی اور ایک کانفرنس اسی مہینے مین بٹھانیوالی ہے، خیر میرا کام تو اس کے پیچھے جان لڑا دینا ہے،

ع آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے،

ہان دار المصنفین پر کیون آپ نے سکوت کیا، آپ سے بڑھکر اس کی شرکت کا کس کو حق ہے، مین اس عمارت کو انشاء اللہ پورا کر کے رہون گا، اور شاید وہی میرا مدفن[2] بھی ہو، ۱۴ ۲ سے پہلے علی گڈھ پہونچون گا،

شبلی،

۱۶ار فروری ۱۹۱۴ء

---

[1] تجویز یہ تھی کہ اوقاف اسلامی جو شخصی اقتدار و تصرف مین تباہ ہو رہے ہین، ان کی حفاظت و مفید مصرف مین لانے کے لئے کوشش کیجائے، اور اس کو ایک حد تک گورنمنٹ کے اثر مین سے آنا چاہیئے جس مہینہ مین مولانا نے یہ تحریک پھیلائی اسی مہینہ مین گورنمنٹ نے وقف کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جو وقف کے مسئلہ پر غور کرے، لیکن اب تک کوئی حاصل نہین نکلا،

[2] آخر یہ پیشینگوئی پوری اتری،

(۱۱۴)

مکرمی،

تسلیم، دار المصنفین کی تجویز مین قطعاً طے کرچکا ہون، کہین سے بندوبست نہ ہو، تو موجودہ ابتدائی عمارت جس کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہے، مین خود اپنے پاس سے ادا کرونگا، چھوٹے چھوٹے بنگلے اور احاب سے بنوا لون گا،

بہرحال اس وقت صرف آپ سے یہ مشورہ مطلوب ہے کہ کہان بنے ؟ اگر علی گڈھ یا کہین اور بنے تو لوگ مولوی سمیع اللہ خان کا مقلد کہین گے، اس لئے مین اتمام حجت کے طور پر چاہتا ہون کہ پہلے ندوہ کے تمام ارکان سے پوچھ لون، اگر وہ منظور نہ کرین تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہوگا، پُر لطف تجویزین دار المصنفین کے متعلق ذہن مین ہین،

جواب بمبئی الہ آباد مین عنایت ہو،

شبلی،

۳ر مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۵)

مکرمی،

آپ دار المصنفین کو حبیب گنج[1] لیجانا چاہتے ہین تو حضرت مین اعظم گڈھ کو کیون نہ پیش کرون اعظم گڈھ مین اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کرسکتا ہون، خیر اس پر ملکر گفتگو ہوگی، اس وقت تو اوقاف اسلامی کے لئے دورہ کرنا چاہتا ہون، شاید جلد اُدھر بھی آؤن، ہان کا غذات چوری گئے تھے لیکن مسودہ سیرۃ محفوظ رہا

[1] حبیب گنج ضلع علی گڈھ مکتوب الیہ کا وطن،

وہ اِس صندوق مین نہ تھا،

مخالفت کی اب لوگون نے حد کردی، کچھ لڑکے مجھ سے پڑھنے آتے تھے اس لئے قاعدہ بنا دیا گیا کہ کوئی لڑکا باہر کسی سے نہ پڑھنے پائے، میری بدولت یہ کمزور لڑکے جو باہر پرایویٹ طور سے پڑھتے تھے وہ بھی محروم کردیئے گئے، یہ سرقہ بالکل سازشی تھا، ع این ہم الخ

سیرت کے چھپنے کا مرحلہ پیش ہے، الہلال مین چار صفحے نمونہ کے لئے چھپوائے، بہت عمدہ چھپا، لیکن لوگ ٹائپ کو بالکل پسند نہین کرتے، لطف یہ کہ انگریزی خوان بھی،

سیرۃ کی کاپیان لکھوانی شروع کردی ہین،

ع عجب قدیم خطوط، دو ہزار برس قبل اسلام حمیری اور ناتبی خطوط جو کھنڈرون مین ملے، ان کے فوٹو منگوالئے ہین، سیرت مین شامل ہون گے، موجودہ خط سے کوئی نسبت نہین، ناگری، یا انگریزی ہین،

شبلی، ۹ر مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۶)

تسلیم، وہان آگ برس رہی ہے، اور یہان نسیم کے جھونکے چل رہے ہین، نہایت اطمینان سے کام ہو رہا ہے،

اس دفعہ آپ دلی مین ہوتے تو مزہ آتا، جلسہ سے پہلے پیغام آیا کہ کفر کے فتوے طیار ہو چکے ہین، جلسہ موقوف کردو تو خیر ورنہ پھر تشہیر ہو گی، جلسہ کے دن چار فتوے الگ الگ تقسیم ہو رہے تھے، جو مولوی عبد الحق[۱] سے طیار کرائے گئے تھے، سفرائے ندوہ کے ذریعہ اور شہرون مین ان کی اشاعت کرائی گئی، چنانچہ رائے بریلی کی دیوارے

---

[۱] مولوی عبد الحق تفسیر حقانی،

ایک صاحب اتار کر میرے پاس لائے تھے، اب بھوپال مین تحریک ہے کہ سیرت کی اعانت بند ہوجائے، مرزا کی باتین ہین، یہ وہ لوگ کر رہے ہین جن کو تقدس کا دعویٰ ہے، مولوی دنیا مین آتے ہین تو ہم سے بڑھکر دنیا دار بنتے ہین، جلسہ کا رنگ دیکھنے کے قابل تھا،

طبقات کا جواب پھر دون گا،

مولوی سید علی[1] کا معاملہ تو اجنڈا مین شامل تھا جلسۂ انتظامیہ مین پیش ہوچکا ہوگا،

شبلی، ۲۰ رجون ۱۹۱۴ء،

(۱۱۷)

تسلیم آج وہ حمائل لے لی، دوسو پچاس نذرانہ کے دیئے، کل ۴۰ برس کا ہے، تاہم ایک چیز ہے، ایران کا خاتم الخطاطین احمد تبریزی تھا، آغاخان اول کے بھائی نے اس کو ایران سے بلوا کر لکھوایا تھا، اول سے آخر تک مطلا ہے، یعنی ہر سطر پر طلائی ٹکڑے ہین، اور تقطیع نہایت موزون ہے، کہین تسع و تسعون نعجۃ کا دعویٰ نہ پیش کیجئے گا،

شبلی،

۶ رجولائی ۱۹۱۴ء،

(۱۱۸)

تسلیم، سیرت کی اتمام کے لئے یہین[2] کی خاموشی اور سکوت در کار ہے، دن بھر کوئی جھانکتا تک نہین، اس لئے ارادہ تو یہ ہے، کہ جلد اول بہ ہمہ جہت تمام کر کے اٹھون، ہر روز کوئی نہ کوئی نیا تاریخی اور تحقیقی راز کھلتا ہے، اور بعض مشکلات حل ہوجاتی ہین،

---

[1] مولوی سید علی زینبی، ادیب دار العلوم [2] یعنی بمبئی کی،

انشاء اللہ آپ کی زیارت ہوگی، تو مصحف پاک کی زیارت کراؤنگا،

خوش نویس (کاپی نویس) کو یہین بلوالیا ہے، ایک خاص دراندازی کی وجہ سے دیر ہوگئی ورنہ مسودہ مطبع مین جاچکا ہوتا، ریاست پر زور ڈالا جارہا ہے کہ سیرت چھپنے نہ پائے،

شبلی

۱۶ر جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۰) پروفیسر عبدالقادرؔ کے نام ،

(۱)

السلام علیکم ،

والا نامہ پہونچا ، کتابون کے بھیجنے کا مشکور ہون ، احادیث الخوانین کے جوابات ملا یا نہ ہین ، عالمگیر کی سند ملجائے تو کیا کہنا ،

آپ کے لئے مین ضرور تحریک کرونگا ، ممبری کے لئے کتابین اپنے نام سے منگوا کر کسی کو دینا خلافِ قاعدہ ہے ، اس لئے مین معذور ہون ، لیکن شرح انوری خود میرے پاس ہے ، مین لکھنؤ سے بھیجدونگا ، البتہ آثر رحیمی اور کہین نہین مل سکتی ،

لے شیخ عبدالقادر ایم اے پروفیسر دکن کالج پونہ ، شیخ صاحب موصوف ان چند مستثنیٰ جدید تعلیم یافتہ لوگون مین سے ہین ، جنکی لیاقت اور قابلیت قوم کے لئے فخر ہے ، وہ مشرق و مغرب کی متعدد زبانون سے واقف ہین ، تاریخ اور فارسی کے مذاق کا اتحاد مولانائے مرحوم اور شیخ صاحب موصوف کے درمیان ارتباط و تعلقات کی کڑی تھی ، اسی لئے اکثر خطوط مین انھین کے متعلق تذکرہ ہے ، ۲ے اسلام آباد چاٹگام کی فارسی تاریخ ہے ، جس کے آخر مین عالمگیر کی طرف سے مدافعت ہے ، اسی اخیر ٹکڑے کی طرف اشارہ ہے ، ۳ے دیکھو مکتوب ۸ ، ۴ے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی ممبری کے لئے ۵ے مرزا عبدالرحیم خانخانان کے نام سے لکھی گئی ہے ، اکبر کے عہد کے اکثر تاریخی اور ادبی واقعات اور حالات شعرا خصوصاً عرفی اور معاصرین شعرا کے دلچسپ حالات کا ذکر ہے ، کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے کتبخانہ مین جو قلمی نسخہ موجود ہے وہ خاص مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جب مولانا کی نظر سے گذرا تو اس پر ایک عمدہ ریویو لکھا جو الندوہ مین چھپ گیا ہے ، اس ریویو کے کئی دن بعد سوسائٹی کی نظر کتاب کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوئی ، اور اس کو اسی ایک نسخہ سے چھاپنا شروع کیا چنانچہ دو تین جلدین شایع ہو چکین ،

خسرو کا کوئی عمدہ دیوان وہان نہین،

غرۃ الکمال[1] ہوتا تو البتہ منگوانا چاہیے تھا، والسلام

شبلی، ۷ جنوری ۱۹۰۶ء،

(۲)

مجی،

خط پہونچا، پونہ کا وعدہ حیدرآباد کے سفر کے ساتھ تھا، جانا اور الٹا واپس آنا تو شکستہ پائی کی حالت مین وقت ہے،

آپ کا یہ فقرہ سمجھ مین نہ آیا،

"اور بھی سُن رہا ہون"

وہان آیا تو آپ ہی کے یہان ٹھہرونگا،

نواب صاحب جنجیرہ کا دعوتی خط آیا ہے کہ جنجیرہ آؤ، شاید جانا ہو، تو اور بھی پونہ آنا مشکل ہوگا،

فرامرزنامہ[2] کی اور کچھ کیفیت لکھئے، تو معلوم ہو،

زنانہ جلسہ[3] بہت کامیابی کے ساتھ ہوا، گجراتی اور مرہٹی مین عورتین خوب بولین، بعض عورتین تو مرد معلوم ہوتی تھین،

---

[1] خسرو دہلوی کا تیسرا دیوان ہے جس کے دیباچہ مین (جو اب تک کہین چھپا نہین) خسرو نے اپنی فارسی شاعری پر ایک عمدہ مضمون لکھا ہے، اس کا صحیح اور مستند نسخہ مولانا ڈھونڈھتے تھے، ان کے ذاتی کتبخانہ مین ایک قلمی نسخہ موجود ہے، مگر کسی قدر ناقص ہے،

[2] فرامرز پسر رستم کی فارسی منظوم داستان بطرز شاہنامہ، [3] بمبئی مین ایک ہندو عورتون کی کانفرنس تھی،

۱۸ کو ٹاؤن ہال ہے، والسلام، شبلی،

۱۰ر فروری ۱۹۰۸ء

(۳)

مجی!

آپ کا مفصل خط ملا، اور گذشتہ کی تلافی ہوگئی، مین نے حال ہی مین مسٹر محمد علی کو لکھا تھا کہ آپ کو فرصت نہ ہو تو اور احباب کو تکلیف دیجائے، لیکن اُنھون نے کسی طرح نہ مانا، جون سے کام شروع کرین گے،

اب پونا آنے کی کم توقع ہے، یہان مقامی ضرورتین زیادہ پیش آگئی ہین، اس کے سوا سفر مین تصنیف کا سلسلہ برہم ہو جاتا ہے، چاہتا ہون کہ برسات تک شعر العجم کی دوسری جلد بھی تیار ہو جائے،

پہلا حصہ چھپ رہا ہے، اور بہت اچھا چھپ رہا ہے،

شعر العجم کا ترجمہ[1] آپ کرین یہ شعر العجم کی قسمت، لیکن مشکل یہ ہے کہ حالات تو یورپ مین بھی لکھ چکے ہین، جو چیز اصل ہے وہ شعراء کے کلام پر ریویو ہے جس مین اصل اشعار کو نقل کرنا پڑتا ہے، اگر آپ اس کی تدبیر کر سکین تو اس سے کیا بہتر؟

نکلسن[2] سے مجھ کو پہلے سے واقفیت ہے، عربی مین یہ لوگ ابھی کوسون ہم سے دور ہین،

---

[1] مضامین عالمگیر کا انگریزی ترجمہ [2] مکتوب عالیہ کا ارادہ تھا کہ شعر العجم کا انگریزی مین ترجمہ کرین تاکہ پروفیسر براؤن جو لٹریری ہسٹری آف پرشیا لکھ رہے ہین اُنکے کام آئے، [3] ایک انگریزی پروفیسر جنھون نے عرب کی ادبی تاریخ (لٹریری ہسٹری آف عربیا) لکھی ہے،

شرح[1] انوری غالباً اعظم گڈھ مین ہے، تلاش کرتا ہون، اگر یہان کتابون مین ہے تو فوراً بھیجتا ہون گو کمیاب چیز ہے،

بمبئیات چھپ رہی ہے، لیکن نام بدل دیا ہے، یعنی "دستۂ گل"، طیار ہونے پر بھیجدونگا، ایک دو غزل حال مین لکھین وہ بھی شامل ہین،

انشاء اللہ برسات بمبئی اور پونہ مین ہوگی، والسلام

شبلی، ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

(۴)

مکرمی،

تسلیم، آپ کی محنت کی داد دیتا ہون، بیشک ترجمہ[2] مین اردو کی غلطیان بہت ہین، انکو صحیح کر کے ایک مختصر تمہید کے ساتھ جس مین آپ کو ملک سے روشناس کراؤنگا، الندوہ مین شایع ہونے کو بھیجدونگا، مین آپ کے علمی مذاق کا نہایت معترف ہون،

اس اثناء مین زہرا[3] اور عطیہ فیضی کے بہت سے خطوط آئے اور بعض مین علمی مضامین بھی تھے، ان ظالمون کی اردو نویسی پر مجھ کو تعجب ہوتا ہے، آپ کو شاید کبھی دکھلا سکون،

شعر[4] العجم مین اب ناچار سعدی کو لینا پڑا، اور اب انھین کی لائف زیر قلم ہے، دستۂ گل

[1] از ابو الحسن فراہانی، قدیم ترین و بہترین شرح انوری، اب دار المصنفین کے کتبخانہ مین ہے، [2] مسعود سعد سلمان پر ایک مضمون انگریزی سے اردو مین ترجمہ کیا تھا [3] بمبئی کے مسلمان خاندان کی خاتونون کے نام ہین،

[4] دیکھو مکتوب ۷،

چھپ گیا، عنقریب بھیجونگا، شبلی،

ندوہ، لکھنؤ، ۵ رمئی ۱۹۰۸ء

(۵)

مجبی،

بقیہ ترجمہ پہونچا، دونون حصے آج ملا کر دیکھے، افسوس ہے کہ اشعار اس قدر بھر دیئے ہین کہ نزہبت کم رہجاتی ہے، اور عام پڑھنے والون کو دلچسپی نہین ہوسکتی، سوچ رہا ہون کہ اس کو کیونکر کام مین لاؤن، اشعار چھانٹنے پڑین گے،

وہ بات مین نے یون ہی لکھدی تھی، لیکن واقعی حیرت کی بات ہے، آپ جانتے ہین بمبئی مین کسی کو اردو سے مس نہین، عورتین جو کچھ سیکھتی ہین مردون سے سیکھتی ہین، ان عورتون کو اردو دان کہان ملتے ہین، باوجود اس کے نہایت بے تکلف صحیح اردو لکھتی ہین، لطف یہ کہ ان کے مردون کے خط آتے ہین، وہ بالکل بمبئی کی خاص اردو ہوتی ہے، غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ اردو لٹریچر کو اچھی طرح مطالعہ کرتے ہین، مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلطیان درست کردیا کرون، آپ برا تو نہ مانین،

شعر العجم مین اب سعدیؒ زیر قلم ہین، ان کے متعلق مزید اطلاع آپ دے سکین تو عنایت ہے،

شبلی

۱۹ رمئی ۱۹۰۸ء، ندوہ، لکھنؤ،

لہ مضمون انگریزی مسعود سعد سلمان،

(۶)

مجی،

آپ کی مہمان نوازی کا مشکور ہون،

مرزا صاحب کے نوٹ کا مجھکو حال معلوم نہین، ہوٹل والے سے دریافت کیجیے، مرزا صاحب نے تو مہمان نوازی مین کچھ کمی نہین کی تھی، یہ رقم کیون زبردستی اُن سے اڑالی گئی، خیر اس کو بھی میرے ہی نامۂ اعمال مین لکھیے، واقعی افسوس ہے،

سند مرسلہ ایک قسم کی سندِ لگان ہے[1] قول نامہ اسی کو کہتے ہین، یہان بھی رواج ہے، بیدل کی نسبت مین یون بھی راز وار تھا، وہ خواہ مخواہ وہم مین پڑتے ہین،

شبلی، ۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۹ع

حیدر آباد،

(۷)

مین بخیریت پہونچا،

---

[1] یہ سند ایک قول نامہ ہے جو تیموری صیغۂ مال کی ایک اصطلاح ہے، یہ سند ایک عالمگیری امیر کی ہے جو پونہ کے قریب کے ایک مندر کے گوسائین کو دی گئی تھی، سند کی اصل عبارت یہ ہے:-

قول نامہ

دو باسم موریہ گوسائین موضع چنچوڑ عملہ پرگنہ پونہ آنکہ درباب او، خان حکمت نشان ناہر خان ظاہر نمودند کہ قول می خواہد لہذا قلمی میگردد کہ بخاطر جمع با عملہ فعلہ خود در دیہ آباد باشند و در آبادانی کوشند، انشاء اللہ تعالیٰ او را بہیچ وجہ آسیب و گزند نخواہد رسید، دراینچہ دریں باب قول است تحریر فی تاریخ دوازدہم شہر ذیقعدہ سنہ ۲۶ع،

مہر شہاب الدین خان مرید بادشاہ عالمگیر،

عالمگیر[1] کی سند مین صرف اس قدر ہے کہ موضع چنچوڑ، فلان گوسائین کا مسکن ہے، کوئی اس کو نہ ستائے[2]

اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی زمین اس کو عطا ہوئی تھی، کیا موضع مذکور مین اب بھی کوئی دیول ہے، اور اُس کا

پجاری کوئی گوسائین اسی خاندان کا ہے

شبلی، حیدرآباد،

(۸)

مکرمی،

جملہ مستفسرہ، اشاعرہ کا عقیدہ ہے، اشاعرہ سنی فرقہ کی ایک شاخ ہے، لیکن اب تو تمام

سنی اسی حماقت مین گرفتار ہین[3]، خیر اس فقرہ کو رہنے دیجیے گو میرے ذاتی عقیدہ کے خلاف[4] ہے،

شعر العجم سب سے پہلے آپ کے پاس پہونچے گی،

رسالہ جزیہ کے لئے میر ولایت حسین سکنڈ ماسٹر کالج علی گڈھ کو لکھیے،

شبلی،

۱۰ فروری ۱۹۰۹ء

حیدرآباد،

---

[1] مکتوب الیہ نے عالمگیر کی سند طلب دانے کے لئے بھیجی ہے، اس کے متعلق رائے ہے، [2] یہان اب بھی گن پتی کا دیول ہے

بہت بڑا جاترا ہوتا ہے، عام طور سے دکن مین مشہور ہے کہ اس دیول کو عالمگیر نے گاؤن کی جاگیر دی تھی، مکتوب الیہ نے مضامین

عالمگیر کے لئے نہایت کاوش سے اصل فرامین کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ عالمگیر کا تو کوئی فرمان نہین لیکن اور فرمان مین جن سے ثابت

ہوتا ہے کہ شاہان دلی کی طرف سے اس کو جاگیر کا فرمان ملا تھا، [3] یعنی ماتریدیت فنا ہو گئی، جو عقائد مین اصل حنفیون کا مسلک تھا[4]

[4] عقائد مین ماتریدیت کو ترجیح دیتے تھے،

(۹)

مکرمی،

۱۔ تزک تیموری فارسی مین مشہور اور متداول کتاب ہے، مین نے تو علی گڈھ کالج مین قلمی نسخہ دیکھا تھا، لیکن غالباً چھپ بھی گئی ہے، تاجرانِ بمبئی سے دریافت کیجیے،

۲۔ بوعلی شاہ قلندر کا تذکرہ عموماً تذکرہ ہاے فارسی مین اور تذکرۂ اولیا مین ہے، مین اس وقت ندوہ سے دور ہون، ورنہ کتاب کا حوالہ لکھ بھیجتا، آپ کو نہ ملے تو پھر لکھیے گا،

۳۔ شعر العجم کا پہلا حصہ شاید دو تین ہفتہ مین شایع ہو،

ہان عالمگیری مضامین کے ترجمے کا کیا حال ہے؟

شبلی، شاہجہان پور، ۲۳ر اپریل ۱۹۰۹ء

(۱۰)

محبی،

عنایت نامہ پہونچا، جب کسی کتاب مطبوعۂ یورپ کا تذکرہ کیجیے، تو اس کی قیمت بھی ضرور لکھا کیجیے، کہ خود منگوا سکون،

اسدی کے لغت کا کیا طرز ہے، صرف معنی پر اکتفا کرتا ہے، یا سند بھی دیتا ہے، کیا برہانِ قاطع وغیرہ سے کچھ زیادہ تفصیل یا جدت[1] ہے؟

والسلام

شبلی، ندوہ، لکھنؤ، ۱۸ر جون ۱۹۰۹ء

---

[1] الندوہ کے نمبر ۳ ج ۹ مین اس نمبر پر مولانا نے پورا ریویو کیا ہے، اس لغت کا نام لغتِ فرس ہے،

(۱۱)

یہان ۱؎ بیڈھب پھنس گیا ہون، دیکھئے کب چھوٹتا ہون،

گون ۲؎ مسلمانون سے انگریزون نے نہین لیا ہے،

آپ کی فرمایش کے مطابق سید سلیمان کو لکھتا ہون، الندوہ مین ان کے مضامین چھپا کرتے ہین، اگر وہ راضی ہوگئے تو ان سے بہتر آدمی نہین مل سکتا،

"خود کو"، "مصر کے مسلمانون نے کیون اس کو استعمال مین لایا"، یہ سب غلط فقرے ہین، جو آپ کے خط مین تھے،

والسلام، شبلی

۱۸ر جولائی ۱۹۰۹ء

(۱۲)

جناب من!

تسلیم، مدت کے بعد آپ کے درشن ہوئے، آپ لکھنؤ آنا چاہتے تھے، لیکن افسوس ہے کہ مین اس زمانہ مین لکھنؤ نہ ہوتا، تاہم ممکن ہے کہ چند روز کے بعد وہان جاؤن، اگر ایسا ہوا تو آپ کو لکھونگا، اور آپ تشریف لا سکتے ہین،

مضمون ۳؎ پہونچا، شکریہ، الندوہ مین چھپ سکے گا،

۱؎ یعنی حیدرآباد مین، ۲؎ گون یعنی جبہ فضیلت جو یونیورسٹی کے گریجویٹ پہنتے ہین بعض لوگ اس کی اصل عربی جبہ کو سمجھتے ہین، ۳؎ یعنی اس مختصر مضمون کا ترجمہ جو گارسن ڈی ٹاسی، ایک فرنچ مستشرق نے اپنی طرف سے پیرس مین شایع کردہ منطق الطیر کے فرنچ ترجمہ کے دیباچہ مین شیخ فرید الدین عطار کے لوح مزار کے متعلق لکھا ہے،

لیکن اگر اس مصنف کے اس مضمون کا پتہ لگتا تو بڑی بات تھی جس مین اس نے فارسی شاعری اور فلسفہ پر لکھا ہے[1]

شبلی، الہ آباد، پتھر کی گلی،

۲۳ر اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۳)

جناب من،

یہ آپ نے غضب کیا کہ مجھکو مدت تک منتظر رکھا خط کی رسید تو بھیجدی ہوتی،

اسدی کی کتاب اللغۃ بہ قیمت مجھکو منگوا دیجئے، قیمت لکھئے تو بھیجدون،

شعر العجم حصہ چہارم کے متعلق مدد دینا یہ ہے کہ کسی نے انگریزی مین صوفیانہ، یا رزمیہ، یا اخلاقی شاعری پر ریویو کیا ہو تو اس کا ترجمہ بھیجدیجئے،

مین فروری اور مارچ مین مارا مارا پھرونگا اور اپریل مین غالباً بمبئی آؤن،

شبلی، ۱۳ر جنوری سنہ ۱۹۱۱ء، لکھنؤ،

(۱۴)

مکرمی،

عمر بھر مین کبھی آپ مجھ کو اس قدر خوش کر سکے اور نہ کر سکین گے جس قدر لغۃ اسدی کے بھیجنے سے لیکن فوراً قیمت لکھئے، ورنہ مسرت مین کمی ہو جائیگی، آپ پر بار ڈالنا مقصود نہین بلکہ صرف آپ کی

---

[1] اس مضمون کا موضوع مذہبی، اور فلسفی فارسی شاعری ہے، اس مضمون کا پتہ لگایا گیا اور ایک نسخہ پیرس سے منگوا کر مولانا کی خدمت مین بھیجدیا گیا،

سراغ رسانی کا احسان کافی ہے،

بمبئی آنا چاہتا ہون، شرط یہ ہے کہ حسب دلخواہ کوئی کمرہ ملنے، کرایہ کا ٹھہر جائے جس مین پاخانہ کا تنہا بند و بست ہو، اور ٹراموے کا غل نہ پہونچے،

شبلی،

۱۴ر فروری ۱۹۱۱ء،

(۱۵)

جناب من،

آپ شعر العجم دیکھ چکے، جو باتین آپ ایسی پائین کہ شعر العجم پر اضافہ ہو سکتا ہو وہ مجھ کو لکھ بھیجا کرین، رزمیہ یا اخلاقی شاعری انگریزی پر شاعری کا نمونہ چاہتا ہون، کہ اس کو اپنے ہان سے مطابق کر سکون،

شاہنامہ کا فرنچ ترجمہ[1] کہان مل سکے گا، پبلک لائبریری الہ آباد مین ہو تو منگوا لون، گزیدہ[2] معمولی تاریخ ہے،

شبلی،

۱۲ر فروری ۱۹۱۱ء،

(۱۶)

مکرمی،

خط پہونچا مین اپریل مین وہان آنا چاہتا تھا لیکن آپ کہتے ہین کہ وہان طاعون ہے، مئی کا مہینہ

---

[1] موہل کا ترجمہ جو مع متن کے فرنچ گورنمنٹ نے نہایت آب و تاب و زرکثیر کے صرف سے ضخیم سات جلدون مین چھپوایا ہے، کل قیمت ۵۰۰ روپیہ سے کم نہین، [2] حمد اللہ مستوفی قزدینی کی تاریخ،

یہان رہنے کے قابل نہین ہوتا، اور کوئی جگہ نہ ہوگی تو مین کشمیر چلا جاؤنگا، بہرحال جو ارادہ ہوگا اطلاع دونگا،

بمبئی کی،

شعر العجم کا چوتھا حصہ قریباً طیار ہے، اس کا ترجمہ انگریزی مین ہو تو البتہ یورپ کو نظر آئے کہ کیا چیز ہے،

شبلی، ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۷)

مکرمی،

افسوس آپ نے بمبئی سے محروم رکھا، اب کشمیر یا کلکتہ جہان جاؤن گا آپ کو اطلاع دونگا،

سامی کمار[۱] کو مین جانتا ہون، تصاویر وغیرہ کا بڑا ذخیرہ وہ لکھنؤ سے لیجاتے ہین، میرے ایک دوست ہین، ان سے اکثر چیزین لی ہین،

تیمور[۲] کی تصویر اس کے دشمنون نے بنائی ہے،

باز بہادر[۳] کا قصہ منظوم ہے، لیکن اس وقت مصنف کا نام یاد نہین، ڈھونڈھ دونگا آج کل

---

[۱] ڈاکٹر کمار سوامی ایک مشہور ہندو آرٹسٹ جو ہندوستان کے قدیم ہندی و اسلامی فن تصویر کا ماہر ہے مغل دور کے مصورون کی بہت سی تصویرین اس کے پاس ہین، [۲] تیمور کی ایک تصویر کمار سوامی کے پاس تھی جسمین تیمور ایک شکنجہ مین گرفتار ہے، [۳] باز بہادر والی مالوہ اور اسکی رانی روپمتی فن موسیقی کے بڑے ماہر اور قدردان گذرے ہین مغلون کی تلوار اور رنگینی روزگار سے تنگ آکر دونون نے ارادہ کیا کہ مالوہ کو خیرباد کہین اور کسی دور دراز ملک مین قسمت آزمائی کرین چنانچہ ایک شب دونون گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئے، ایک پہاڑ کے دامن سے گذر ہوا عجیب منظر تھا نیم شب کا وقت، دامن کوہ کی خاموشی تاریکی شب مین مشعل کی ہلکی روشنی، انکے وفادار گھوڑے، شاہانہ لباس، بہادرانہ روپ کو چمکا رہی تھی اس منظر کی تصویر ایک مغلیہ دور کے مصور نے نہایت عمدگی سے کھینچی ہے جو لندن مین تھی، ڈاکٹر کمار سوامی نے اس کا فوٹو لیا تھا اور شائع کرنا چاہتے تھے، لہذا باز بہادر اور روپمتی کا مفصل حال مکتوب الیہ سے دریافت کیا تھا،

ندوہ کے جلسہ ہائے انتظامیہ کی وجہ سے مطلق فرصت نہین، خط مشکل لکھا ہے،

بنارس مین ایک کایستھ خاندان ہین وہ تمام خطوط[1] فارسی مین موجود ہین جو سیواجی نے مرزا راجہ جے سنگھ کو لکھے تھے، جے سنگھ کے جوابات بھی ہیں، مین نے کئی دن تک اس کو دیکھا تھا، لیکن اب وہ حیلہ کرتا ہے،

باقی پھر، شبلی،

۱۳ راپریل ۱۹۱۱ء،

(۱۸)

جناب من،

السلام علیکم، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت صلعم کے متعلق لکھا ہے اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت اسلامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین نہایت زور و شور کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جائے،

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرت صلعم کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا نا ممکن ہے، اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک کتاب بھیجدی جائے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہے، کہ آپ بھی اس

[1] عالمگیر کی تاریخ کے متعلق ایک بڑا ماخذ خطوط کا ہے، خود عالمگیر کے خطوط، اس کے بھائیون کے خطوط، سیواجی مرہٹہ اور راجہ جے سنگھ کے خطوط، ان مین سے اکثر چیزین موجود ہین،

اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے،

شبلی نعمانی،

جون سنہ ۱۹۱۱ء،

(۱۹)

مکرمی،

آج مسٹر لوبا[1] اڈیٹر اسلامک ورلڈ کا خط پھر آیا، زیب النساء کے متعلق آپ جواب جلد لکھ بھیجئے،

مولوی سید علی کا مضمون متعلق کلیلہ دمنہ کالج بک ڈپو، علی گڈھ سے مل سکتا ہے،

ابھی تک آپ کی مرسلہ کتاب متعلق شاہنامہ نہین آئی،

شبلی ۱۴ر جون سنہ ۱۹۱۱ء بمبئی،

(۲۰)

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی، کتابین یا انتخابات تو جب آئین گے آئین گے، لیکن خوشی تو مین ابھی ہو لیا، اور کئی دن تک کے لئے یہ سامان کافی ہوگا، واقعی مجھکو ان علمی ذخیرون کے پتہ سے بھی خوشی ہوتی ہے،

مسیو لوبا کو مین نے بھی بمبئی سے خط لکھا تھا، لیکن رسید نہین آئی،

لڑکے کے انتقال کا افسوس ہے،

---

[1] ایک فرنچ مستشرق ہین اور ایک فرنچ رسالہ مین جس کا مقصد تمام اسلامی دنیا کا ریویو ہے، عمدہ مضامین لکھا کرتے ہین، زیب النساء کے متعلق ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے کہ ایک ہندوستانی مسلمان بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی، اثناے گفتگو مین معلوم ہوا کہ مولانا نے زیب النساء کے صحیح حالات لکھے ہین، مسٹر لوبا نے فوراً ایک خط عربی زبان مین لکھا اور مولانا سے ان حالات کی استدعا کی چونکہ یہ اردو مین تھے اور رسالہ الندوہ مین شائع ہوچکے تھے مولانا چاہتے تھے کہ کم سے کم انکا انتخاب انگریزی مین روانہ کیا جائے چنانچہ مکتوب الیہ نے انتخاب مسٹر لوبا کو روانہ کیا،

شعرالعجم سے جلد فارغ ہوتا ہون،

شبلی ۲۲ر اگست سنہ ۱۹۱۱ء، لکھنؤ،

(۲۱)

آپ کی عنایتون کی بارش برابر جاری ہے، شاہنامہ[1] کا لغتہ ترکی مین ہے، اس سے آپ کیونکر کام لیتے ہین، انگریزی کتاب کیا اس کتاب[2] کے علاوہ ہے جو ایک پروفیسر نے آنحضرت صلعم کے حالات مین لکھی ہے،

شبلی، ۱۱ر ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء،

لکھنؤ،

(۲۲)

تسلیم، مدت سے آپ نے یاد نہین کیا، خیام کا جبر ومقالہ مجھ کو ہات آگیا[3]، اس لئے اب آپ کا نسخہ واپس کردیتا ہون، جواب خط کا انتظار ہے، لیکن لغات اسدی اس وقت تک نہ دونگا جب تک آپ دوسرا نسخہ نہ منگوا دین گے،

آپ نے یہان آنے کا وعدہ تو خوب پورا کیا،

شعرالعجم جلد ۴ اس مہینہ مین نکل جائیگی،

شبلی،

۱۳ر فروری سنہ ۱۹۱۲ء

[1] مصنفہ شیخ عبدالقادر بغدادی جس کو سالیمن نے یورپ مین شایع کیا، [2] مارگولیوتھ کی کتاب محمڈ اینڈ رائز آف اسلام، [3] مولانا نے اس پر ایک مختصر ریویو الندوہ نمبر ۸ ج ۶ مین لکھا ہے،

(۲۳)

مکرمی،

خط پہونچا جبر و مقالہ[1] آج یا کل رجسٹرڈ بھیجدون گا،

نظامی کے متعلق مونو گراف[2] کا ترجمہ آپ بھیجدین تو مین اس سے کام لون گا،

چوتھی جلد کے بھی دو حصے کرنے پڑے پہلا حصہ ایک دو ہفتہ مین نکل جائیگا، یہ حصہ انگریزی مین ترجمہ ہوا تو البتہ یورپ والون سے داد مل سکتی ہے،

شبلی،

۲۶ر فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۴)

تسلیم، اپریل مین تو یہان میرا رہنا مشکل ہے، بمبئی، یا کلکتہ جاؤنگا، ۸ر اپریل تک یہان سالانہ جلسہ ہے، اس وقت تک رہنا البتہ ضروری ہے، ندوہ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کے لئے مصر کے نامور عالم سید رشید رضا مصر سے چل چکے اور ۲۲ر مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو بمبئی پہونچ جائین گے، ممکن ہو تو آپ بھی ان کا استقبال بندرگاہ پر کیجیے،

ابھی ماہوار رقم سیرۃ نبوی نہ روانہ کیجیے گا، مین اس کیلئے بہت متردد ہون،

ہان سوانح نبوی کے متعلق جو لٹریچر انگریزی مین ہے وہ جمع فرمایئے،

شعر العجم جلد چار چھپ گئی، صرف فہرست مضامین باقی ہے، لیکن بہت غلط چھپی ہے،

شبلی،

۱۸ر مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

---

[1] خیام کا رسالہ جبر و مقابلہ [2] یعنی ڈاکٹر باقر کا مونو گراف

(۲۵)

مین انشاءاللہ کل کلکتہ روانہ ہونگا اور سید سلیمان آج مدراس جائینگے[1]، ۵ راگست کو ڈھاکہ مین کمیٹی ہے[2] جس کی شرکت کے لئے جارہا ہون،

سیرۃ نبوی کے متعلق آپ کی قلمی امداد کا امیدوار ہون،

شبلی، ۲۵ رجولائی ۱۹۱۲ء

(۲۶)

مکرمی،

تسلیم، عنایت نامہ متعلق بکہ[3] پہونچا، تکلیف فرمائی کا بہت ممنون ہون، براہ کرم اسی کتاب سے فاران کے متعلق جو تحقیق ہو لکھ بھیجئے، اس کی اس وقت بہت ضرورت ہے،

پونا آنا رہا جاتا ہے، لیکن اکتوبر مین آپ ضرور میرے پاس رہئے مین کہین رہون،

شبلی، بمبئی

۸ رستمبر ۱۹۱۳ء

(۲۷)

مکرمی،

والانامہ پہونچا مشکور ہون،

---

[1] بغرض شرکت محمڈن کانفرنس مدراس، [2] متعلق ڈھاکہ یونیورسٹی، [3] بکہ، مکہ کا نام ہے، زبور مین لفظ بکا، ایک مقام کا نام آیا ہے تحقیق طلب یہ تھا کہ کیا بکا، اور بکہ ایک چیز ہے، دیکھو حمید الدین ۵۸،

کتاب نئے لی، قیمت بھیجدون گا، لیکن پڑھواکر سنا نہایت جاہلانہ اور متعصبانہ کتاب ہے، انہایت عامیانہ معلومات پر آنحضرت صلعم کو ہر جگہ مکار اور فریبی لکھا ہے،

سید سلیمان کو سر دست تین چار مہینہ کے لئے تو مین خود چاہتا تھا[۲] لیکن آپ فرمائین گے تو مین ان کو بھیجدونگا[۳]، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خالص فارسی دانی مین عبد السلام کو ان پر ترجیح ہے،

بہر حال آپ جو فرمائین گے مجھ کو انکار نہ ہو گا، لیکن ان لوگون کے پاس سند نہین، اس لئے تقرری دشوار ہے، انگریز صرف سند دیکھتے ہین،

شبلی، حیدرآباد

۲۲ر نومبر سنہ۱۹۱۳ء،

(۲۸)

جناب من،

تسلیم، مین اس سے پہلے خط مین لکھ چکا ہون کہ سید سلیمان کسی قدر انگریزی جانتے ہین، بولنے کے لئے نہین بلکہ مطالعہ کے لئے،

اگر ان کا تقرر منظور ہو جائے تو اتنا ضرور کیجئے کہ دو تین مہینے کے بعد ان سے کام لیا جائے، اس وقت مجھ کو ان سے بہت کام ہے[۱]، بہر حال آپ کی سفارش پہلے منظور تو ہو جائے،

شبلی، ۲۲ر نومبر سنہ۱۹۱۳ء،

---

[۱] انگریزی کتاب متعلق اسلام، [۲] سیرت کے لئے .... [۳] دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری [۱] سیرۃ نبوی مین مدد دینے کے لئے،

(۲۹)

مکرمی،

تسلیم، آپ کا خط کل ملا، مین سفر مین تھا، اس لئے امانت رہا، بے شبہہ سید سلیمان کی کامیابی حیرت انگیز[1] ہے، لیکن اصلی حیرت انگیز آپکا زور اثر ہے، بہرحال ایک قابل شخص کی قدردانی منتج نتائج مفیدہ ہوگی،

سید سلیمان اس قدر قانع شخص ہین کہ اس عہدہ کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے تھے اور متعدد دفعہ مجھکو سمجھانا پڑا بلکہ گویا مین نے ان کو مجبور کیا، وہ چاہتے تھے کہ آزادانہ علمی اشغال مین مصروف رہین، بہرحال وہ روانہ ہو چکے تھے کہ آپ کا خط ملا، راہ مین آگرہ کانفرنس دیکھتے جائین گے،

کتب مطلوبہ میرے ہان ایک بھی نہین، آپ عبداللہ خان کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سے طلب فرمائین، مین آگرہ نہ جا سکا بیمار[2] ہوگیا،

جرمن کتاب خطوط نا بتین کا بہت انتظار ہے، اور جغرافیہ فارسٹر کا،

شبلی، لکھنؤ

۲۸ر دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء،

(۳۰)

مکرمی،

آپ نے لکھا تھا کہ حیدرآباد نے تین کتابین واپس مانگی ہین اور خط بعینہ بھیجدیا تھا، مین نے آپ کو

---

[1] یعنی دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری کی تقرری، [2] بغرض شرکت محمڈن کانفرنس،

لکھا کہ فارسٹر کی صرف ایک جلد یہان ہے، دوسری جلد آپ دے آئے ہون گے، اسی طرح وسٹیڈ یہان نہین ہے، آپ نے کچھ جواب نہین دیا، جلد مطلع فرمائیے،

سید سلیمان سے کہئے کہ احتمال ہے مین گرمیون مین کلکتہ رہون،

آج کل تو الہ آباد کی آب و ہوا میرے لئے نہایت صحت بخش ہے،

سیرت کی کاپیان لکھوا رہا ہون، خوش نویس مستقل نوکر رکھ لیا ہے، گو دیر نویس ہین،

الہلال مین بھی چو صفحہ نمونہ کے لئے چھپوایا، لیکن عام لوگ متفق نہین،

شبلی، ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

الہ آباد،

(۱۱) منشی محمد امین[1] صاحب کے نام،

(۱)

مجی،

سلام شوق، خط پہونچا، جس شخص کی نسبت مین نے لکھا وہ سال حال کے فارغ التحصیل ہین، اور حکیم عبد الولی سے مطب کیا ہے، اس لئے ان کی حالت کے لحاظ سے لکھئے،

ہان مین نے سنا تھا کہ سرکار عالیہ ڈاکٹر عبد الرحمن کی بجائے کسی اور کی تجویز مین ہین، ڈاکٹر بدر الدین لقمانی، داماد بدر الدین طیب[2] جی کے لئے خیال ظاہر کیا تھا، اگر یہ صحیح ہے تو بہت اچھی بات ہے، ڈاکٹر موصوف بہت حاذق ہین اور بمبئی کی دو ماہہ ملاقات مین ان کا پورا تجربہ مجھکو ہوا،

آپ خوش ہون گے کہ گورنمنٹ نے بھی اب ندوہ کو عنایت کی نگاہ سے دیکھنا چاہا، ڈائرکٹر تعلیمات نے ہم سے پوچھا کہ آپ ہم سے کچھ مدد لینا پسند کرتے ہین ہم نے زور کے ساتھ ایڈ کی خواہش کی ہے، اور کامیابی کی امید ہے،

اور بھی دلخوش کن خبرین ہین انشاء اللہ پھر سنئے گا، والسلام شبلی، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

---

[1] مہتم صیغۂ تاریخ ریاست بھوپال، منشی صاحب موصوف کو مولانا سے نہایت عقیدت تھی، ریاست کی تمام تصنیفات مین وہ مولانا ہی سے مشورہ لیتے تھے، ہر ہائنس بیگم صاحبہ بالقابہا اور مولانا کے درمیان بھی سفیر تھے، ندوہ اور سیرت کی کامیابیان بلکہ علی گڈھ کی بھی انھین کے توسط سے تھین، [2] بمبئی ہائیکورٹ کے سب سے پہلے مسلمان جج،

(۲)

مجی،

السلام علیکم، عنایت نامہ پہونچا حضور عالیہ کے ارشاد کی تعمیل کے موافق عرض ہے کہ پردہ کے متعلق میرا ایک مضمون الندوہ مین چھپ چکا ہے، جو نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی ہے اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہے جس کے بعد ایک حرف نہین لکھا جا سکتا، باقی تعلیم کے متعلق مصر مین جو دو رسالے لکھے گئے ہین یعنی تحریر المرأۃ والمرأۃ الجدیدہ وہ نہایت آزادی اور قابلیت سے لکھے گئے، تحریر المرأۃ کا جواب المرأۃ المسلمہ بھی غایت عالمانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھا گیا، اردو مین جو رسالہ لکھے گئے مثلاً حقوق نسوان وغیرہ وہ عامیانہ رسالے ہین قدیم اخلاق کی کتابون مین مثلاً اخلاق جلالی اور احیاء العلوم مین بھی عورتون کی تعلیم و تربیت کے متعلق جستہ جستہ باتین ہین،

والسلام،

شبلی،

۱۰ جون ۱۹۰۸ء،

(۳)

مجی،

عنایت نامہ پہونچا مین سرکاری کام سے حیدرآباد آیا ہون اور غالباً دو ہفتہ تک یہان قیام ہوگا، آپ نے کس امر کے متعلق "مفصل حالات" لکھنے کے لئے لکھا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ندوہ کی مستقل مدنی ابھی تک صرف (۲۰۰) ہے، گورنمنٹ نے (۵۰۰) دیئے اس لئے اب خالص مذہبی علوم کا صیغہ اس کے مقابلہ مین بہت کم وقعت رہجاتا ہے، ضرور ہے کہ خود ندوہ کی آمدنی مین اضافہ ہو، ریاست حیدرآباد سے (۵۰۰) ماہوار کا وعدہ ہو چکا تھا، لیکن اس حالت مین کہ ریاست پر کئی کروڑ کا بار پڑ گیا، جو کئی سال تک قائم رہے گا، زبان نہین

کھل سکتی،

ربیع الاول کی دعوت مین مین آ سکتا ہون، لیکن مولود کا بیان مین اچھا کیونکر کرسکون گا میری تقریر لکچر ہوتی ہے، نہ وعظ،

سفرنامہ[1] سامنے ہو تو تقریظ لکھ سکون، غائبانہ شطرنج کھیلنا ہر شخص کا کام نہین، والسلام

شبلی، حیدرآباد

۷ر فروری ۱۹۰۹ء،

(۴)

مجبی،

یہ خط دراصل مجھ کو جناب منشی منصب علی صاحب[2] کے نام لکھنا تھا، لیکن اس وجہ سے کہ جناب موصوف کو فرصت کم ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ جواب مین دیر ہو، اس لئے آپ کو لکھتا ہون کہ یہ خط دکھلا کر ان سے جو کچھ جواب حاصل ہو فوراً مجھکو لکھئے،

آپ کو معلوم ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے حیدرآباد سے نکلے تو ان کے مقربین بھی زد مین آئے، ان مین مولوی عبدالحلیم شرر بھی ہین، یہ بھی آپ جانتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف عربی اردو کے کیسے ماہر اور ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہین، ان کی قابلیت کے آدمی کم ہاتھ آ سکتے ہین، اگر وہ محکمۂ تعلیمات مین لے لئے جائین تو بہت مفید ہوگا، اس کے علاوہ حیدرآباد مین علوم مشرقیہ کی جو یونیورسٹی قائم ہوئی جس مین انگریزی تعلیم بھی لازمی قرار دیگئی، اس کے نصاب اور اسکیم کی طیاری مین مولوی صاحب کا بڑا حصہ

---

[1] سفرنامہ سرکار عالیہ بھوپال [2] فنانشل سکرٹری ریاست بھوپال،

ہے اور کئی برس ان کو عملی تجربہ ہو چکا ہے، اس لئے ان کی لیاقت سے کام لینا ریاست کے لئے قطعاً مفید ہوگا، نیز انشاپردازی اور تصنیف کے کامون مین ان سے بہت مدد ملے گی، اس لئے ریاست کو ان کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے، اگر ان کو روک نہ لیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ ریاست رامپور وغیرہ مین پہنچ جائین، بہرحال جواب جلد عنایت فرمائیے،

شبلی،

۱۹ / اکتوبر ۱۹۰۹ء،

(۵)

مجی،

سلام علیکم، استانی کسی طرح جانا نہین چاہتی، اس وقت جہان ہے، ان سے معلوم ہوا کہ اس کو اپنی لیاقت پر اعتماد نہین، اس کے خاندان والے بھی دور مقام مین جانے کے لئے راضی نہین، مین سخت مجبور ہون اور نادم بھی،

ندوہ کا سالانہ جلسہ دلی مین قرار پایا، حکیم اجمل خان اور دیگر اکابر دہلی نے دعوت دی، جلسہ بڑے پیمانہ پر ہوگا، مصارف کا تخمینہ تین ہزار ہے جس سے ہم کو بہت زیادہ پہونچانا ہوگا، کیونکہ دلی والے ابھی مسلم لیگ کے جلسہ کے لئے ۶ ہزار دے چکے ہین،

ممبری کا ٹکٹ پانچ روپیہ ہے، چند ٹکٹ آپ کے پاس بھی بھیجون گا، آپ آئین اور بہتر ہوتا کہ ریاست کی طرف سے رہین حیدرآباد سے ہمیشہ ریاست کی طرف سے ڈیلیگیٹ آیا کرتے تھے، ہندو وزارت کے عہد سے بند ہو گیا، تاہم اور ریاستون کی طرف سے آتے رہے،

حضور سرکار عالیہ کے شکریہ کا رزولیوشن بھی جلسہ مین پیش ہوگا،

والسلام،

شبلی، ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۶)

مخدومی،

کیا خدانخواستہ حضور عالیہ کا یہ خیال ہے کہ مین حضور ممدوحہ کے ارشاد مین کسی قسم کی کوتاہی کرونگا، میرا رونگٹا رونگٹا حضور عالیہ کا فدائی ہے، کوئی کام میرے کرنے کا ہو اور حضور عالیہ حکم فرما کر دیکھ لین، استانی کمبخت کسی طرح آمادہ نہین ہوتی، گھر سے کبھی نکلی نہین، ملازمت کی نہین، گھر والے راضی نہین، آج انتہا کی حد تک اس کو لکھتا ہون، نہ مانے تو اسے خدا سمجھے، دلی آپ ضرور آئیے گا،

شبلی، ندوہ،

۲۳ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۷)

مخدومی،

سچ پوچھیے تو

ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست،

واقعہ یہ ہے کہ علی گڈھ اور ندوہ کو ریاست سے جو فوائد پہونچ رہے ہین اُس کی سنگ بنیاد آپ ہین، فجزاک اللہ خیرا،

ریاست کے عطیہ کی درخواست تو کی لیکن اب قبول کرتے ایک بڑا بار محسوس کرتا ہون،

مین آج کانپور روانہ ہوتا ہون، تو مسلمون پر آریہ جو جال ڈال رہے ہین وہ سخت خطرناک درجہ تک پہونچ گیا ہے، اس غرض سے تمام اضلاع مین دفاعی انجمنین اور دیہات مین مکاتب قائم کرنا مقصود ہے لیکن چونکہ گرمی سخت ہورہی ہے اس لئے یہ دورہ مختصر ہوگا، اسی طرف سے بھوپال آؤنگا، پھر بنگلور یا بمبئی جاؤنگا کتابین ساتھ نہین جاسکتین، نہ اسٹاف ساتھ جاسکتا ہے، اس لئے سیرۃ نبوی کا کام باضابطہ بارشس سے شروع ہوگا، یہ بھی خیال ہے کہ یہ کام کسی طرح دو برس مین انجام نہین پاسکتا، اس پر مستزاد یہ ہے کہ ایک آنکھ مین پانی اتر رہا ہے، اس لئے جلدی بھی کرتا ہون کہ کچھ کرلون ورنہ جس قدر مین کرسکتا ہون اتنا کرنے والا بھی نظر نہین آتا، کتابون کی فہرست طیار ہورہی ہے، بہت سی کتابین تو خود ندوہ مین موجود ہین، زائد جو مطلوب ہین ان کو منگوانا ہے، اشاعت کی فکر نہ کیجئے، مین خود کرسکتا ہون،

شبلی، ۱۰ر اپریل سنہ ۱۹۱۲ء،

(۸)

مجی،

نہین قرآن مجید مین متعہ کے جواز کی کوئی آیت نہین، البتہ جنگ خیبر مین عارضی طور سے آنحضرت صلعم نے اس کو جائز کردیا تھا، اور پھر حرام کردیا گیا، متعہ کا جواز زنا سے کچھ ہی کم درجہ پر ہے، ازواج کا مقصود زوجین کا ابدی تعلق ہے نہ فوری اور وقتی،

دوازدہ امام نے ہم لوگون کی روایت کے موافق کبھی متعہ کو جائز نہین کہا،

سرکار عالیہ منظور فرمائین یا نہ فرمائین لیکن ہم لوگون کا تو فرض ہے کہ ہم درخواست کرین، اس لئے یہی رائے قرار پائی ہے کہ براہ راست سرکار عالیہ کے نام بھیجی جائے کہ لکھنؤ بھی تشریف لائین اور بورڈنگ

کی بنیاد رکھین، آپ کی کیا رائے ہے،

ہان مدرسہ . . . . . نے ندوہ کو نقصان پہونچانا چاہا، پریسیڈنٹ بھاولپور سے یہ کہلوایا کہ ہینے مغالطہ سے عمارت کے لئے روپیہ دلوایا، لیکن حکیم اجمل خان صاحب نے خاص جلسہ کرکے ان کے شکوک رفع کر دیئے،

ایک پرچہ . . . . . نام وہان سے نکلنا شروع ہوا ہے جو الندوہ کی چوٹ پر ہے، آفتاب احمد خان صاحب نے درخواست کی تھی کہ دیوبند کے طلبہ ہم کو ملین تو ہم ان کو انگریزی پڑھادین، لیکن ان لوگون نے انکار کیا، اور چند علما ناراض ہو کر جلسہ سے اٹھ گئے کہ ریش تراشیدہ اور نیچری کو بولنے کیون دیا، خیر ہم کو اپنا کام کرنا چاہیئے، مخالفت تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے،

شبلی، ندوہ

۲ر مئی ۱۹۱۰ء،

(۹)

مجی،

مین نے خط اس لئے نہین لکھا کہ آپ نے تار پر جواب مانگا تھا، تار دیا گیا اور یقین ہوا کہ آپ فوراً علی گڈھ روانہ ہون گے، اب آپ نہ آیئے، مین خود آتا ہون، گرمی بہت سخت ہے، میرا ارادہ ہے کہ مستقل بمبئی مین قیام کرکے سیرت کو ختم کر دون، یہان روز ایک قصہ رہتا ہے، اور اطمینان نصیب نہین ہوتا، اسٹاف ساتھ لیجاؤن گا، سید سلیمان ساتھ رہین گے، خوش نویس اور انگریزی مترجم وغیرہ بھی،

جناب کرنل صاحب[1] کا شکریہ، وہین اگر عرض کرون گا، لیکن کتاب[2] کا پہلا اڈیشن میری ملک ہوگا، پھر وقف الیکن ندوہ یا اشاعت اسلام پر، اور کوئی مصرف مین نہین قبول کرسکتا،

ماہوار کے جاری ہونے پر یہان سے روانگی موقوف ہے تاکہ اسٹاف کے لوگون کو کافی اطمینان ہو جائے،

ماہواری چندے اور یکمشت رقمین بہت سی آئین مین نے سب واپس کردین، لوگون کو شکایت ہے کہ اس سعادت مین ہم کو کیون موقع نہین دیا جاسکتا،

شبلی،

۱۰ رمئی سنہ ۱۹۱۲ء،

(۱۰)

مجبی،

سلام مسنون، ماہوار کا روپیہ اب تک نہین آیا، سخت ہرج ہے، کتابون کی رقم آئی لیکن ابھی صرف آدھے نوٹ آئے، اس لئے کام اس سے بھی نہین لیا گیا، انگریزی گریجویٹ کو اس لئے اب تک نہین بلا سکا، کہ ان کا خرچ راہ نہ بھیج سکا، عجب لوگ ہین، بے فائدہ اطلاع دیتے ہین کہ منی آرڈر روانہ ہوچکا، ابھی تک مین نے لائف کا کچھ کام نہین کیا، طبیعت مطمئن نہین لیکن اب کل شروع کرونگا، آج کل یہان پیر صاحب بغدادی کا بڑا ہنگامہ ہے، ان کی روشنی اور جلوس پر ۵، ہزار روپیہ ایک شب مین صرف ہوا، کل اجمیر جائین گے، سرکار عالیہ نے ان کو جو رقم دو ہزار کی بھیجی، میرے سامنے پہونچی تھی، گو وہ یہان

[1] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ ریاست بھوپال [2] سیرت نبوی۔

کے خدا ہین لیکن مجھ سے پوری ایک گھنٹہ تک خلوت رہی، اتنی دیر تک انھون نے کسی کو آنے نہ دیا، ورنہ روز صبح سے شام تک ہزارون کا مجمع رہتا ہے، مین نے مفید مشورے دیئے اور انھون نے قبول کئے، غالباً کوئی مفید نتیجہ نکلے، قریباً چار مہینے تک قیام رہے گا، جابجا جائین گے،

اگر وہان کتبخانہ مین تفسیر فتح الباری مع تفسیر ابن کثیر موجود ہو تو ضرور لیتے آیئے گا، یہان نہین ہے اور مین ساتھ نہین لایا، سید سلیمان آگئے، آج خط آیا کہ بمبئی کرا کے نوٹ بھیجے ہین، دریافت کرتا ہون، اب تک تو کوئی چیز نہین پہونچی، کرنل صاحب کو خط لکھدیا،

شبلی،

بمبئی، ۱۶ر جون ۱۹۱۳ء،

(۱۱)

مجی،

مین آپ کے کام کے لئے ہر وقت حاضر ہون، کتب مذکورہ مین سے کتب ذیل مفید اور کار آمد ہین[1]،

اصابہ جلد اخیر، ابن خلکان، نفح الطیب، عقد الفرید،

باقی کتابین فضول یا بہت کم کار آمد ہو سکتی ہین، ایک کتاب حال مین مصر مین لکھی گئی ہے، افسوس ہے اس کا پورا نام[2] یاد نہین، لکھنؤ پہونچ کر لکھ بھیجون گا، وہ بہت ضخیم ہے اور بہت استقصار کیا ہے،

ایک کتاب بلاغۃ النساء نہایت قدیم تصنیف ہے، اس مین صرف مشہور خاتونانِ عرب کے لکچر جمع کئے ہین،

---

[1] عورتون کے حالات کیلئے، [2] الدر المنثور فی ربات الخدور عورتون کے حالات مین دیکھو ۱۳ و ۱۴،

ترتیب وغیرہ کے لئے آپ سے ملنا ضرور ہے، اس کے علاوہ بغیر ایک اچھے عربی دان کے ہرگز کام نہ چلے گا، اگر عبد السلام (سابق ایڈیٹر الندوہ) کو آپ کچھ مدت کے لئے بلا سکین تو پورا کام چل جائیگا، وہ وسیع النظر ہین، اور استخراج کا پورا ملکہ ہے، وہ غالباً بہ سہ ر وہان چلے جائین گے بشرطیکہ مکان مفت کا ہو اور کھانا پکوانے کے لئے باورچی نہ رکھنا پڑے،

عورتون کے متعلق نہایت عمدہ کتاب لکھی جاسکتی ہے، لیکن ان معمولی لوگون کا کام نہین،

ع نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

شبلی، بمبئی، ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء،

(۱۲)

مجی،

ریویو ناقدانہ تھا، ڈر تھا کہ ناپسند نہ ہو، مشکور ہون کہ آپ نے پسند کیا، سیرت کے سنو صفحے ہو چکے تھے لیکن نظر ثانی مین پھر کچھ کا کچھ ہو گیا، یورپ کی غلط بیانیون کا ایک دفتر ہے، ان کے ایک ایک حرف کیلئے سیکڑون ورق الٹنے پڑتے ہین، یہ کمبخت لکھتے تو جھوٹ ہین لیکن بے پتہ نہین لکھتے، یہان ہمارے سیرت نگارون نے خود بہت بے احتیاطیان کین،

مین جانتا ہون کہ کام دو برس مین نہ ہوگا، یہ بھی احتمال ہے کہ سرکار بھوپال رقم بند کر دین، لیکن اب روپیہ کا نہین بلکہ میری جان کا معاملہ ہے، ہر حالت مین مین کام جاری رکھون گا اور اگر مر نہ گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشاء اللہ دنیا کو ایسی کتاب دیجاؤن گا، جس کی توقع کئی سو برس تک نہین ہو سکتی،

والسلام، شبلی،

۲؍نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۴۳)

مجبی،

تسلیم، افسوس مین سخت بیمار ہو جانے کی وجہ سے اگرہ نہ آسکا، لکچر تیار تھا اور کچھ اشعار بھی

نالۂ شبلی[1] دیکھا، اشعار غلط چھپے ہین مین نے ان کو لکھا تھا کہ پروف بھیجدیجئے گا، مین تصحیح کر دونگا،

لیکن انھون نے جواب تک نہ دیا،

بہر حال آپ اگر سیاسی نظمین بھی چھاپنا چاہتے ہین تو ضرور ہے کہ میرے تینون آرٹکل

پولٹیکل کروٹ[2] والے بھی شامل کیجئے، اس نظم کی وہ نثر شرح ہے، کچھ دیباچہ بھی ہونا چاہئے،

وہ مین لکھ دونگا،

اتنے ہی دنون مین ندوہ کی یہ حالت پہونچی کہ گورنمنٹ نے انسپکٹر بھیجا اور اس نے چھ

صفحون کی سخت رپورٹ لکھی اور یہ الفاظ لکھے کہ ایسی ردی حالت کے ساتھ اعانت سرکاری دیر

تک جاری نہین رہ سکتی، لیکن یہان کے خود غرضون کا یہ حال ہے کہ جب تک ندوہ کو پورا برباد

نہ کرلین گے چھوڑنا نہین چاہتے، انسپکٹر نے جواب جلد طلب کیا ہے، لیکن ایک مہینہ گذرنے پر بھی

اب تک جواب نہین گیا،

---

[1] ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسۂ سالانہ کے موقع پر مولانا کے بعض اردو کلام کا مجموعہ، ایک صاحب نے چھاپا،

[2] یہ مضمون چار نمبر مین شائع ہوا تھا، انھین مضامین کا اثر تھا کہ مسلمانون کا سیاسی رخ ادھر سے ادھر پھر گیا،

بڑی بات یہ ہے کہ بورڈنگ کو اس نے لکھا ہے کہ خرگوش خانہ ہے لیکن خرگوش خانہ کے بدلنے کے لئے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ درکار ہے، یہان یہ لوگ ایک حبہ بھی آج تک نہ جمع کر سکے۔ نہ کر سکینگے لطف یہ کہ مولوی خلیل الرحمن موجودہ مدعیِ نظامت خود لکھتی ہین لیکن آج تک ۲۵ برس مین ان سے ایک پیسہ بھی چندہ ندوہ کو نہین ملا خیر یہ بڑی داستان ہے،

ع غم حسنین پایا نے ندارد،

ہان عربی مطبوعات نادرہ یورپ وغیرہ کا ایک عمدہ ذخیرہ معرضِ فروخت مین ہے، دو ہزار مین ہاتھ آجائیگا، نواب زادہ[1] صاحب کو مطلع کیجئے، مین فہرست بھیجدونگا، ہارویز صاحب سے جانچ کرالین کہ گران نہین ہے،

شبلی، ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۴۷)

مجی،

ہان اس کتاب کا نام جسمین تمام عورتون کا تذکرہ ہے، الدر المنثور فی ربات الخدور ہے اسمین تمام قومون کی عورتون کے حالات ہین، ایک حال کے مصنفِ مصر کی تصنیف ہے، یہان ملتی ہے، مین توکیا لکھ سکنے کے قابل ہون، مولوی عبد السلام کو تاکید کرتا ہون، مین تو خط لکھنے کے قابل نہین، صرف صبح کے وقت جس طرح ہو سکتا ہے، سیرت لکھ لیتا ہون،

مولوی عبد السلام سے مضمون لکھوانا ہے تو ان کو الدر المنثور مہیا کر دیجئے، مولوی عبد السلام

---

[1] نواب حمید اللہ خان صاحبزادہ بھوپال،

حضور سرکار عالیہ کی کتاب پر ریویو لکھ رہے ہین، کیا ظل السلطان مین بھیجدین،

شبلی، ۷ رجون ۱۹۱۳ء،

(۱۵)

جناب مکرم،

تسلیم، والانامہ ورود فرما ہوا، جامع ازہر کا نصاب آپ شیخ سلیم البشری شیخ الجامع الازہر قاہرہ سے طلب فرمائین، مین بھی لکھ سکتا ہون لیکن ریاست کی تحریر کا زیادہ خیال کرین گے، ورنہ مجھکو تحریر فرمائیگا کہ مین خود لکھدونگا،

میرے خلاف چند خود غرضون نے ندوہ کے معاملہ مین جو طوفان مچایا آپ نے سنا ہی ہوگا، لطف یہ کہ شرکت سب نے کی اور اب سب الگ ہین اور لطف یہ کہ گورنمنٹ افسرون سے گورنمنٹ ہی کا پہلو ظاہر کرتے ہین، اور سرخرو بنتے ہین، مولوی عبد الکریم کی چندروز معطّلی[1] جو مین نے کی اس کو زعم کرکے منسوخ کرایا پھر .... وغیرہ چپکے خود کمشنر صاحب کے پاس گئے اور انکی مرضی لیکر مخفی خطوط ارکان کے نام جاری کئے اور چھ مہینہ کے لئے مولوی صاحب کو معطل کرایا اور پبلک کو اب تک دھوکا دیتے ہین، کہ ہم کو ان کی معطلی سے واسطہ نہین، شبلی نے کیا جو کچھ کیا، میرے پاس تمام اصلی اور مطبوعہ کاغذات ہین، موقع ہوا تو دکھاؤنگا،

ہز ائز نے جو خط بھیجا اس مین لکھا ہے کہ وہ الندوہ کے مضمون کو سخت شرارت انگیز خیال کرتے ہین،

---

[1] دیکھو عبد الحکیم، ۳۔

مجھ کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ گورنمنٹ ایسا خیال کر گئی اگر ندوہ کی طرف سے خبر نہ لی جاتی تو گورنمنٹ خود مقدمہ قائم کرتی اور نواب وقار الملک[1] کی طرح ہم لوگون کو عدالت مین جا کر گواہی دینا پڑتا،

شبلی، ۱۴ر جون ۱۹۱۳ء

(۱۶)

مجی،

میرے ساتھ اسباب کے کوئی خوش نویس نہین آیا، سخت ہرج ہے، اشتہار بھی دیا، کوئی درخواست نہین آئی، اگر وہان کوئی شخص ہو تو نمونہ خط بھیجدیجئے، ۲۵ ماہوار ملین گے، اور مکان بھی،

میرے خلاف جو شورش ہوئی آپ دیکھتے ہون گے، مین ضرور بدنام ہوا لیکن ندوہ بچ گیا، ڈپٹی کمشنر نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ یا عبد الکریم کو لو، یا پانسو روپیے ماہوار، بے شبہ پانسو روپیہ چھوڑ دینا اچھا تھا لیکن کیا قوم اس کیلئے طیار ہے، جن ممبرون نے میری مخالفت مین علم جہاد بلند کیا، انھون نے باوجود دولت مندی اس وقت تک ایک حبہ ندوہ کو نہین دیا ہے، کاغذات سب میرے پاس ہین، عند الموقع دکھاؤنگا،

شبلی، بمبئی، ۱۹۱۳ء

(۱۷)

مجی، سلام علیکم

عنایت نامہ پہونچا، پرنس صاحب کو مفصل خط لکھدیتا ہون، کتاب کا پہلا حصہ جس مین سادہ حالات زندگی ہین، قریباً طیار ہو گیا ہے، اگرچہ اس مین بھی نہایت کد و کاوش اور تمام کتب حدیث و رجال

[1] مولوی فضل الحسن حسرت موہانی بی اے کے قصہ اشاعت مضمون باغیانہ مین،

کی چھپان ین کرنی پڑی تاہم اصلی مرحلے آگئے ین، کتاب ۵ جلدون ہو گی جو حصہ گویا طیار ہے وہ قریباً ۵۰۰ صفحون ین ہے، پوری کتاب کو اس کا چوگنا کر لیجیے،

سید سلیمان اور عبد السلام کو آپ بلا لین، اگرچہ ندوہ سردست خالی ہو جائیگا، اس لیاقت کے لوگ ابھی ندوہ مین طیار نہین ین اور اگر ندوہ کے یہی کارکن ین تو آیندہ بھی امید نہین،

آپ میری تمام اردو نظمین لے لین اور جو نفع ہو جو چاہین کرین، مجھ کو نفع سے غرض نہین، لیکن شرط یہ ہے کہ چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہو جیسے کہ الغزالی و الکلام وغیرہ ہین،

ہان نظمین میرے پاس نہین، الہلال سے مہیا کرنی پڑین گی، بعض نظمین زمیندار اور ہمدرد مین ملین گی، ین ان کو مہیا کر دون گا،

نواب احمد صاحب نے لکھا تھا کہ مجموعۂ نظم شوال ین چھپ جائیگا، لیکن اب تک تو نہین پہونچا،

حیدر آباد نے (خود) میرے منصب ین دو سو کا اضافہ کر دیا، اب تین سو سکہ انگریزی ملین گے،

سیرت کے لیے بھی کچھ کرنا چاہتے تھے، لیکن ین نے پہلو بچایا کہ بھوپال کا تقدم اور یکتائی قائم رہے، گو مستقل صورت ین (جو زیر تجویز ہے) اور ون سے مدد لینے کا مضایقہ نہین، اس صورت ین بھی اصل سرپرستی بھوپال کی رہیگی اور سرکار عالیہ پیٹرن اور مربی ہون گی،

شبلی،

حیدر آباد،

۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۱۸)

مجبی،

سلام علیکم، علی گڈھ مین دو پروفیسر فارسی تو اب بھی موجود ہین، کیا کوئی اور نئی جگہ نکلی ہے،
ہان یہ دونون اچھے بن گئے، کمبخت مخالفین نے اوقات اور کام مین خلل ڈال دیا، ورنہ اور بھی
داغ بیل پڑ رہی تھی، بہرحال یہ طے ہوسے کہ کہان صدر مقام کرون تو پھر ارباب قلم کی تربیت شروع
کرون، انشاء اللہ سیرت ہی کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہون کہ دائرۃ التالیف بن جائے، ہندوستان
مین اور ہر کام کے لئے انجمنین ہین، لیکن تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے، اور یہ سب بڑا اہم کام ہے، ایک
لایق مصنف ہزارون آدمیون کے دل پر حکمرانی کرتا ہے،

نظمون کے دو حصے ہونے چاہئین، اخلاقیات و سیاسیات، کشاف وصاف کے نام کی نظمین
سیاسیات کے عنوان مین رہین، دونون حصے اس طرح چھاپے جائین کہ مجموعہ بھی اور الگ الگ بھی فروخت
ہوسکین، بہت سے موقع ہون گے جہان صرف اخلاقیات کی اشاعت ہوسکے گی، سیاسیات اگر غیر منفک
ہون گے تو مجموعہ رک جائے گا،

اردو نظمین جس قدر الہلال مین ہین سب لکھوا کر میرے پاس بھجوا دیجئے تو یاد آئے، کہ اور کیا کیا باقی
ہے، میرے پاس کچھ موجود نہین لیکن دماغ پر زور ڈال کر پتہ لگالونگا،

ندوہ کا ذکر ابھی رہنے دیجئے، مین نے ابھی کوئی رائے اخیر نہین قائم کی خود جا کر دیکھ لون کہ اب کیا
حالت ہے تو رائے قائم کرون، خط البتہ مایوسی بخش آتے ہین،

۱؎ سید سلیمان اور مولوی عبد السلام صاحب ۲؎ مولانا اپنی نظمون کے متعلق ہدایت کرتے ہین،

سیرت کا دیباچۂ اولی جس مین سبب تالیف اور اس کی تاریخ اور آپ کا ذکر ہے، ہنوز کاغذ پر نہین آیا، دماغ مین ہے،

انگریزی دان ابھی وتخواہ نہین ملا، اس لئے بہت سے کھانچے باقی ہین، اب ہاشمی صاحب جو محرزوجینِ کالج مین ہین، ان کا خط آیا ہے، وہ آجائین تو کام اچھی طرح چل نکلے،

جرمن زبان کی کتابین تحقیقاتِ عرب کے متعلق عجیب وغریب ہاتھ آئین، لیکن ان سے کیونکر کام لون،

وائسرائے بہادر کے آنے پر بہت سے تغیرات کا ڈر تھا لیکن حضور نظام کی اسپیچ سے بظاہر اطمینان معلوم ہوتا ہے،

ہان ظل السلطان کی چھپائی اور کاغذ اس کے نام اور انتساب کے معیار سے ہونی چاہئے،

شبلی، حیدرآباد

یکم نومبر ۱۹۱۳ء،

(۱۹)

مجی،

تسلیم، ہاشمی کو مین تو لکھ چکا، اُنھون نے بہت سی سندون کے حوالے دیئے تھے بہر حال تجربہ ہی سہی،

مفتی صاحب[1] کا خط مجھ کو نہین ملا، ندوہ کی مدد جاری تو ہونی چاہئے، لیکن ضرور کسی قید

---

[1] مفتی انوار الحق ایم اے مہتمم تعلیماتِ بھوپال،

کے ساتھ ورنہ ہر شخص شیرِ مادر سمجھ کر تصرف کرتا ہے، موجودہ انتظام سراسر بد دیانتی اور تمامتر قواعدِ ندوہ کے خلاف کیا گیا ہے اور بُری طرح کام ہو رہا ہے، اس صورت مین روک ٹوک نہ ہو تو بد دیانتون کو سخت جرأت ہو جائیگی مین بالکل خاموش رہا لیکن قوم کی طرف سے عام مظاہرہ کی تحریک بہتر ہے، ہمدرد اور دلگداز آپ نے پڑھا ہوگا خیر اس کو پھر لکھون گا،

عورتون کے متعلق کسی ایک کتاب مین بہت کم ملے گا، سیکڑون مقامون سے ریزے چننے پڑینگے، عبد السلام کو بلا لیجئے مین ان کو سب پتے بتا دونگا،

جناب پرنس حاجی حمید اللہ خان صاحب نے مجھ کو لکھا کہ سیرت کی مد کے استقلال کے لئے عید الضحیٰ کی تعطیل مین حضور سرکار عالیہ کی خدمت مین گذارش کرون گا، موقع آگیا ہے، آپ بھی یاد دہانی کرا دیجئے،

یہان فی الجملہ طبیعت صحیح رہتی ہے، ارادہ ہے کہ جلد اول تمام کرکے یہان سے اٹھون، اسٹاف نہین بلایا ہے، کتبخانہ یہان بہت اچھا ہے،

شبلی، حیدر آباد

۹ر نومبر سنہ ۱۹۱۳ء،

(۲۰)

مجبّی،

سلام مسنون، قرآن مجید کے شبہات کا جواب یورپ کے مقام مین تمام ہندوستان مین کوئی شخص مولوی حمید الدین پروفیسر میور کالج سے بہتر بلکہ برابر بھی نہین کر سکتا، وہ مولانا عبد الحیٔ

فرنگی محلی اور علماے قدیم سے کتابین ختم کرکے بی اے ہوئے، اور ۲۰ برس سے قرآن مجید کی خدمت کر رہے ہین، قرآن مجید کے اشکالات پر ان کے چھ رسالے عربی زبان مین شائع ہوچکے ہین جس پر علماے مصر نے حیرت ظاہر کی، وہ کالج مین ۲۰۰ ماہوار پاتے ہین، چونکہ یہ مذہبی کام ہے، ممکن ہے کہ وہ اس سے کچھ کم مین راضی ہوجائین،
پھر ایک مترجم انگریزی کی ضرورت ہوگی جو عمدہ انگریزی لکھے، اس کا ذمہ آپ لین یا اشتہار دین تب یہ کام حسب مراد پورا ہوسکتا ہے اور تمام ملک کو اطمینان ہوسکتا ہے،

یاقوت[1] مستعصمی کے نسخۂ قرآن کو آپ خود یہان آکر دیکھئے، ۳ ہزار مین طے ہوجائیگا پورا نسخہ،

شبلی، لکھنؤ، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۲۱)

مجبی، سلام مسنون،

۱- حضور سرکار عالیہ لکھنؤ تشریف لائین گی تو ان کا نہایت پرشان استقبال اہل شہر اور ندوہ کی طرف سے ہونا چاہئے، استمزاج کرکے جو مصلحت ہو لکھئے کہ ابھی سے اس کا انتظام کیا جائے،

۲- ندوہ کی حالت یون درست نہ ہوگی، انسپکٹر نے جو رپورٹ کی وہ مفتی انوار الحق صاحب سے یہان سے منگوائی ہے اس کو دیکھئے، مزید یہ کہ تمام کام محض خودمختاری سے کئے جارہے ہین، اور اب یہ چاہتے ہین کہ مولوی عبد الکریم کو پرنسپل بنادین جن کے بابت سب جھگڑا ہوا اور جن کے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی آئی تھی، اس کے لئے مولوی عبد اللہ موجودہ پرنسپل کو تنگ کیا جارہا ہے کہ وہ استعفا دیکر چلے آئین، لیکن اس کا یہ مطلب نہین کہ اعانت بند ہوجائے، بلکہ یہ ہوگا کہ چونکہ اکثر جگہ اظہار بے اطمینانی کے جلسے تک

[1] مستعصم باللہ آخری خلیفۂ بغداد کے دربار کا خوشنویس تھا، اس کے ہاتھ کا قرآن لکھا ہوا لکھنؤ مین ایک کتب فروش کے پاس موجود ہے،

ہو چکے ہین اور انسپکٹر سرکاری ایسی سخت رپورٹ لکھ گئے کہ اور انتظامات کی حالت ناقابلِ اطمینان ہے اس لئے ریاست کی طرف سے یہ ہدایت ہو کہ ارکانِ ندوہ ایک کمیٹی قائم کرین جو امورِ اصلاح طلب کا فیصلہ کرے، اسکے ممبر آزاد اور بے لاگ لوگ مقرر کئے جائین، مثلاً مسٹر محمد علی، مسٹر مظہر الحق، حکیم اجمل خان، یا جو لوگ مناسب معلوم ہون، اصلی ضرورت یہ ہے کہ ممبرون کا انتخاب آزادی اور بے لوثی سے ہو،

اور قواعدِ انتخاب کے موافق ہو جیسا یونیورسٹی کے لئے تجویز کیا گیا ہے،

۳- یہ بھی واضح رہے کہ میرا استعفا جس کمیٹی نے منظور کیا اس کو حق نہ تھا، جو شخص ناظم مقرر کیا گیا وہ ناظم ہو سکتا تھا، اس لئے کو قواعدِ ندوہ کے رد سے ناظم جلسۂ سالانہ مین مقرر کیا جاتا ہے،

۴- میرا لکچر تحریری نہ تھا، مین کبھی لکھ کر لکچر نہین دیتا، تاہم البتہ لکھ دیتا ہون،

نوجوانون سے خطاب،

کئے تھے ہم نے بھی کچھ کام جو کچھ ہم سے بن آئے
یہ قصہ جب کا ہے باقی تھا جب عہدِ شباب اپنا

اور ابتو سچ یہ ہے جو کچھ اُمیدین ہین وہ تم سے ہین
جوان ہو تم لبِ بام آچکا ہے آفتاب اپنا

سیرتِ نبوی کی تکمیل

مصارف کی طرف سے مطمئن ہون مین بہر صورت
کہ ابرِ فیض سلطانِ جہان بیگم زرافشان ہے

رہی تالیف و تنقیدِ روایت ہائے تاریخی
تو اس کے واسطے حاضر مرا دل ہے مری جان ہے

غرض دو ہاتھ ہین اس کام کے انجام مین شامل
کہ جسمین اک فقیرِ بے نوا ہے ایک سلطان ہے

۵- پرنس حمید اللہ خان صاحب کے نام ایک خط ابھی کالج کے پتہ سے روانہ کر چکا تھا کہ آپ کا خط پہونچا، ترجمۂ قرآن (بلگرامی) اب بھوپال کے پتہ سے ان کو بھیجتا ہون،

لوگ شاکی ہین کہ نالۂ شبلی کی قیمت بہت رکھی ہے،

نواب علی حسن خان سے بالواسطہ پوچھا تھا جواب نہ ملا آج ان کے گھر جاکر پوچھتا ہون،

ترجمۂ قرآن کے نوٹ کے متعلق ایک خط آپ کو بھیج چکا ہون،

شبلی، ۱۰ر جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۲)

مجی،

ندوہ کی حالت بہت ابتر ہوگئی، اس قدر جباری اور خودمختاری سے کام لیا جارہا ہے کہ حیرت ہوگی پھر ترقی کی کوئی کوشش نہین، ہر چیز بگڑتی جاتی ہے،

مجھ کو مجبوراً اپنے ہاتھ مین کام لینا پڑیگا، مطلع فرمایئے کہ اگر مین اطلاع دون کہ مین نے پھر کام اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے تو وظیفہ ماہوار بدستور جاری ہوجائیگا یا نہین، یہ ایک بہت ضروری معاملہ ہے، ورنہ ندوہ تباہ ہوجائے گا، انسپکٹر کی رپورٹ اگر مفتی انوار الحق کے پاس گئی ہو تو منگوا کر دیکھئے،

لڑکے ہمیشہ مجھ سے کوئی نہ کوئی سبق پڑھا کرتے تھے، اب یہ حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص نہ پڑھنے پائے، اور جو پڑھتے ہین ان کے نام خارج کردیئے جائین،

آج ترجمۂ بلگرامی[۲] کی ایک کاپی بھیجتا ہون، حضور سرکار عالیہ کو ملاحظہ کرا کے پرنس حمید اللہ خان صاحب کی خدمت مین پہونچا دیجئے، مین نے ان سے وعدہ کیا تھا، کہ ترجمہ ان کے دیکھنے کو بھیجدون گا،

[۱] مولانا سے مرحوم کی فرمایش سے نواب عماد الملک قرآن مجید کا انگریزی مین ترجمہ کر رہے تھے اس پر نوٹ (حواشی) لکھنے کی ضرورت تھی، مولانا نے اس کام کے لئے، مولوی حمید الدین صاحب کو انتخاب کیا تھا، دیکھو مکتوب ۲۴، [۲] ترجمۂ قرآن انگریزی مترجمہ مولوی سید حسین بلگرامی

وہ دیکھ کر مجھ کو لکھنؤ کے پتہ سے واپس بھیجدین،

باقی امور پھر،

شبلی،

۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۳)

مجبی،

یہ تو بڑا ظلم ہے کہ سرکار عالیہ جو نہ صرف میری بلکہ تمام قوم کی محسن ہین، ہمارے گھر آئین، اور ہم اپنے عقیدہ کا کچھ اظہار نہ کرنا چاہین، خیر آپ تو ضرور ساتھ آئیے، اور دو چار روز پہلے مطلع فرمائیے، حسب مرضی ہم کچھ پبلک طور پر نہ کرین گے،

جناب کرنل صاحب[1] سے معاملہ جلد طے ہونا چاہئے، مین نے انگریزی مترجمون سے گفتگو شروع کردی، انگریزی اچھے لکھنے والے مسلمان قریباً ناپید ہین، اور غیر مذہب اِس کام کو اچھی طرح انجام نہین دیسکتا، قرآن مجید کے متعلق مین آپ کو لکھ چکا کہ صرف مولوی حمید الدین اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہین اور مین ان کو راضی کر سکتا ہون، اس معاملہ کو بھی طے کر دیجئے تو یہ کام شروع ہو جائے، ترجمہ سیرت اور حواشی قرآن کا اسٹاف یکجا ہو جائیگا تو دونون کو مدد ملے گی،

شبلی

لکھنؤ،

۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ بھوپال سیرت نبوی کے انگریزی ترجمہ کے وہ متکفل تھے،

(۲۴)

مجتی،

انشاء اللہ آپ کا نام کسی تقریب سے دیباچۂ اولین[1] مین آئیگا جب اصل کتاب نکلے گی، کام مستعدی سے ہو رہا ہے،

ہمایون نامہ تو لندن مین چھپا ہے، تزک جہانگیری سید صاحب نے علی گڈھ مین چھاپی تھی لیکن اسکا نسخہ اب نہین ملتا، لوگون کے پاس جا بجا ہے، بابر نامہ نہایت پرا[2] بمبئی مین چھپا ہے، مرزا ملک الکتاب شیرازی، امر کھاڑی نمبر ۱۰ بمبئی سے طلب فرمایئے،

مسلمان عورتون کے حال مین عربی زبان مین ایک بسیط کتاب مصر مین چھپ گئی ہے، وہ تمام کتابون کی جامع ہے، بمبئی، سورتی صاحب، بھنڈی بازار کو لکھ بھیجیے، اس قدر پتہ غالباً کافی ہو یعنی عورتون کے حالات مین عربی زبان مین مفصل کتاب مطبوعہ مصر،

مسعود علی صاحب آدمی بہت سنجیدہ ہین، انگریزی بھی اچھی لکھتے ہین جو محکمہ وہان ترجمہ و تالیف کا قائم ہو رہا ہے اگر ہندوستان مین ہوتا اور سرکار بھوپال کی طرف سے تو زیادہ مفید ہوتا، میرا ایک خاص خیال ہے کسی خط مین لکھونگا،

سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا تھا، اِسی مد کی تصنیف کا مستقل سلسلہ قائم رہتا، کانون مین بھنک تو ڈالدیجئے، یہ وسیع سلسلہ ہے مثلاً سیرۃ الصحابہ، سیرۃ ازواج پیغمبر علیہ السلام وغیرہ وغیرہ،

شبلی، ۳۰ رجنوری سنہ ۱۹۱۴ء،

---

[1] سیرۃ نبوی کے دیباچہ مین، [2] دیکھو مکتوب ۱۱۷ و ۱۱۸

(۲۵)

مجبی،

ترجمہ[1] انگریزی کے متعلق کوئی یکسو فیصلہ کرا دیجئے، اگر وہان کے بندوبست مین تامل ہو تو اجازت دیجئے کہ مین اور کچھ بندوبست کرون، کام فوراً شروع ہوتا ہے، نواب ڈھاکہ ان الفاظ مین مستدعی ہین کہ "مجھ کو بھی اس سعادت کی شرکت کا موقع دیجئے"، حیدرآباد سے عماد الملک نے خود مجھکو لکھا اور مین پہلو بچا گیا، اس بنا پر اس مسئلہ کو صاف کرا دیجئے،

اردو حصہ مطبع مین جاتا ہے،

جواب لکھنؤ کے پتہ سے دیجئے،

شبلی، ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

مجبی،

نہایت ضروری خط لکھ چکا ہون، اعتراضات کا جواب مین کہہ چکا[1]، نہایت مہمل اور محض معاندانہ اعتراضات تھے، لیکن عبد الشکور کو مین مخاطب نہین کر سکتا، اس لئے کسی اور کے نام سے وہ چھپ سکتا ہے، مین اپنے نام سے نہین چھپوا سکتا، غرض اظہارِ حقیقت ہے نہ اظہارِ نام،

[1] سیرۃ کا ترجمہ انگریزی سے سیرۃ کے شائع شدہ مقدمہ پر ایک مولوی صاحب نے اعتراضات کئے تھے، اور ان اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت مین چھاپ کر دربار بھوپال مین بھیجا تھا، مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ ان کے جوابات دیئے جائین، بیگم صاحبہ بھی متامل تھین، مولانا نے فرمایا کہ ہندوستان کے علمائے کبار مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب یا مولانا عبید اللہ صاحب ہمارے مسودہ کو دیکھ کر رائے دین تو مجھے اس مشورہ مین کوئی عذر نہ ہوگا،

ہان الگ رسالہ چھپے یا الہلال مین بھیجدیا جائے، مین بارش کے قبل نہین آسکتا، بہت ضرورت ہو تو ایک دو دن کے لئے آجاؤن، لیکن اگر اسی درجہ کے لوگون کے لکھنے پر میری دار و گیر ہوتی رہیگی تو مین نہین سمجھتا ہون کہ اعانت سے مستغنی ہو جاؤن،

شبلی، بمبئی،

۸ رجون ۱۹۱۴ء

(۲۷)

مجتبی،

کیا اب تک میری تحریر سرکاری مراسلہ کے جواب مین پہونچ نہین چکی، مین نے لکھا تھا کہ کسی مستند عالم کو تجویز کیا جائے، تاکہ مین مسودہ وہان بھیجدیا کرون، البتہ کاتب کو ڈھونڈھنا پڑیگا، یہان نہین ملتے، نہ لکھنؤ سے یہان آتے،

مین نے دیباچہ کو بہت کچھ بدل دیا ہے، اگرچہ اعتراضات مین علانیہ خیانت کی ہے یعنی میری عبارت جو نقل کی ہے اس کے الفاظ تک بدل دئیے ہین اور اکثر اعتراضات محض غلط تعبیری پر مبنی ہین، تاہم مین نے دیباچہ کو ان اعتراضات کی زد سے بھی الگ کر دیا ہے، باوجود اس کے بہتر ہے کہ کوئی عالم نظر ثانی کر لین کہ ملک کے اعتماد کا باعث ہو، مولوی محمود حسن دیوبندی مسلّم شخص ہین، میری نسبت چاہے ان کی جو رائے ہو لیکن وہ کوئی رائے دیانت کے خلاف نہ دین گے، مولوی عبید اللہ صاحب سندھی کو اس کا متوسط بنایا جا سکتا ہے،

یہان کام نہایت سکون اور اطمینان سے ہو رہا ہے، ارادہ تو یہ ہے کہ اب بغیر تکمیلِ کتاب یہان سے نہ ٹلون،

ہندوستان مین سخت پریشان خیالیان پیش آجاتی ہین اور ملنے والے بہت سا وقت ضائع کر دیتے ہین،

میرے ماموں زاد بھائی مولوی حمید الدین مشرقی یونیورسٹی حیدر آباد کے پرنسپل مقرر ہو گئے، صماصہ ماہوار تا ترقی ایک ہزار ہر سال صہ کا اضافہ امید ہے کہ ان کے وجود سے فائدہ پہونچے

شبلی،

بمبئی،

۱۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۸)

مجی،

مسودہ کی نقل کے لئے لکھنؤ سے بھی ایک خوش نویس بلایا ہے، ایک یہان پہلے سے تھا، مولوی محمود حسن، اور مولوی عبید اللہ سندھی کو خط لکھا ہون،

سیرۃ عائشہ رض سید سلیمان مدت سے اس کا ذخیرہ فراہم کر رہے تھے[1]، حضرت عائشہ رض نے صحابہ رض کی روایتون پر جو تنقیدات کی ہیں ان کو علامہ سیوطی نے یکجا کر دیا تھا، سید سلیمان نے کہا وہ نہین ملتی، بس اسکا انتظار ہے، مین نے کئی مہینے ہوئے ان کو حیدر آباد سے مستعار منگوا دی،

آج مین نے ان کو خط لکھا ہے کہ اب کیا انتظار ہے اور کیا دیر ہے، ادھر[2] وہ عرب جاہلیت کی تاریخ لکھنے مین مصروف ہو گئے تھے، نہایت محققانہ کئی سو صفحون کا ایک رسالہ لکھا ہے، بہر حال سیرت عائشہ رض تو وہ لکھ دین گے بقیہ ازواجِ مطہرات رض کو مین نے سیرت مین لے لیا ہے لیکن بہت پھیلا کر نہین، یہ حصہ اپنی

---

[1] دیکھو سلیمان ۸۵ [2] دیکھو سلیمان ۸۴

زیر ہدایت مین اسنے عبد السلام سے طیار کرایا گو ابھی نظر ثانی نہین کی، ان لوگون کے حالات اتنے نہین کہ الگ الگ رسالے لکھے جا سکین، بلکہ سب کو ایک رسالہ کرنا ہوگا تاکہ ایک معقول ضخامت کی کتاب ہو جائے لیکن عبد السلام الہلال مین سو (۱۰۰) روپیہ پر مقرر ہو گئے اور جولائی سے ان کا قیام کلکتہ مین ہوگا، الہلال کے سب ایڈیٹر ہون گے، اس لئے نہین کہہ سکتا کہ دونون کام کر سکین گے یا نہین، بہرحال انکو لکھتا ہون اور ذرائع بھی سوچتا ہون،

خدا سرکار عالیہ کو صد وسی سال سلامت رکھے، ان کی بدولت بڑے بڑے اسلامی کام ہو جائین گے،

بیگم صاحب جنجیرہ آج کل بمبئی مین ہین، ان سے اکثر ملنا ہوتا ہے، وہ اور زہرا حضور سرکار عالیہ کی مدح مین تر زبان رہتی ہین اور ان کے وسعتِ علم اور محاسنِ اخلاق پر سخت حیرت ظاہر کرتی ہین،

شبلی،

۳۰ جون ۱۹۱۴ء

بمبئی مین سارا دن کام کے لئے ملتا ہے، دن بھر کوئی جھانکتا نہین، اس لئے برس دن تک یہان سے ٹلنے کا ارادہ نہین،

بھائی کلہ، اکبر بلڈنگ،

(۲۹)

مجی

یہ خط بالکل بصیغۂ راز ہے،

مین نے مسودہ مولوی عبید اللہ صاحب[1] کے پاس بھیجدیا کہ وہ دیوبند لیکر جائین، آج ان کا خط آیا کہ وہ گئے، لیکن دیوبند پارٹی کو بھوپال سے اطلاع مل چکی تھی اور ان لوگون نے مولوی محمود حسن صاحب کو باز رکھا کہ وہ مسودہ کا سرے سے دیکھنا ہی منظور کرین، دیوبند کے خیالات سے مولوی محمود حسن صاحب فی نفسہ الگ ہین، چنانچہ مولوی عبید اللہ صاحب کو ان لوگون نے کافر بنادیا، لیکن محمود حسن صاحب کے تعلقات اب تک ان سے وہی ہین بہرحال اب غور کرنا چاہئے کہ کیا کیا جائے، چونکہ مولویون نے ایک جتھا بنا لیا ہے، اس لئے سردست اور کوئی مولوی بھی مسودہ دیکھنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گا، ورنہ سمجھے گا کہ برادری سے خارج ہونا پڑیگا،

اب اگر معاملہ اس پر موقوف ہے تو مجھ کو وظیفۂ بھوپال سے خود دست بردار ہونا چاہئے، اخبارات مین تو یہ پہلے شایع ہو ہی چکا ہے، کوئی نئی بات نہین، مین بھی کشمکش سے نجات پا جاؤنگا اور کتاب کو مطبع مین بھیجدونگا،

مین جانتا ہون کہ سرکار کو بھی مولویون کے بدنام کرنے کا لحاظ ہوگا اور ہونا چاہئے، اب اگر سرکار چاہین تو یا تو سرے سے اس رقم کو بند کردین یا دار المصنفین کی طرف منتقل کردین، یا جو انکی مرضی ہو، مجھ کو ہرحال مین ان کی رضامندی منظور ہے، یہ معلوم ہے کہ میرا کام رک نہین سکتا، مین خود مصارف کا متکفل ہو سکتا ہون، اس کے علاوہ جس ریاست سے خواہش کرون اعانت کے لئے طیار ہوگی، جواب جلد عنایت ہو، ورنہ اسٹاف کا خرچ ابھی سے کم کر دینا ہوگا،

شبلی، ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء،

---

[1] مولوی عبید اللہ صاحب سندھی ناظم دائرۃ المعارف القرآنیہ دہلی،

(۳۰)

مجی،

متعدد خطوط ابھی لکھ چکا ہون کہ آپ کا خط پہونچا اطمینان ہوا،

مین جس تحقیق و تدقیق سے سیرۃ لکھ رہا ہون، ناممکن تھا کہ مولوی محمود حسن صاحب اس کو دیکھتے اور تحسین نہ کرتے، لیکن مخالفون نے ان کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ سرے سے دیکھنے ہی سے انکار کر دین، البتہ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی مسودہ دیکھ رہے ہین، ان کی راے آجائیگی تو بھیجدونگا، مولوی عبد اللہ ٹونکی پر اگر اطمینان ہو تو ان کے پاس بھیجدون یا جو مصلحت ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ سر دست اس قصہ ہی کو خاموش چھوڑ دیا جائے،

شبلی

۲۹ جولائی ۱۹۱۴ء

(۳۱)

مجی،

السلام علیکم، خط[1] ملا، اگرچہ مین نے کہین بخاری و مسلم کی روایتون کو ضعیف نہین ثابت کیا ہے، لیکن بہرحال کتاب کا جھمیلے مین پڑجانا، بُرا درسرہے اور آج تک کہین ایسا ہوا بھی نہین کہ کسی مصنف پر ایسا دباؤ ڈالا جائے، مین اب بالکل دل شکستہ ہو گیا ہون، برادرم اسحٰق کی موت نے دل بٹھا دیا، یہ وطن ہے اور ہر طرف ہمدرد و معین ہین، یہان جو کام کیا جائے گا ہر طرف سے مدد ملے گی، بلکہ مل رہی ہے، اس لئے دار المصنفین کا پورا انتظام ہو رہا ہے، کچھ صورت پذیر ہو جائے تو قطعاً آپ کو ایک دفعہ یہان آنا پڑیگا،

[1] مکتوب الیہ کے نام آخری خط،

سیرۃ کا کام جاری ہے گو تاخیر طبع سے طبیعت اچھی طرح آگے نہین بڑھتی،

ندوہ کی عرض داشت بنام حضور سرکار عالیہ الہلال نے چھاپی، یہ لوگ جھوٹ بولنے مین کس قدر دلیر ہین، کہتے ہین کہ سب نقائص شبلی کے زمانے کے ہین، ہان بیشک لیکن نقائص کی اصلاح کس کے ہاتھ مین تھی، ناظم یا نائب ناظم، مین سرے سے ناظم یا نائب ناظم نہ تھا، البتہ معتمد دار العلوم تھا جس کو قانون مین کچھ اختیارات نہ تھے، اس لئے ۴ برس تک مجالس انتظامیہ مین ان نقائص کا اظہار کرتا رہا، کسی نے نہین سنا، بلکہ صرف میری دشمنی کی تدبیرون مین مصروف رہے، آخر مجبور ہو گیا،

دو ہفتہ سے کچھ علیل ہون اس لئے مفصل خط آیندہ،

شبلی، اعظم گڈھ

۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء،

(۱۲۷) مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی اڈیٹر الہلال کے نام

(۱)

مضمون واپس[1] ہے، الندوہ مین درج ہونے کے لئے دیدیجئے، عبد الصمد طالب العلم ندوہ جس نے میرا مضمون لکھا ہے وہ لکھدیگا لیکن انگریزی نامون کو اپنی نگرانی مین لکھوائیگا، کوشش کیجئے گا کہ یہ پرچہ جسمین عرفی کی لائف ہے اور جس مین آپ کا یہ مضمون بھی درج ہوگا بہت جلد تیار ہو جائے، دیر ہوگی تو ذمہ داری آپ پر ہے،

شبلی، ۱۲ر اکتوبر ۱۹۰۵ء،

(۲)

خط پہونچا، ایک مضمون آج بھیجا ہے، منشی محمد علی کے نام، صحت کے ساتھ لکھوایا جائے، عنوان آپ خود تحریر کیجئے،

ایک جلسہ ہوا، مین بیمار تھا، تاہم آدھ گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی، شاید لوگون نے پسند کیا ہو،

والسلام، شبلی، ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء، بھوپال،

(۳)

ازان بہ دردِ دگر ہر زمان گرفتارم | کہ شیوہ ہاے ترا باہم آشنائی نیست

بھائی! تم نے دانستہ خط کتابت ترک کردی ہے کہ الیاس احدی الراحتین، لیکن تم رہ رہ کر

---

[1] اس زمانہ مین مولانا ابوالکلام الندوہ کے اڈیٹر تھے، اسی مناسبت سے مکتوب او ۲ مین،

ایک چرکا لگا دیتے ہو، خیر جو مرضی، یہ بھی منظور، کلکتہ گیا، ایک خاص کام تھا، مولوی شرف الدین کے ہان ٹھہرا،
دلچسپیون کی نئی راہین نکلین لیکن، ع چہ حظ خضر برد از عمر جاودان تنہا،
ایک ہفتہ رہکر واپس آیا،

جدید اسٹاف ۲۲ جون کو کھلے گا، اس کے انتظامات کو مہینون جم کر چلانا ہوگا، اس لئے جگہ سے ہل نہین سکتا،

شعر العجم پہلا حصہ چھپ گیا، لیکن اشاعت روکدی ہے، کہ تینون حصے ساتھ نکلین، چوتھا حصہ زیر تحریر ہے، چاہتا ہون
کہ بمبئی اور جنجرہ مین لکھون، لیکن بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے،

دار العلوم کی تعمیر شروع ہوگئی، عجب مست اور فرحت انگیز موقع ہے، روز دیکھنے کو جی چاہتا ہے، سبزی کے
لحاظ سے مدرستہ العلوم کو اس سے کوئی نسبت نہین،

اب کی مولوی خلیل الرحمن وغیرہ نے جلسۂ انتظامیہ مین میری علٰحدگی کی تجویز پیش کی، اس لئے کہ جب سے
مین ندوہ مین آیا، لوگون کی توجہ کم ہوگئی اور ندوہ کو نقصان پہونچ رہا ہے، کیون آپ بھی اس رائے سے متفق ہین
یا نہین، افسوس ہے کہ ان کے ووٹ نہین آئے، ورنہ بمبئی مین آکر ٹھکانا ملتا، اور خوب صحبت رہتی، ماہ و اختر سب
وہی ہین، افق ذرا بدل گیا ہے، میرا دوسرا دیوان "بوئے گل" نکلا، لیکن بالکل پھیکا ہے، سب محسوس کرتے ہین،
اب وہ سامان کہان، ؟

ہان اور سنی، افتخار عالم صاحب مولوی نذیر احمد کی لائف لکھکر انھین آلودہ ہاتھون سے حیات شبلی کو چھونا
چاہتے ہین، اجازت اور حالات مانگے ہین، مین نے لکھدیا ہے، کہ ظاہری حالات تو ہر جگہ سے مل جائینگے، لیکن
عالم السرائر خدا کے سوا، ایک اور بھی ہے، وہان سے منگوائیے، بھئی بتا تو نہ دوگے، ایسے لوگ لاکھ لکھین تو
کس کو خوشی ہوگی،

مین نے ندوہ کے پہلو مین ایک اچھا مکان لے لیا ہے، اگر آگر رہئے تو وعدہ کرتا ہون کہ ساتھ ٹہلنے چلونگا
بہت باتین کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن قلم ساتھ نہین دیتا، اس کی منت کیون اٹھاؤن،

شبلی، لکھنؤ،

۱۵ر جون ۱۹۰۹ء،

(۴)

برادرم،

مولوی امیرعلی[1] کی تحریک ضروری ہے، لیکن آج کل ارکانِ ندوہ بلکہ تمام شہر عمبری کے نشہ مین بیہوش ہے، کوئی شخص گھر پر نہین ملتا، لکھا کس کو جائے اور بلایا کس کو جائے، ۲۰/ تک یہی ہل چل رہے گی، علی گڈھ کا مطبع دیوالہ نکالا چاہتا ہے، یا نکال چکا، شعرالعجم حصہ اول کی بلٹی آئی جس مین ۵ من وزن لکھا ہے، لیکن دیکھا گیا تو صندوق کا کل وزن دو من بھی نہین، آج اسٹیشن ماسٹر سے بازپرس کرونگا، علی گڈھ کو آدمی بھیجنا پڑیگا، اسی وجہ سے حصہ دوم کے اوراق آپ کے پاس نہین بھیج سکا کہ کچھ تو ہاتھ مین رہے، اور سند مین پیش ہوسکے، کتب سرزمین سے نوادر الحکایات عوفی موجود ہو تو دیکھو بھجوا دیجئے، فہرست سامنے ہوتی تو انتخاب کرسکتا سب کتابین لینے کے قابل نہین، دورے کے متعلق یہ ارادہ ہے کہ دو مہینے جم کر یہان رہ لون، ندوہ کی تعلیمی حالت اور بعض انتظامی، امور بغیر اس کے درست نہین ہوسکتے، ادھر علوم القرآن لکھنا شروع کردیا ہے وہ بھی کچھ ہو جائیگا، فروری اور مارچ دورہ مین، اور پھر اسی طرف سے یرجع الی اصلہ یعنی کشمیر،

شرر[2] مطبع مین مصروف ہین،

شبلی، لکھنؤ، ۱ر دسمبر ۱۹۰۹ء،

---

[1] مولوی سید امیر علی (لندن)، [2] مولوی عبدالحلیم صاحب شرر اپنا ایک مطبع الگ قائم کرنا چاہتے تھے،

(۵)

برادرم،

جس قدر آپ کی عنایت و محبت کا یقین زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسی قدر آپ کی نکتہ سنجی اور نقادی کی طرف سے بے اعتباری بڑھتی جاتی ہے کہ آپ میری صحبت کو لطف انگیز اور نسبتہً دوسرون کے مقابلہ مین قابلِ ترجیح سمجھتے ہین،

دسمبر کا اخیر ہفتہ وہان ضرور دلچسپ ہوگا لیکن یہ موقع عمومی ہوتے ہین جس مین میری شرکت نہ موزون ہے نہ خود مجھ کو لطف آسکتا،

ٹیابرج کا شانِ نزول بالکل سمجھ مین نہ آیا، ذرا کھول کر لکھئے، دونون مکانون کا فاصلہ اس قدر کہ ایک ہی وقت مین گویا دو ملک مین رہتا، پھر وہان کی ویرانی، دلچسپی کا کوئی سامان نہین،

بے شبہہ میری خواہش ہے کہ چند روز دنیا سے الگ بسر کرون، ایسی حالت مین ایک تصنیف بھی انجام پائے، لیکن متصل دن رات توحشت کدہ مین بسر نہین ہو سکتی، شیعون کے علمی فلسفہ کی کوئی صورت پیدا ہو تو البتہ ممکن ہے،

اوائلِ جنوری مین کلکتہ آنا اور چند روز آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہون، لیکن آپ نے بمبئی کی طرح شاہانہ فیاضیان شروع کین تو ٹھہرنا مشکل ہوگا،

سہروردی صاحب کاش رسالۂ وقف کا ترجمہ کر دیتے،

رضائی مین روئی کیا معنی بنگیا یہان سے تیار ہو کر جائے تو ریل کا خرچ زیادہ ہوگا، صندوق مین بھیجنا پڑیگا،

شبلی، ۵ر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۶)

برادرم،

ریویو[۱] سے بچنے کی یہ اچھی تدبیر ہے کہ میری عبارت کے غلط معنی لگائے اور اس پر تفریعات کیجئے میرا تو یہ مطلب تھا کہ آپ یہ وعدہ کیون کرتے ہین، آپ اس کو وفا نہ کر سکین گے، اور پھر مجھکو ملال ہوگا، آپ نے زبردستی یہ معنی لئے کہ مین آپ کی ریویو کی وقعت نہین کرتا، خوب!

کتابون کا اب تک پتہ نہین، صاحب مطبع کہتا ہے مین بلٹی بھیج چکا کہین اسٹیشن پر بکس گڈمڈ ہوگئے ہین

مین نے ایک مفصل خط آپ کو پہلے ایڈریس پر لکھا ہے، اس مین ٹیا برج کے مکان کا شانِ نزول پوچھا ہے، رنگون تو نہین، کلکتہ آ سکتا ہون، وقف کا مسئلہ شاید وہان کچھ کامیابی پا سکے،

پہلے خط کا جواب آئے تو نئی اسکیم بنا سکون، میرا قیام اب یہان چندان ضرور نہین، صرف ۱۹ دسمبر تک البتہ مجبوری ہے، کہ اس تاریخ کو انتظامی جلسہ دار العلوم ہے،

شبلی، ۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۷)

برادرم،

نوازش نامہ پہنچا، کتابین اب تک گم ہین، منشی محمد علی علی گڈھ سے واپس آئے، کہتے ہین کہ ۶ جلدون کا پیکیٹ ریلوے مین کہین ادھر ادھر ہو گیا ہے، باقی کتابین محفوظ ہین، لیکن آنکھون سے دیکھ لون تو اعتبار آئے، آپنے تو ایک حرف اس کے متعلق نہ لکھا یعنی "خس کم جہان پاک"، ہرزہ چند بدین می ارزید،

[۱] شعر العجم پر ریویو،

جنوری مین آپ اور کہین چلے جائین گے، دسمبر مین آؤن اور دو چار روز رہکر چلا جاؤن، شباب ہوتا تو ایسی حسبت دخیز ممکن تھی، اب تو بہر جا کہ نشستیم وطن شد، وہ زمانہ بتایئے کہ اگر ایک آدھ مہینہ رہ سکون، گو بارِ خاطر بن جاؤن،

برج خاکی پر قبضہ ہو جائے تو لکھئے گا، ہان ایک روایت تھی کہ ماؤ تمام بنگال کے افق پر نکلا، تلاش سے شاید پتہ لگ جائے، رسالۂ وقف کا ترجمہ یہان ہو رہا ہے، لیکن نظر ثانی کا محتاج ہوگا،

دار العلوم اس قدر بھر گیا کہ مجھکو بھی کچھ کمرے دینے پڑے، کچھ لڑکے باہر کرایہ کے مکانون مین ہین! مسٹر شرر[1] میرے مضامین کے کچھ اجزا لے گئے، لیکن نہ اجزا کا اور نہ خود ان کا کہین پتہ ہے،

شبلی،

۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۸)

برادرم،

آپ کے ارشاد پر عطا محمد کا ریویو الندوہ مین دیدیا ہے، دلی سے ندوہ کی نیم سرکاری دعوت آگئی ہے، اور اگر پختہ ہو گئی تو فروری مین انھین اطراف مین دورہ کرنا ہوگا، گم شدہ شعر العجم مل گئی، جہانگیر پر ایک بسیط مضمون الندوہ مین نکلے گا، کلکتہ مین آؤن تو کہان ٹھہرون، برج خاکی ابھی تو ہوا پر ہے،

شبلی،

۱۴ر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

[1] مولوی عبد الحلیم صاحب شرر اپنے مطبع مین چھاپنے کے لئے لے گئے تھے، مگر چھاپ نہ سکے،

(۹) کارڈ

مین سمجھتا تھا کہ آپ نے میری نیازمندی کو تسلیم کر لیا ہے، لیکن جبہ طلبی کے ابرام سے ثابت ہوا ۶
خود غلط بود الخ یہ بھی بار بار لکھنے کی بات تھی،

رفیع الدین[1] کی کامیابی سے مین بھی خوش ہوا، اور منافقون سے تو غریب اچھا کام کریگا، یہان کا
نتیجہ کل معلوم ہوگا، شبلی، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۱۰) کارڈ

دو سہ روز نے است کہ در دیدہ نگہ دین عجب است ا نہ ثواب ز من آمد، نہ گناہے گاہے
شبلی، ۲۷ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۱۱) کارڈ

نواب وقار الملک کے آنے، اور ہز آنز کی مشایعت کی وجہ سے مین رائے بریلی کے اس جلسہ مین
نہ جا سکا، لیکن ایک دن بعد گیا، اور وہان اشاعتِ اسلام کی شاخ قائم کرنے کا انتظام ہوا،
آپ کب تک کلکتہ مین ہین، اگر زیادہ رہنے کے سامان ہون تو شاید کلکتہ آنا پڑے،
...... والون نے ندوہ کو سخت نقصان بہونچانا چاہا، لیکن حکیم اجمل خان صاحب نے مدافعت کی، تاہم
وہ بہت ریشہ دوانیان کر رہے ہین، ڈھاکہ تک استغاثہ ہوا ہے، اور لطف یہ کہ مستغیثون کے وکیل مولوی
حفیظ اللہ صاحب ہین،

حکیم عبد القوی نے اپنی بیوی (جو حال مین قضا کی) کے یادگار مین سات سو روپیے

[1] مولوی رفیع الدین صاحب پونہ کونسل کی ممبری مین کامیاب ہوئے تھے،

ایک کمرے کے لئے دیئے،

شبلی، ۱۲ر مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۴۲)

برادرم،

مین بخیریت پہونچا، مغل سرا مین گاڑی نہ صرف بدلی بلکہ مجھکو پل صراط کی مصیبتین جھیلنی پڑین،

ہومر کی قیمت ۲۱ فرنک، یا ۱۰۵ قرش ہے، ایک پونڈ کے ۱۰۰ قرش ہوتے ہین، اگر آپ کو خود خواہش ہو

تو مفصلۂ بالا رقم جرجی زیدان اڈیٹر الہلال کے پاس بھیج دیجئے، پتہ آپ کو معلوم ہوگا، اور ارسالِ زر کا طریقہ بھی، لیکن

اگر آپ میری خاطر سے خریداری کا بار اپنے سر لیتے ہون تو ہرگز ایسا نہ کیجئے گا، کتاب ارسال فرما دیجئے، مین

خود رکھ لون گا، یا نواب علی حسن خان جو اس کے شایق ہین لے لین گے، گرمی یہان سخت ہے، رات بالکل

سو نہ سکا،

مضامینِ اور نگ زیب کا ترجمہ لندن مین ہوا، اور عنقریب شایع ہوگا، سید محمود[۱] ایک شخص نے کیا، کلکتہ

کی پر لطف گھڑیان، اب دیکھئے کب نصیب ہون،

شبلی، ۹ر جون سنہ ۱۹۱۰ء

لکھنؤ،

(۱۴۳)

برادرم،

خط پہونچا، شعر العجم بھیجدی گئی، الیاذہ کے روپیے اس اطلاع کے ساتھ بھیجئے کہ فلان شخص کے نام

---

[۱] موجودہ ڈاکٹر سید محمود صاحب بیرسٹر،

جو نسخہ آپ نے بھیجا تھا یہ اس کی قیمت ہے،

اخبار[1] کا نام نہ ملک و ملت موزون ہے نہ وقت، ایک مطول اور ایک زائد از ضرورت مختصر ہے، صرف آزاد نام ہونا چاہئے، مین اس سے زیادہ کوئی نام حسب حال اور حسب ضرورت اور آئیڈیل کی اصلی تصویر نہین سمجھتا، یہ دوسری بات ہے کہ لوگ تو افق اسمی کی وجہ سے خود نمائی کا شبہہ کرین،

یہان سخت گرمی ہے، کچھ کام نہین ہو سکتا،

آپ کی رپورٹ جلسہ سالانہ ندوہ پر البشیر نے ایک اشتعال انگیز آرٹکل لکھا ہے، جس کی سرخی "علی گڈھ کالج پر ایک اور حملہ" ہے، اخیر مین لکھا ہے کہ "اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو ارکان کالج کو اپنا کام بالکل بند کر دینا چاہئے اور قطعاً ایک آخری فیصلہ کرنا چاہئے، ارکان کالج کو توجہ دلائی ہے کہ ندوہ وغیرہ سے قطعاً علٰحدگی اختیار کرین"

پرچہ آپکے پاس بھیجدون گا،

آپ کو اب زیادہ مولویت کی صورت مین رہنا چاہئے، اس سے بہت اچھے اچھے کام لے سکتے ہین،

شبلی،

۱۲ر جون ۱۹۱۱ء

لکھنؤ،

(۴)

برادرم،

آپ دفعۃً چپ ہو گئے، یہ کیا؟

صلاح الدین[2] نے بڑے تقاضے سے معجم فی اشعار العجم منگوالی، اس لئے ٹھیکر کے ہان سے جلد منگوائیے،

---

[1] مکتوب الیہ اس وقت کوئی اخبار نکالنا چاہتے تھے، [2] مسٹر صلاح الدین خدابخش،

ہرج ہو رہا ہے، آپ پر البشیر نے جو آرٹیکل لکھا تھا عبد السلام نے اس کا جواب لکھ کر وکیل وغیرہ میں بھیج دیا ہے،
اجمیر کب تک جائیگا، جغرافیہ تو آپ کو اس قدر ضرور معلوم ہوگا کہ اس راہ میں لکھنؤ بھی آتا ہے،

شبلی،
۲۲ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۵) کارڈ

مطلع فرمائیے کہ الیادہ کی قیمت مصر جا چکی یا نہیں، میر اطرز عمل الہلال کے ساتھ یہی رہا ہے یعنی بلا تاخیر قیمت بھیجدی گئی ہے، پریس کے متعلق چند سوال ہیں، کیا قیمت ہے؟ ایک گھنٹہ میں کس قدر فرد میں اور کتنے پیمانہ کی چھپ سکتی ہیں؟

شبلی،
۲۴ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۶) کارڈ

کچھ لکھنے کو نہ تھا کیونکہ ابھی ایک مفصل خط لکھ چکا ہوں، لیکن یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ باتیں کریں اور میں جواب نہ دوں، معجم جلد منگوائیے صلاح الدین نے اپنا نسخہ منگوا لیا،
الیادہ کو یوں دیکھئے کہ فہرست مضامین میں شواہد شعریہ کا ایک عنوان ہے، اس کی تحت میں شعرائے عرب کے نام اور ان کے مختصات ہیں اس پتہ سے پھر اصل کتاب کے صفحے دیکھئے،

شبلی،

۲۵ رجون سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۷)

میں پریس کے جھگڑوں کے قابل کہاں ہوں، قاری عبد الولی کا خیال تھا لیکن کم مائگی

در پیش ہے۔ ملک وملت کا کب تک انتظار کیا جائے،
شبلی،

۸ر جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۸) کارڈ

شراب لطف، پر در جام کردی وی گفتم ۔۔۔ کہ زود آخر شود این بادہ و من در خمارستم

لکھنؤ،
۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۹) کارڈ

آپ نے اپنی کتابوں کا نام تو لکھا لیکن یہ نہ لکھا کہ یہاں سے کیا مطلوب ہے، یہاں جو مکرر کتابیں ہیں وہ تو شاید آپ کے ہاں خود موجود ہوں گی، اس لئے مبادلہ کن کتابوں سے ہوگا، کبیر البتہ موجود ہے۔ مولوی عزیز مرزا صاحب کو مبارکباد لکھئے، ان کی پمفلٹ متعلق مسلم لیگ کی داد جناب وائسرائے بہادر نے دی، اور اس کا اعلان تار کے ذریعہ سے اخبارات میں ہوا، ان کو شکایت تھی کہ لوگ مسلم لیگ قائم نہیں کرتے، اب کس کو انکار ہوگا،
شبلی،

۲۰ر ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء

(۲۰)

برادرم،

کیا آپ حیدرآباد چلتے ہیں تو میں افریقہ ہو کر کعبہ کو جا سکتا ہوں، ترکستان واپسی میں آجائیگا، جزیرہ تو ہرگز جانے کا ارادہ نہیں، البتہ چمنستان بمبئی کو چھوڑنا، فردوس کو چھوڑنا ہے جو ایک زاہد سے ممکن نہیں، حیدرآباد میں اب چنداں لطف نہ آئیگا، احباب میں کوئی نہیں، خانہ بدوشوں کی طرح قیام ہوگا، ہم

فلک نما اور دولت آباد دیکھنے کی چیزین ہین، عماد الملک بھی مغتنمات روزگار مین ہین،

شبلی، ۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۱)

برادرم،

اچھا کہین نہین جاؤنگا، ع

بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآنم

لیکن کیا شبلی کو رابعہ کا درجہ مل سکتا ہے، لیس الذکر کالانثیٰ، ماسٹر دین محمد وطن گئے تھے، اور سخت جانگزا خبر لائے، یعنی بدر کامل حیدرآباد سے دلی پہونچ کر غروب ہوگیا، مرتبۂ ابراہیمی کہان سے ہاتھ آئے، کہ لا احب الآفلین، کہہ سکون،

الہ آباد کی نمایش مین ایک اضافہ ہوا، یعنی دیوان فیضی بھی ہوگا، اور وہ اوائل دسمبر مین پہونچ جائیگا، میرے پاس اطلاع آچکی ہے، افسوس ہے اس زمانہ مین میان اسحاق کا کتبخانہ معمور ہوگا، ورنہ ممکن تھا کہ زیادہ مطالعہ کا موقع ملتا، تذکرہ خطاطان اور کنز اللغۃ کا اب تک انتظار ہے،

شبلی، ۱۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۲)

برادرم،

آج کل سخت نرغہ ہے، سہارنپوری، شاہجہانپوری، پھلواروی، کاکوروی، سب یکجا جمع ہین، رپورٹین تیار ہورہی ہین، مضامین لکھے جارہے ہین، فرد قرارداد جرم مرتب ہورہی ہے بلکہ ہوچکی ہے،

اقرار نامۂ عقائد تیار ہو گیا ہے، جس کا مجھ سے اعتراف کرایا جائیگا، اور ان سب کامون کے حیثیت اڈیٹر جناب شاہ صاحب ہین جناب ممدوح نے یہان مستقل قیام اختیار کیا ہے، یہ تمام کاغذات، ارکان کے پاس بھیجے جائین گے، اور باضابطہ میرے نکالنے کی تحریک کیجائیگی،

فرد جرم بہت بڑی ہے، خورد برد کا بھی الزام ہے، بھاول پور کے عطیہ کا اشتہار بھی جرائم مین شامل ہے، گورنمنٹ سے ایڈ کے متعلق خط کتابت اکبر الجرائم قرار دی گئی ہے، اور سب پر مستزاد الحاد و زندقہ، جن عقائد کا مجھ سے اقرار کرایا جائیگا ان مین کرامات الاولیاء حق، حالانکہ مین تو کرامات الشیاطین حق کا بھی قائل ہون، ہان انھین جرائم مین ابو الکلام کی محبت بھی ہے، بھائی حقیقت یہ ہے کہ اب ان لوگون کا ظلم حد سے بڑھ گیا، کہان تک صبر کرون، بار بار قلم اٹھاتا ہون اور پھر رکھ دیتا ہون، طلبہ بے قابو ہوئے جاتے ہین، لیکن بڑی مشکل سے روکتا ہون کہ فساد سے کیا حاصل، دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے،

شبلی، ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۱۰ء،

(۲۲) کارڈ

ان باتون سے کام نہین چلتا، اگر آپ اس موقع پر نہ آئے تو مین قیامت تک کلکتہ نہ آؤنگا، بلکہ بعد قیامت بھی، میرے برابر کا کمرہ بالکل خالی اور آپ کے لئے محفوظ ہے، اکثر احباب آرہے ہین، اور آ چکے ہین،

دیر ویران سہی کعبہ مرا آباد رہے
یعنی مومن ہون چلا جاؤنگا ہین یا دہر

شبلی،

۱۲ر دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۴)

برادرم،

شاہ صاحب کی سخن سازی کا آپ پر یہ اثر ہوا کہ آپ نے سوالات قائم کئے اور جواب پوچھا، ان ھذا لشئ عجاب، اگر جواب ہی دینا پڑیگا تو قلم اس کے لئے کافی نہین، چچا صاحب کا حال لکھئے، ڈاکٹر نے کیا تجویز کیا، اور وہ کہان ہین، مین مہینون تک کہین باہر نہین جا سکتا،

شبلی، ۱۱ر جنوری ۱۹۱۱ء

(۲۵) کارڈ

برادر عزیز،

حقی صاحب، ۱۰ر اپریل کو بغداد جاتے ہین، انھون نے صحیح طور سے یقین دلایا کہ ان کے ساتھ سفر کیا جائے تو سفر سفر نہ معلوم ہو گا، اگر آپ بھی آمادہ ہون تو ضرور چلونگا، مصارف سفر بہت کم ہین، جواب جلد عنایت ہو، لیکن اگر وعدہ ہو تو غلط نہ ہو، گو کبھی اس کا تجربہ نہین ہوا،

شبلی، ۸ر مارچ ۱۹۱۱ء

لکھنؤ،

(۲۶) کارڈ

فہرست امیدواران رکنیت میرے پاس نہین، مولوی عبد الحئی صاحب بھیجدین گے، لطف یہ ہے کہ فریق مخالف کا انتخاب یہ ہے کہ کاکوروی شریف کے، نمبر مولوی خلیل الرحمن کا سارا خاندان، وعلی ہذا کئی بڑے آدمی کا نام پیش نہین کیا، مین نے ہر صوبہ کے معزز لوگون کے نام پیش کئے، کلکتہ سے شمس الہدیٰ

مولوی یوسف اور آپ ہین، پنجاب مین شفیع، ڈاکٹر اقبال وغیرہ علی ہذا، ایک ضروری کارڈ کے جواب کا انتظار ہے،

نواب عماد الملک بلگرامی نے اپنا کتبخانہ عربی وانگریزی ندوہ کو عنایت کیا، سید سلیمان اس کے لانے کو حیدرآباد بھیجے گئے ہین،

شبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۱ء

(۲۷)

برادرم،

یہ تو بڑی مشکل ہے کہ آپ ہنسی مذاق کی باتون کی اصلی بات سمجھ جاتے ہین، اور اس پر ایک طومار باندھتے ہین، یہ کس پاجی کا خیال ہو سکتا ہے کہ بغداد آپ کی پیری مریدی کو ترقی دیگا، اور اسلئے آپ چلنے پر مائل ہون گے، اگر یہی بدگمانی رہے گی تو جینا مشکل ہو جائیگا،

یہان کی سازشون نے یہین کا بنا دیا ہے، جب تک معاملہ یکسو نہ ہولے کہان جاسکتا ہون، ، ر اپریل ۱۹۱۱ء کو جلسہ ہے، اس مین شاید یکسوئی ہو جائے، اِمَّا عَلَیَّ وَاِمَّا لِیْ،

یونیورسٹی کا چارٹر تو ضرور مل جائیگا، یہ قطعی ہے، باقی یہ کہ وہ کیا ہوگی، اس کو وہ لوگ خود جانتے ہین، لیکن بہرحال نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے، مین نے تہذیب الاخلاق کے لئے حاشا کوئی مضمون نہین لکھا عمادی[1] صاحب کا سخت ابرامی خط آیا تھا، مین نے پرانا مسودہ (پڑا ہوا تھا) بھیجدیا، وقفِ اولاد تو خدا کے فضل سے کامیابی کے قریب پہونچ گئی، سنہا کی تقریر مسلمانون سے بھی بڑھکر تھی، دوست دشمن سب متفق اور یکزبان تھے، اب عام آرگنائزیشن کی ضرورت ہے، اور گورنمنٹ کی بھی مرضی ہے،

[1] مولینا عبد اللہ العمادی،

اس کا انتظار ہے،   شبلی،   ۲۵ر مارچ ۱۹۱۱ء

(۲۸)

برادرم!

مجھ کو یہ خیال ہوا کہ کارڈ کسی اور کو لکھا تھا، پتہ بدل گیا، پھر عنوان پر خیال ہوا کہ یہ عنایت بیجا تو میرے ہی لئے مخصوص ہے، لیکن سید صاحب کا حوالہ، بالکل فہم سے باہر تھا،

آپ ہمیشہ یہ غلطی کرتے ہیں کہ دوسرون کی بلا اپنے سر لیتے ہیں مصری کتابیں دوسرون کے لئے منگوانا اور پھر خبر نہ ہونا، اور پھر خود قیمت ادا کرنے پر مجبور ہونا ظلمت بعضہا فوق بعض، تاہم الہلال سے ساکھ قائم رکھنی چاہیئے،

مسودۂ وقت ترجمہ کرا کے دیکھا، کچھ نہیں، سخت جاہل آدمی نے بنایا ہے، گو کوئی بات غلط نہیں، لیکن بات ہی نہیں تو کیا غلط ہو، انشاء اللہ جلسے ہر جگہ ہون گے،

میری کتاب جہان آرا بیگم کی تصنیف ولایت کی نمایش مین طلب ہوئی ہے مین نے لکھدیا ہے کہ ضرور واپس ملے،

اب مسلمانون کی مصوّری کا یورپ قائل ہوتا جاتا ہے، ایک خاص شعبہ اس کا ہے اور خوب خوب تصویرین بہم پہونچ رہی ہین، اور ان پر مضامین لکھے جارہے ہین،

رسالہ وقت آپ کو بھیجونگا، سید عسکری صاحب کو دیدیجئے گا ان کا پتہ جاتا رہا،

شبلی

۴ر اپریل ۱۹۱۱ء

(۲۹)

اس قدر نا سپیِ ارباب وفا ہو جانا

شبلی، ۱۰ رمئی ۱۹۱۱ء

لکھنؤ،

(۳۰)

برادرم!

آپ کا والا نامہ پہونچا، جو گورنمنٹ گزٹ تھا، سہروردی صاحب[1] کو تمام کاغذات بھیجدیئے، مفتی کی تجویز معقول ہے، لیکن ایک ساتھ دو ایسے بڑے کام چھیڑے نہین جا سکتے، گورنمنٹ پر بھی اسکا اچھا اثر نہ ہوگا،

مین آج بمبئی جا رہا ہون، گو آپ کے بغیر وہ ویرانے سے بدتر ہے، لیکن موسم بدلنے کے علاوہ کچھ وقف کا کام بھی کرنا ہے، مسودۂ وقف مین بہت سے نقص ہین،

وہ مصرعہ غلط ہے، جزیرہ پہونچ کر آب و ہوا کی لطافت نے اسی وقت ارتجالاً ایک غزل لکھوائی ہے، جس کے دو شعر یہ ہین،

ہوائے روح پرور بھی یہان کی نشہ آور ہے | یہان فکرِ مے و جام و سبو ہوگی تو کیون ہوگی

کہان یہ لطف؟ یہ سبزہ، یہ منظر، یہ بہارستان | عطیہ! تم کو یادِ لکھنؤ ہوگی تو کیون ہوگی؟

شعر العجم کا چوتھا حصہ مطبع مین گیا، باوجود اس کے کہ ابھی زیر تصنیف ہے،

شبلی، ۱۸ رمئی ۱۹۱۱ء

[1] مسٹر عبد اللہ المامون السہروردی،

(۳۱)

برادر عزیز،

آپ کا لہجہ اگرچہ اب تک نہین بدلا، لیکن بخدا یہ امید قائم ہے کہ کلکتہ پہونچونگا تو آپ سخت دلی سے کام نہ لے سکین گے، اور ظاہری طور سے سہی لیکن وہی قدیم عنایتین پھر مبذول ہونگی اور میرے لئے امید کافی ہے، پھر وہ مجاز رفتہ رفتہ حقیقت بنجائیگا،

یونیورسٹی کے اجلاس یہان ہو رہے ہین، بڑے معزز لوگون کا مجمع ہے، مین بھی ممبر ہون، اس لئے شریک ہوتا ہون، اس کے بعد شملہ ڈیپوٹیشن مین جانا ہے، غرض ان اسباب سے تاخیر ہو رہی ہے، ورنہ آپ بجلکر کہان جا سکتے ہین، ان سب باتون کے ساتھ یہ تسلیم کرتا ہون اور ندامت سے منفعل ہو جاتا ہون، کہ جرم سخت ہے، بلکہ سخت سے سخت تر، لیکن جس سے معاملہ ہے اس کا دل بھی اسی قدر نرم بلکہ نرم تر ہے، اس لئے جرأتِ معذرت قایم ہے اور رہے گی،

شبلی

۱۸ / اگست سنہ ۱۹۱۱ء

(۳۲)

تمدنِ[1] اسلام کا ضرر بہت متعدی ہوا، یہان تک کہ ڈاکٹر ہارویز پروفیسر علی گڈھ نے اپنی تحریری رائے یونیورسٹی مین بھیجی، کہ امتحاناتِ فاضل و عالم مین وہ داخلِ درس کیجائے، مجھ پر اس کا سخت اثر ہوا، اور مین نے سب کام چھوڑ کر اس کی دروغ بیانیون پر ایک مضمون لکھنا شروع کیا، اس وقت تک ۲۰ صفحے ہو چکے ہین، عربی مین بھی لکھونگا، اور عربی اخبارات مین طبع کراؤنگا، لیکن اس کا تیسرا حصہ نہین ہے آپکے پاس ہو تو بھیجدیجئے

[1] تمدنِ اسلام مصنفہ جرجی زیدان مصری،

پھر واپس کر دونگا،

آپ کا کارڈ پہونچا، مجھ کو بڑی شکایت آپ سے تلون مزاجی اور عدم استقلال کی تھی، بارے اس مرتبہ آپ اپنی ناراضی مین پورے مستقل رہے، اور اب تک ہین،

بخت بد بین کہ بہ شبلی نہ کند غیر جفا	نیک خوئے کہ دفا را ز جفا نشناسد

شبلی،	۲۹ر اگست ۱۹۱۱ء

(۳۳)

برادرم،

والا نامہ پہونچا، رد پڑھکر آپ کو حیرت ہوگی، مین خود قیاس نہین کر سکتا تھا کہ جرجی یا کوئی شخص اس قدر جھوٹ بول سکتا ہے،

ایک بات اور دریافت طلب ہے، حبل المتین کی جو کتابین دیکھین ان کی سیاہی روشن نہ تھی، سنا ہے کہ سیاہی کے اقسام مین زیادہ قیمت کی لیجائے تو زیادہ روشن ہوتی ہے، اس لئے اجرت طبع مین اضافہ کر لیجئے، لیکن نہایت روشن چھپنا چاہئے، المنار مین بھیجدن تو وہ خوشی سے چھاپ دین گے، لیکن دیر ہوگی، اور اب ایک منت گران ہے، یہان ۱۲ر نومبر کو طبیہ دہلی کا عظیم الشان جلسہ اور حکیم عبد العزیز مرحوم، کے خاندان اور حکیم اجمل خان کا خطرناک معرکہ ہے، جس مین زد و کوب تک کی تیاریان ہین، نواب رام پور پریسیڈنٹ ہین تاہم مخالفین کا وہی دم دعویٰ ہے، آپ آسکتے تو تماشہ دیکھتے،

۲۰ر نومبر کو الہ آباد مین اردو نصاب یونیورسٹی کی کمیٹی ہے، اردو کے مٹائے جانے کے سامان ہین، مین بھی

ممبر ہون، اس لئے جانا پڑے گا، اس کے بعد خالی ہون اور ممکن ہے کہ زیارت نصیب ہو،

شبلی

۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ

رسالہ صاف ہو رہا ہے، ایک ہفتہ مین غالباً مع کچھ پیشگی اجرت کے بھیجدونگا،

مولوی عبداللہ ٹونکی کو ندوہ مین بلایا ہے غالباً آجائین گے،

(۳۴)

برادرم،

تمدن کے رد مین ابتداءً ایک ہفتہ مین اس قدر انہماک رہا کہ ایک آنکھ مین پانی اتر نا محسوس ہوا، اور اب اس سے حرف نظر نہین آتے، ایک آنکھ جو صحیح ہے اس پر بھی بہت بار معلوم ہوتا ہے، اب لکھنا پڑھنا بالکل کم ہو گیا ہے، اس لئے ساٹھ صفحے ہو کر رہ گئے، اور اسی پر کتاب ختم کردی،

طبیعت بہت افسردہ رہتی ہے، سپاہی کا ہتھیار چھن جائے تو پھر وہ کس کام کا ہے،

شبلی

۶ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

(۳۵)

برادرم،

صبح کو بانکی پور پہونچا، غایت کثرت سے مجمع تھا عمائد شہر اور تمام طلبہ کالج موجود تھے، نہایت سخت اصرار کے ساتھ طلبہ نے گاڑی کھینچی اور فرودگاہ تک لائے، میرے اصرار کا اتنا اثر ہوا کہ آدھی راہ کے بعد یہ مشغلہ شروع ہوا، ورنہ اسٹیشن ہی سے کاندھون مین گھسیٹتے تھے، یہ تو نہین کہتا کہ رعونت پرستی نفس

کو بہر بری نہیں ہوئی ہوگی لیکن واقعاً ہنسی آتی تھی کہ عجب خوش اعتقاد بلکہ ضعیف الاعتقاد ہین، دورہ کرتا ہون تو لکھنؤ میں سالانہ جلسہ کے متعلق جو کام چھیڑے ہیں، ابتر ہوجائیں گے

رام پور سے کچھ توقع پیدا ہوئی ہے کہ اگر خود وہاں جاؤں تو شاید نواب صاحب پریسیڈنٹی قبول کرلیں اسلئے فوراً وہاں جانا ہے،

آج یہاں جلسہ ہوا، بہت کثرت تھی، ندوہ کا ذکر مناسب پیرایہ سے آگیا، بس اسی قدر ہو سکتا تھا، باقی پھر کبھی،

آپ کی سخن سرائی پر بار بار ٹوکنے کو جی چاہتا تھا کہ مرض مین اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس قدر گستاخی نہ ہو سکی، بہر حال کچھ دن زبان سعدی درکام رہنی چاہئے، یہان رکوں تو ہفتوں تک مہلت نہ ہوگی، اس لئے کل روانہ ہوتا ہوں،

شبلی

۴ر فروری ۱۹۱۲ء

(۳۶)

برادرم،

یہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت کان پور[۱] کے سوا کوئی آواز کچھ اثر نہیں رکھ سکتی لیکن اب گورنمنٹ بھی سختی اور بامردی پر آمادہ ہے، ہزآنر نے سفارت کو سوکھا جواب دیا لکھنؤ مین اعانت کا جلسہ حکماً روک دیا گیا حسن نظامی وغیرہ کو کلکٹر نے بلایا، مین نے ایک نظم مختصر کان پور کے متعلق زمیندار کو بھیجدی ہے، گو کسی قدر مؤثر ہے، تاہم بہت احتیاط کی ہے،

[۱] واقعۂ انہدام مسجد کان پور،

کلکتہ آنے کو سو سو بار جی چاہتا ہے لیکن کیا کرون، سیرۃ کے لئے کتابوں کی کئی الماریاں ساتھ رکھنی پڑتی ہین، ان کو کہان کہان لئے پھرون، یہان سورتی سے استعارۃً بھی کتابین ملجاتی ہین، اس پر بھی بہت سی خریدنی پڑیں، ایک کافی ذخیرہ ساتھ آیا تھا، پھر بھی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی ہے،

چونکہ بہت کچھ کام ہو بھی چکا ہے، اس لئے اب ہر منٹ گران معلوم ہوتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پریس مین جاسکے،

عماد الملک بلگرامی تفریحاً حیدر آباد بلاتے ہین لیکن پس و پیش مین ہوں کہ اتنے دن کیوں ضایع جائین، عماد الملک ترجمۂ قرآن مین مصروف ہین، لکھا ہے کہ پندرہ پارے ہو چکے،

آپ نے بہت اونچا نصب العین رکھا ہے، ورنہ جی یہ چاہتا تھا کہ سب طرف سے نظر کر کے وہین آرہتا، اور آپ کے ساتھ مل کر کوئی ضروری خدمت انجام دیتا، اس وقت مسلمان سخت پراگندہ اور پریشان خیال اور پریشان عمل ہو رہے ہین کسی خاص مرکز پر ان کو لانا ہے، ورنہ ہر طرف سے بھٹکتے بھٹکتے آخر بالکل برباد ہو جائیں گے،

مریضہ کی نسبت آپنے نہین لکھا کہ ان کو کہان تک فائدہ ہوا،

یہ تو آپ کو لکھ چکا ہون کہ میری جدید نظمیں علی گڈھ والے چھاپ رہے ہین، کشافیات[1] پر بھی ان کی نظر ہے لیکن اس کا سلسلہ اگر ہوگا تو الگ ہوگا،

ہان عطیہ فیضی کے یہودی شوہر نے جو آرٹسٹ ہے، میری تصویر ہاتھ سے کھینچی ہے، ابھی پوری طیار نہین ہو چکی، مین اس کا فوٹو لیکر آپ کو بھیجوں گا، نائب سفیر ٹرکی جو نہایت خوبصورت شخص ہے، اس نے

---

[1] الہلال مین بعض نظمیں کشاف کے فرضی نام سے مولانا نے لکھی تھین، کشافیات سے یہ نظمین مراد ہین،

خواہش کی کہ اس کے ساتھ تصویر کھنچواؤں، چنانچہ ایک انگریزی کارخانہ مین فوٹو لیا گیا، توفیق آفندی بھی گردشِ میں ہے

شبلی

۲۰ راگست ۱۹۱۳ء

(۳۷)

برادرم،

مین چندروز کے لئے حیدرآباد آگیا، مولوی سید حسین صاحب کا ایما تھا، ترجمۂ قرآن مجید کے متعلق مشورے مقصود تھے، پندرہ پارے ہو چکے، روزانہ وہ کام کرتے ہین،

یہان سیرت کے متعلق بعض اچھی کتابین ہاتھ آئین، ہاں مطبوعاتِ یورپ یہان اکثر ملتی ہین آپ چاہین تو خرید سکتے ہین، مثلاً نفح الطیب، ابن الاثیر، جغرافیہ کا پورا سلسلہ وغیرہ وغیرہ،

آپ سے ملنے کی بہت ضرورت ہے، کہ آئندہ کوئی متفقہ پروگرام تیار ہو کر کارروائی ہو سکے،

شبلی، حیدرآباد

۱۵ راکتوبر ۱۹۱۳ء

(۳۸)

برادرم،

کان پور کا معاملہ جس طرح ہو فیصل ہو گیا، اب سردست اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہین،

ل دیکھو سلیمان ۱۴۵

اب فرمایئے ندوہ پر کب توجہ ہوگی، مدت سے میری رائے تھی اور اب تو بالکل موقع آگیا کہ تمام قومی کام قوم کے ہاتھ مین آجائین اور دو چار شخصون کی خود اختیاری مٹ جائے، ندوہ مین سب سے بڑی چیز ممبری کا انتخاب تھا، پہلے تو یہ سب ایک ہی جلسہ مین بغیر اطلاع سابق سب کچھ کرلیا کرتے تھے، مین نے مجبور کرکے کچھ قاعدے بنوائے لیکن اس کو خود غرضی سے برتتے ہین حالانکہ دستور العمل موجودہ مین علاج موجود ہے،

بہر حال اگر آپ پورے زور کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہون اور تمام حزب الاحرار کو متوجہ کرسکیں تو مین کلکتہ آکر دستور العمل اور دیگر کاغذات اچھی طرح آپ کے پیش نظر کر دون، میری معتمدی کا سوال نہین ہے، اور نہ اب مین خود یہ عہدہ لینا چاہتا، لیکن عام اسلامی اقتدار قائم ہونا چاہیے، اور عام انتخاب ہونا چاہیے،

سیرت کی وجہ سے میری نقل و حرکت سخت مشکل ہوگئی ہے، ہر جگہ ایک اونٹ کتابین لاد کر لیجانی پڑتی ہین، اور پھر کام نہین چلتا، یہان کچھ نیا سامان ہاتھ آگیا ہے، اور بلا توقع سابق ماہوار مین ۱۰۰ر اضافہ ہوگیا، اب تین سو ملین گے، گویا قیام بمبئی کا خرچ نکل آیا،

لکھنؤ سے مسعود[۵۱] مسلم گزٹ کا جانشین نکالنا چاہتے ہین کہ ندوہ کی صدا قائم رہے،

شبلی، حیدرآباد، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۳۹)

برادرم،

آپ نے یہ بدگمانی کیونکر کی کہ مشرف علی الموت ہو کر بھی ملازمت کا کانٹا دل میں باقی ہے،[۵۲]

---

[۵۱] مولوی مسعود علی ندوی [۵۲] دیکھو مکتوب ۵ کا فقرہ آخر،

ع یہ قصے ہین جب کے کہ آتش جوان تھا،

قدیم سے عادت ہے، اور اب روز بروز ضعف کی ترقی کی وجہ سے ایک دن کا ناغہ بھی سخت گران گذرتا ہے، ادھر طبیعت کی یہ حالت کہ ہزار کوشش سا پر ہفتہ مین بہت سے بہت دو تین دن لکھ سکتا ہون، باقی شب بیداری اور ناسازیِ مزاج کے نذر ہوتا ہے،

حیدر آباد عماد الملک کے بلانے سے آگیا تھا، حسن اتفاق یہ کہ اضافۂ منصب کی تحریک عماد الملک نے کردی، گو انھون نے میرے قیام بمبئی کے زمانہ مین بھی وہان اس کا ذکر کیا تھا، حیدر آباد سے بہت جلد نکلنا مقصود تھا لیکن عجیب اتفاق یہ کہ مکان ایسا دلخواہ اور تفریح بخش مل گیا ہے کہ لکھنؤ وغیرہ کہین توقع نہین، اس لیے نکلنے مین طبیعت ذرا کسمساتی ہے، اس کے ساتھ ایک اور بالکل غیر متوقع بات پیدا ہوگئی ہے، جو میری کم خوش قسمتی سے بہت ابعد ہے،

آپ کا تمام حیدر آباد مشتاق ہے، لیکن یہان کوئی شخص حدودِ ریاست کے اندر کوئی آزادانہ تقریر نہین کرسکتا، ایسی حالتون مین لوگ یہ کرتے ہین کہ رزیڈنسی کے حدود مین جلسے کرتے ہین جو بالکل شہر سے متصل ہے، اور ریاست کے تمام شائقین شریک ہوتے ہین،

مفصل انتظامات دریافت اور استصواب کے بعد لکھونگا،

والسرائے کے آنے پر بڑے بڑے انقلابات کا انتظار ہے، اور ایک دفعہ یہان کی سطح انتظامی بالکل الٹ جائگی، سید علی امام کو سب چاہتے ہین[1] لیکن حاشیہ بوسانِ بارگاہ حضور نظام پر بڑا اثر ہے سخت مخالف ہین،

---

[1] افواہ تھی کہ سر علی امام حیدر آباد کی وزارت پر ضرور آئین گے،

ندوہ کا قصہ اب ٹالنے کی چیز نہین، میرا کلکتہ کا آنا موقوف علیہ نہین ہے، میرے سر مین اس وقت سخت درد ہے، جا چکے تو دستور العمل او مجلس اخیر کے متعلق ضروری اطلاعات معہ اصل نصوص بھیجدونگا، تاکہ جو کچھ لکھا جائے بالکل قانونی الفاظ مین ہو،

الہلال وغیرہ نے احساس عام پیدا کر دیا ہے یعنی تمام اسلامی کامون پر لوگون کو مداخلت کا دعوی پیدا ہو گیا ہے، اسی اصول پر الہلال مین یہ صدا بلند ہونی چاہیئے اور قطعاً ملک متوجہ ہوگا، کم از کم ایک پرزور کمیشن تحقیقات اور درستی طریق عمل کے لئے قائم ہونی چاہیئے، اس مین پانچ ممبر ہون، مسٹر مظہر الحق اور مولوی عبد الباری بھی ہون (گو آخر الذکر میرے مخالف سہی)

آپ نے یہ نہ لکھا کہ کون سا کام لیکر بیٹھوں، مین خود بھی یہی چاہتا ہوں، لیکن ابھی تک مختلف مقاصد میں سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہین ہوتا، چاہوں تو خود سیرت کو ایک مقصد مستقل قرار دون، یعنی ایک اکاڈیمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام نادر تصانیف جمع کیجائیں، لوگوں کو وظائف بطور فیلوشپ کے دئے جائیں کہ سیرت کی اسٹیڈی کرین اور خاص اس فن مین ماہر بنین، اور سیرۃ پر تقریر و تحریر کرین، وغیرہ وغیرہ، اس مین بقدر ضرورت مالی اعانت بھی مل سکتی ہے،

ادھر خدام کعبہ کی طرف سے ممبری کا تقاضا ہے لیکن اس کی عالمگیری مقاصد مین حواس پریشان ہوا جاتا ہے، ایک دو کام ہو تو آدمی لے کر بیٹھے، مرتبہ اطلاق و تعمیم سے پریشان ہون،

ندوہ کا سالانہ جلسہ اگر کہین ہو جائے تو موجودہ نظامت کا شیشہ بالکل چکنا چور ہو جائے کیونکہ نظامت کی شرط اولین یہ ہے کہ جلسۂ عام سالانہ مین اتفاق رائے ہو،

درد بڑھتا جاتا ہے، پھر حاضر ہونگا،

تسلیم

شبلی، حیدرآباد،

۲۷ راکتوبر ۱۹۱۴ء

(۴۰)

تار

اگر آپ[1] اس اثنا مین ملجائے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا ہور نہ سب کارروائی بیکار ہو جائیگی، سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا پلین سمجھا دیتا،

۵ رنومبر ۱۹۱۴ء

---

[1] مولانا کا سب سے آخری پیغام، وفات سے چار دن پہلے،

(۱۴) مسٹر عبد الماجد بی، اے کے نام

(۱)

مجبی

کالج ابھی تو بند ہے، مین عید کی صبح کو چلون گا، وہان جو کچھ کہئے گا کرونگا، میان عبد الباری کے معاملہ مین کس کا قصور ہے، پبلک سے کسی کی سفارش کرنا اس وقت بہت آسان ہوتا ہے جب خود اس نے بھی پبلک مین پیش کیا ہو، سید سلیمان بلکہ عبد السلام و عبد الواجد تک کے لیے کسی سے کچھ کہنا نہایت آسان ہے، لیکن .... کی تمام داستان خود کہنی پڑتی ہے،

حمید[1] کے لئے جب مین نے کالج مین کوشش کی تو پورے دو برس تک کسی کو یقین نہین آیا، لوگون نے کہا یہ تو تم ہو حمید نہین ہین، ..... کو تقریر یا تحریر کسی صورت مین پیش کرنا تھا، ان کی ظاہری صورت سے بجز اس کے کہ کسی اسکول کا نیم تعلیم یافتہ شخص ہے، اور کیا متبادر ہوتا ہے، عربی دانی کا کوئی اثر ان کے چہرہ پر نہین ہے، مین ان کی قدر کرتا ہون اور ان کو قابلِ ترقی سمجھتا ہون، اور اس کے لئے آمادہ ہون کہ ... .. لیکن مین پبلک تو نہین بن سکتا،

پولیٹکل کروٹ کا مضمون آج لکھنے بیٹھا اور ختم بھی کر دیا، لیکن اب تو سب یہی بولی بولنے لگے ہین، اور آزاد تو مجھ سے آگے ہین،

شبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ء، بمبئی،

ملہ مکتوب الیہ نے ان کے بارے مین لکھا تھا کہ آپ علی گڑھ کالج مین انکا داخلہ آسان شرائط پر کرا دیجئے، یہ اس کا جواب ہے، حمید سے مولانا حمید الدین بی اے مراد ہین، اور "آزاد" سے مولانا ابو الکلام اڈیٹر الہلال، پولیٹکل کروٹ سے اسکا تیسرا نمبر مراد ہے، مندرجہ مسلم گزٹ

(۲)

تسلیم، ترجمہ پہونچا، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ خوش خط ہین، لیکن میری ضعفِ بصارت مستدعی ہے کہ ذرا جلی لکھئے، مارگیولیوس[1] کا پایہ جرجی زیدان سے بہت بلند ہے، وہ اس مکار کا خوشہ چین نہین، اس کی وسعتِ نظر بے انتہا ہے، اگرچہ اسی کے ساتھ سخت بددیانت اور غلط نتائج نکالنے والا ہے، مین نے اس کی کتاب کا پورا ترجمہ کرالیا ہے، میور کے مآخذ بالکل ضعیف و ناقابلِ اسناد ہین،

مین نے بلشاہرہ مترجم کے لئے اشتہار دیا تھا، متعدد گریجویٹ کی درخواستین آئی ہین، ہاشمی صاحب (خارج کردہ کالج) بھی انھین مین ہین، گو بی اے نہین ہین، کسی کو انتخاب کرنا ہوگا، اب میری معیت کی ضرورت ہے، آپ کی اسکیم اب کیا ہے؟ کاش آپ کے کسی کام مین مین آپکے کام آسکتا،

ولہاؤسن کا ترجمہ صرف وفات کا مطلوب ہے،

شبلی:

حیدرآباد،

(۳)

مجی،

سلام مسنون، دوسری قسط بھی ترجمہ کی پہونچی، ترجمہ[2] کی خوبی مستغنی عن الوصف ہے، آپ مجھے تحریر فرمائیے کہ آپ کس شغل مین ہین، اور آپ کی اسکیم کیا ہے؟

---

[1] مکتوب الیہ نے بہ تعلق (سیرۃ نبوی) انگریزی ترجمہ کی پہلی قسط بھیجی ہے ضمناً یہ بھی تذکرہ کر دیا ہے کہ انگریزی مستشرقین مین اسپرنگر، مارگیولیوس و میور دونون بہت بلند پایہ سمجھے جاتے ہین، گو مارگولیوس کا ایک ماخذ جرجی زیدان ہے، یہ اس کا جواب ہے،

[2] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ سیرۃ کے لئے دو ایک گھنٹہ روزانہ وقت نکال سکتا ہون، لیکن اسٹاف سے مستقل تعلق نہین پیدا کر سکتا، یہ اس کا جواب ہے،

میرے اشتہار پر جن لوگون نے درخواستین بھیجین ان مین سے مین نے ہاشمی کو بلایا ہے، ابھی تک وہ نہین آئے فرض کیجئے وہ نہ آئین تو کیا چار پانچ مہینہ کے لئے بھی آپ اسٹاف مین مستقل تعلق نہین رکھ سکتے، اصل یہ ہے کہ پہلی جلد مین اب انگریزی اقتباسات کی جو جگہین خالی ہین، اُن کے بغیر کام رُکا پڑا ہے، آپ صرف مترجم نہین بلکہ مصنف بھی ہین، اس لئے آپ کے سوا کوئی اور شخص مشکل سے میرے ارادون اور خواہشون کے موافق کام کر سکیگا

بہرحال جو فیصلہ ہو مطلع کیجئے گا،

ترجمہ مین آنحضرت کے متعلق واحد کی ضمیر نہ استعمال کیجئے بلکہ جمع کی،

مین اپنی مستقل قیام گاہ کا فیصلہ ابھی نہ کر سکا ممکن ہے کہ پیری اور ضعف کی بدہمتی مجھ کو وطن کی پابندی اور "بہ شہر خود روم و شہر یار خود باشم" پر آمادہ کرے، وہان مکان ہے، رعایا ہے، احباب ہین، عزیز ہین غرض ایثار کے سوا سب کچھ ہے،

پولٹیکل معاملات مین جو طوائف الملوکی پیدا ہو گئی ہے سخت قابل نفرت ہے، وزیر حسن اور امیر علی کا کیا مقابلہ ہے؟ قوم حقیقت مین سر سید مرحوم کے وقت مین بھی اندھی تھی، اور اب بھی ہے،

شبلی، ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء،

(۴)

مجی،

سلام مسنون، مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خیالات اور تجویزات[۱] سے مفصل مجھ کو اطلاع دی،

---

[۱] مکتوب الیہ نے اپنی اسکیم سے اطلاع دی ہے اور یہ لکھا ہے کہ مو عام دنیوی عہدہ مجھے پسند نہین، علمی شغف کے طریقہ کی کوئی صورت نکل سکے تو بہتر ہے، میری کتاب "فلسفہ جذبات" اس وقت تک طبع نہین ہوئی ہے، لیکن مکمل ہو چکی ہے عبد الحق صاحب سے مولوی عبد الحق بی اے، سکریٹری انجمن ترقی اردو مراد ہین،

مگر آپ نے اس کا لحاظ نہیں کیا کہ قدیم مصنفین اور بانیانِ فن (ابن سینا، طوسی، رازی، ابن رشد وغیرہ) نے سرکاری ملازمتوں کے ساتھ علمی خدمتیں انجام دی ہیں، ہر سید کے مہمات مشاغل صدر الصدوری کے زمانہ کے ہیں، خالص علمی خدمت کے لئے دنیا میں بہت کم موقع ہے، یعنی دائرہ نہایت تنگ ہو جاتا ہے،

یہاں فیلوشپ کا اب تک طریقہ نہیں، مشرقی جامعہ کے بعد جو جلد قائم ہوگا (یعنی اس سال) یہ طریقہ جاری ہوگا، لیکن معلوم نہیں یہیں کے لئے یا باہر والوں کے لئے بھی، نواب عماد الملک سے میں نے ابھی بذریعہ ایک خط کے پوچھا ہے، اتفاق یہ کہ آپ کے خط پہونچنے کے وقت ان کا دستی خط آیا تھا اور میں جواب لکھ رہا تھا، عبد الحق صاحب آپ کی کتاب بھیجدیتے تو میں عماد الملک کو دکھلا سکتا،

ہاں فوراً ایک امر کامل غور اور مشورۂ احباب کے بعد لکھ بھیجئے، میں اب واپس آنا چاہتا ہوں، لکھنؤ خواہ مخواہ قیام کرنا پڑیگا، لیکن دار العلوم کے حالات اور ارکان کے تعلقات و خیالات کے لحاظ سے ایسا تو نہ ہو کہ مجھکو تکلیف ہو، یعنی گو میں کسی معاملہ میں دخل نہ دونگا لیکن حالات بہرحال کانوں میں پڑیں گے، اس سے شاید کوفت ہو، میں سیرت کی پہلی جلد ۴-۵ پانچ مہینہ میں تمام کرنا چاہتا ہوں، اور اس زمانہ کو نہایت سکون کے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہوں، میں نے سید سلیمان کو بلایا ہے، غالباً وہ آجائیں اگر آپ صرف ۴-۵ مہینے کے لئے صیغۂ انگریزی کی افسری اور مہتمی کا کام انجام دیتے تو پہلی جلد نکل جاتی، مجھکو معلوم نہیں کہ یورپ کے بیشمار ذخیرہ میں سے کیا کیا چیزیں لینے کے قابل ہیں، اور عام مترجم بتا نہیں سکتے، یہ کام کون کرے،

شبلی، ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

حیدرآباد،

(۵)

جناب من،

مین نے مولوی عبدالحق سے آپ کی کتاب سائیکالوجی مانگی تھی، کہ عماد الملک بہادر کو دکھلاتا جو بہرحال فائدہ سے خالی نہ تھا، انھون نے لکھا کہ وہ کتاب مذکور واپس بھیج دیجئے نیز انھون نے لکھا کہ وہ کتاب چھپ رہی ہے، بعد اشاعت عماد الملک کو دکھلاؤ، مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا،

عنقریب آتا ہون، کوئی مکان ۲۰، ۲۵ کرایہ کا اچھا مل سکے تو نظر مین رکھئے،

شبلی، ۲۷ نومبر ۱۹۱۳ء

(۶)

مجی، سلام مسنون،

دلہاؤس کے مضمون سے اب مقدم ضرورت یہ ہے عرب کے متعلق انسائیکلوپیڈیا وغیرہ سے ایک مضمون جو قریباً دس بارہ صفحون کا ہو، یا بشرط ضرورت اس سے زیادہ لکھدیجئے جس مین امورِ ذیل کے متعلق معلومات ہون،

عرب کی قدامت،

عرب مین کون کون حکومتین قائم ہوئین،

حمیری، سبائی، نابتی خاندانون کے مختصر حالات اور ان کے کتبے،

عمارات قدیم مثلاً غمدان، مآرب، حصن ناعدا،

تہذیب و تمدن،

مین جلد تر روانہ ہونا چاہتا ہون، لیکن واقعات میرے اختیار مین نہین، آپ نے میرے ضروری

خط کا جواب نہیں لکھا،

شبلی،

۲۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء

(۷)

جناب ماجد[1] صاحب زاد لطفہ،

یورپین تصانیف کے متعلق سیرت کا ٹکڑا بھیجتا ہون، اس مین دو باتین مطلوب ہین،

۱- انگریزی نام انگریزی حرفون مین لکھ دیئے جائین (جہان کہ صرف اردو خط مین ہین)

۲- مصنفین یورپ کا جو نقشہ دیا ہے، اس مین معمولی اور کم حیثیت تصانیف کو قلم زد، مثلاً جان ڈیون پورٹ کی کتاب اِس نقشہ کے تمام نام انگریزی خط مین لکھدیئے جائین،

شبلی،

۶ر جنوری ۱۹۱۴ء

(۸)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ،

یورپ کے خرافات متعلق اسلام کا میرے پاس پہلے سے بڑا سرمایہ ترجمہ شدہ موجود ہے، اس کے متعلق آپ کچھ نہ لین، فارسٹر کا جغرافیہ تاریخی شاید آپ کے پاس ہے اس مین عرب قدیم کے متعلق معلومات مفیدہ ونادرہ انتخاب فرمایئے،

گلازر کو الہ آباد لائبریری سے دریافت فرمایئے کہ وہان ہے یا نہین،

شبلی،

۹ر جنوری ۱۹۱۴ء

[1] یہ دستی رقعے ہین،

(۹)

اسلام کے وقت روم، فارس، ہند کی تمدنی و اخلاقی کیا حالت تھی؟ اس کو تلاش کرکے لکھئے،
"مورخون کی تاریخ عالم"، کا آپ کیا ذکر کرتے ہین، مین نے اکثر سنی ہے، اسلام کے متعلق محض عامیانہ
معلومات ہین،

شبلی ۹ر جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی،

اب تو (رسالہ کے پیرایہ مین) آپ کے احسانات فوق الحد ہوتے جاتے ہین، مولوی امیر علی
کا ترجمہ مقصود نہ تھا[1]، بلکہ ان کے ماخذون سے لینا مقصود تھا، مین ان کا حوالہ نہین دیسکتا،

ع آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

شبلی، ۱۲ر جنوری ۱۹۱۴ء،

(۱۱)

مکرمی جناب عبد الماجد صاحب بی اے،

اس وقت ایک نہایت ضروری مشورہ کی غرض سے آپ کو تکلیف دیتا ہون[2]، شبلی، ار فروری ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے "اسپرٹ آف اسلام" باب اول کی تلخیص کرکے بھیجی ہے، [2] مسٹر عبد الماجد صاحب فرماتے ہین :- تحریر بالا شب کو ملی، مین اسی وقت گیا، مولانا بہت دیر تک تخلیہ مین گفتگو کرتے رہے، ما حصل یہ تھا کہ گورنمنٹ آجکل مجھ سے بدظن ہے خصوصاً معاملۂ کانپور کے متعلق میری نظمون سے، حاذق الملک حکیم اجمل خان مجھے آج مسٹر برن چیف سکرٹری کے پاس لے گئے تھے وہ بہت کبیدہ تھے، حالانکہ اس سے پیشتر نہایت اخلاق و تپاک سے ملتے تھے، تم اس کے نام ایک مفصل چٹھی اس مضمون کی میری طرف سے لکھدو کہ مین مدت العمر کبھی انگریزی گورنمنٹ کا بدخواہ نہین رہا ہون، میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ فرق

(۱۲)

مجی،

جس خط[1] کے لئے مین نے شب کو کہا ہے، وہ آدمی کے ہاتھ نہ بھیجےگا، یہ بھی مناسب موقع پر بڑھا دیجیگا کہ مین نے اپنے کانشنس کے مطابق معاملہ مین پانچ ارکان کو ساتھ لے کر جو کیا باوجود اس کے کہ بعد کو پبلک کے شور وغل کی وجہ سے سب نے اخبارات کے ذریعہ سے اپنی برات ظاہر کی اور یہ لکھا کہ ہم نے فلان شخص کی وجہ سے مجبور ہو کر ایسا کیا، لیکن حرف مین اپنی راے پر اپنے فرض کے مطابق قائم رہا،

شبلی،

(۱۳)

مکرمی ماجد صاحب،

۱۔ اب آپ کیا کر رہے ہین،

۲۔ انگریزی کتابون مین دیکھئے حسب ذیل کتابین ہین یا نہین: ۱۔ بنٹ ۲۔ ولسیٹڈ ۳۔ جغرافیہ فارسٹر (دوسری جلد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل) مغرب کے درمیان یگانگت بڑھے، اور ایک دوسرے کی طرف سے جو غلط فہمیان مدت دراز سے چلی آتی ہیں دور ہون، چنانچہ اس پر میری تمام تصانیف شاہد ہین، اس سے بڑھکر یہ کہ گذشتہ مین مین نے الندوہ مین ایک مستقل مضمون کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسلمانون پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہباً فرض ہے، اور اسی سال ندوہ کے سالانہ جلسہ مین وفاداری کا ایک رزولیوشن بھی پاس کرایا، پھر معاملہ مولوی عبدالکریم مین مجھے محض اس جرم پر کہ مین نے اپنے ضمیر کے مطابق ایک باغیانہ مضمون کی، شاعت بند کی، اخبارات مین گالیان سننا پڑین، رہا واقعہ کانپور کے متعلق نظمین تو وہ ایک ہنگامی جوش کا نتیجہ تھین جس مین سارے ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ مین بھی شریک تھا،

[1] رقعہ ذیل بھی اسی کے متعلق ہے،

۳۔ مضمون دار المصنفین کا جو انگریزی ترجمہ آپ نے کیا تھا مبیضہ کی دفتی مین ہے، میان مسعود سے رجسٹرڈ بھجوا دیجئے،

۴۔ سرقہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی، داخلِ دفتر یا زیرِ تحقیقات،

۵ میان مسعود کا پتہ کیا ہے،

۶۔ میان مسعود سے پوچھئے کہ کمرہ بند ہے تو خوش نویس کیا کرتے ہون گے، اور خود کمرہ کی حفاظت کا کیا بندوبست ہے، جبکہ ڈنکے کی چوٹ چوریان ہوتی ہین،

۷۔ جواب مفصل لکھئے،

مولوی ابو الکلام آئے تھے، اور کہہ گئے تھے کہ ندوہ دیکھنے جاتا ہون،

شبلی، ۲۸ر فروری ۱۹۱۴ء

الہ آباد

(۱۴)

تسلیم، کارلائل وغیرہ کو ہات نہ لگایئے، وہ عربی مین موجود ہے، گبن کی بھی ضرورت نہ تھی سید مرحوم کے ہان اس کا پورا ترجمہ قلمی موجود تھا، اور مین نے بار ہا پڑھا ہے، مین نے جن کتابون کے نام پر نشان کردیئے ہین وہ قابلِ ترجمہ ہون تو ان کو لیجئے،

فارسٹر کا ایک نسخہ تو اب آیا ہے، لیکن پہلے نسخہ کی صرف ایک ہی جلد ہے یا دونون، وہ نسخہ حیدرآباد کا ہے اور تقاضا آیا ہے، بھوپال سے ابتک جواب نہین آیا پھر لکھتا ہون، یہان مین دونون وقت کھانا کھاتا ہون، اور بہت صحیح ہون، اس لئے ابھی تو یہین رہونگا،

عبد السلام کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے وہ کیون رُکین گے، یون ہی بہتر ہوگا کہ کوئی نیا شخص طیار کیا جائے، اگر تاریخی کتابون سے فراغت ہوچکی تو فلسفۂ مذہب کو لیجئے، میری الماری مین چند کتابین ہین،

شبلی، الہ آباد،

۳ر مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

حسب ذیل مضامین سے وقتاً فوقتاً تحریر فرمایئے، لیکن خاص اقتباسات بھی ہون کہ بعینہٖ نقل کرسکون، الحاد ورد الحاد پر دو کتابین انگریزی مین دفتر سیرت مین ہین، وجود باری کے دلائل، مذہب کی تائید وتردید، نکاح، طلاق، وراثت کے اصول (عقلی و تمدنی حیثیت سے) نیز ان چیزون کی تاریخ، اثبات روح یا تردید،

میان عبد السلام تو کلکتہ جا رہے ہین، اب رسالہ کا کیا ہوگا، ہمت نہین ہارنی چاہئے،

شبلی، ۵ر مارچ ۱۹۱۴ء،

الہ آباد،

(۱۶)

مکرمی،

اجزا پہونچے، یہ ملحوظ رکھئے کہ آپ کبھی کسی حالت مین دو ڈھائی گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام

لہ اس زمانہ مین ارادہ یہ ہوا کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک خالص علمی رسالہ المعارف کے نام سے نکالا جائے، ذمہ دار اڈیٹر مولوی عبد السلام صاحب ندوی تجویز ہوئے ہین، مگر وہ الہلال کے اسٹاف مین کلکتہ جا رہے ہین،

نہ کیجئے، اس قدر کافی ہے، اس مین جتنا ہو جائے، مضمون کے لئے کتابون کا دیکھنا یا مہیا کرنا بھی ابھی گھنٹون مین داخل ہے،

مذہب یا الحاد پر دیسی تحقیقات کی ضرورت نہین جو آپ نے الکلام[1] کے لئے کی تھی، ایک دو مستند کتابین کافی ہین، ہان نکاح، وراثت، تعزیرات، تعددِ ازواج کی تاریخ اور ان کے جدید اصول کے متعلق لکھنے کی بھی ضرورت ہے،

شبلی،

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

مجیؔ،

خط پہونچا، سید کرامت حسین[2] کی کتاب مولوی ابوالکلام مجھ سے لے گئے، کہ وہ خود ریویو لکھ دین گے، حیدرآباد کی نسبت آپ کا خیال[3] صحیح نہین، مولوی سید حسین صاحب کی نسبت یہ خیال کہ بحیثیت پریسیڈنٹ انجمن اردو آپ کی کتاب پڑھ چکے ہون گے، عجیب حسن ظن ہے، مولوی صاحب موصوف نے مشاہیر مصنفین کی کتابون کے بھی دو ہی ایک صفحے پڑھے ہون گے، اس کے علاوہ بڑی چیز وہان شہرت ہے، جب تک کوئی شخص عام شہرت نہ پیدا کرے لوگون کو خود حضور نظام سے سفارش کرنے مین تامل ہوتا ہے، اس کے لئے ابھی دیر ہے اور نہ اس کی کوئی مثال موجود ہے، میرے لئے جب مولوی صاحب موصوف نے

---

[1] مکتوب الیہ نے الکلام پر چند نمبرون مین ناقدانہ مضمون لکھا تھا، [2] مولوی سید کرامت حسین صاحب کی کتاب علم الاخلاق کا نیا اڈیشن شایع ہونے والا ہے، مکتوب الیہ نے مولانا سے تحریک کی ہے کہ یہ آپکے مقدمہ کے ساتھ شایع ہو، اس کا ذکر ہے، [3] حیدرآباد کی فیلوشپ وغیرہ کے تذکرہ کا جواب ہے،

سفارش کی تھی تو حضور نظام نے خود جواب مین لکھا تھا کہ مجھکو خوشی ہوئی کہ ایسے شخص کے لئے آپنے سفارش کی، اور مین ان کی سب تصنیفات اپنے پاس رکھنا چاہتا ہون، بہرحال اس کی امید سردست نہین ہوسکتی، فلسفہ کے باب مین میری سفارش تحسین ناشناس ہوگی، البتہ اگر مولوی عبدالحق ان کو خوب یقین دلادین تو شاید کوئی صورت ہوسکے،

آپ نے مذہب پر آج ایک ٹکڑا بھیجا، لیکن ابھی تو نولدیکی کا مضمون قرآن باقی ہے، وہ پورا کر کے بھیجئے مین نے اور عنوانات جو پہلے لکھے تھے ان کا بھی خیال رکھئے،

مولویون نے میرے کفر کے فتوے چار پانچ لکھکر بھوپال بھجوائے ہین، اور اشاعت کفر مین سفرائے ندوہ سے کام لیا جارہا ہے، آفتاب احمد خان اور علی گڈھ کی سخت پارٹی اصلاحِ ندوہ کی مخالفت اور حالات موجودہ کی حمایت پر جان لڑا دینے کے لئے آمادہ ہے،

یہ ہے ہمارا خلوص، خیر زمانہ گو حقیقت شناس نہین ہے تاہم سچ ہمیشہ نقاب مین نہین رہے گا،

شبلی، ۱۱ر جون ۱۹۱۴ء،

بمبئی،

(۱۸)

جناب من،

نولدیکی کا مضمون متعلق قرآن شریف آپ نے ناتمام چھوڑ دیا، پورا کر کے بھیجدیجئے، انگریزی کتابون مین ایک کتاب قرآن مجید کی تاریخی ترتیب پر ہے، اس کا یا اس کے اقتباسات کا ترجمہ ارسال فرمایئے،

مشکل یہ ہے کہ اب ضرورت پڑتی ہے کہ مترجم کی معیت ہو، اور یہان اس قدر رہنے کا ارادہ ہے

کہ ایک جلد بہمہ وجوہ طیار ہو کر نکل جائے، گذشتہ مہینون مین فضول وقت بہت ضائع ہوا،

ندوہ کو جس قدر سنبھالا جائے، بگڑتا جائے گا، اگرچہ اس سے اس قدر نفع ہوا کہ یہ لوگ ندوہ

کے کامون مین زیادہ سرگرم ہو گئے ہین، اور شاید عمارت وغیرہ مین کچھ کام چل جائے، رہا نصاب تعلیم

تو اسے زمانہ خود درست کرے گا، ندوہ دیوبند نہین بن سکتا اور خود دیوبند کب تک دیوبند رہ سکتا ہے،

تاریخی نظمون کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے، الہلال دیکھئے گا، یہان بڑا سکون اور خاموشی ہے،

دن بھر چپ چاپ گذر جاتی ہے، کوئی جھانکتا تک نہین،

شبلی، بھائی کلہ، بمبئی،

۱۶ر جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۹)

اصل[1] یہ ہے کہ مین نے آپ کا مطلب ہی نہین سمجھا تھا مین اخبار کے لئے ریویو سمجھا تھا،

رسالہ سامنے تھا مولوی ابو الکلام نے دیکھا اور مانگ لیا، بہر حال اب کلکتہ سے منگوایا ہے،

بقیہ ترجمہ نولدیکی پہونچا،

شبلی،

۲۰ر جون سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ مولوی کرامت حسین صاحب کی کتاب پر بجز آپ کے یا مولانا حالی کے کسی اور شخص کا مقدمہ لکھنا اسکی توہین کرنا ہے، اگر آپ کو فرصت نہین تو اس کا بغیر کسی مقدمہ کے شایع ہونا یقیناً بہتر ہے، اس کا جواب،

(۲۰)

تسلیم، آپ ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست کتب انگریزی مین ایک کتاب ہے جس کا اردو نام آپ نے "قرآن کی تاریخی ترتیب" لکھا ہے، یہ کتاب ہمارے کام کی ہوگی، اس کا ترجمہ یا اقتباس ارسال فرمایئے[1] باقی نواب علی حسن خان صاحب سے منگوا سکتا تھا، تو یہی کارڈ کافی ہوگا، البتہ تلاش کرنے کی زحمت آپ کو ہوگی کتابین الگ صندوق مین ہین، نواب صاحب نکلوا دین گے،

سیرت کے ترجمۂ انگریزی کا ذمہ مسٹر محمد علی نے لیا، براہ راست کرنل عبید اللہ خان سے خط و کتابت ہو کر،

شبلی، ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۴ء، بمبئی،

(۲۱)

کارڈ پہونچا، ہرگز ہرگز اس کا ترجمہ نہ کیجئے، ایسی کم رتبہ چیزون کا ترجمہ مقصود نہین،

شبلی،

۲۸ جون سنہ ۱۴ء،

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ "قرآن کی تاریخی ترتیب" جس کا آپ ترجمہ چاہتے ہین، نہایت ہی ادنی درجہ کی کتاب ہے، اس کے آگے اس کے کچھ اقتباسات نمونہ کے طور پر دیکر دریافت کیا تھا کہ اب کیا ارشاد ہے، یہ اس کا جواب ہے،

(۱۴) ابوالکمال سید عبدالحکیم صاحب[1] دسنوی کے نام

(۱)

تسلیم، مین چھ سات مہینہ سے بیمار ہون، موازنۂ انیس ابھی مطبع[2] مین نہین گئی، مولانا حالی نے شاید اب تک اپنا رسالہ ختم نہین کیا، کتب مشتہرہ مین سے ہربرٹ اسپنسر کی کتاب چھپ گئی اور عنقریب شائع ہوگی، باقی زیر طبع ہین،

الکلام، سرکاری کتاب ہے، اس مین تخفیف قیمت نہین کرسکتا،

ملازمت نے مجھ کو حیدرآباد کے آنے پر مجبور کیا، مولوی سلیمان چند روز تک میرے ساتھ رہتے تو اچھا ہوتا[3]، وہ جوہر قابل ہین،

شبلی نعمانی، حیدرآباد،

۲۷ نومبر ۱۹۰۴ء

(۲)

جناب من،

سلام مسنون، کارڈ پہونچا، مشکور فرمایا، لکھنؤ مین[4] جو پارٹی میری مخالفت پہلے سے تھی،

---

[1] مولانا کے حلقۂ احباب و معتقدین مین ہین، دسنہ ضلع پٹنہ وطن ہے، قومی کامون سے بے انتہا دلچسپی لیتے ہین، مولانا کی تمام تحریکون مین سب سے پہلے حصہ لیتے، اخبارات مین ان کی تائید مین مضامین لکھتے تھے، [2] مولانا اس وقت انجمن ترقی اردو کے سکرٹری تھے، اور اسی حیثیت سے یہ خط ہے، [3] مولانا ابتک ندوہ نہین آئے تھے، [4] میر عبدالکریم کے واقعہ کے متعلق یہ خط ہے، دیکھو سلیمان ۴۷،

اس نے موقع پاکر اس قصہ کو طول دیا اور ایک جتھا بنالیا ہے، جو مختلف اخبارون مین مضامین لکھتا ہے، یہ ایک باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہے جو........ وغیرہ کی طرف سے کیجارہی ہے،

حیرت یہ ہے کہ مین نے اس معاملہ کو گورنمنٹ تک پہونچانے مین مطلق حصہ نہین لیا، البتہ جب سب نے ہی کہا تو مین نے بھی اتفاق کیا، اس پر یہ حال ہے کہ آپ الگ ہین، نفاق کا یہ حال ہے کہ پبلک مین اپنی علیحدگی دکھاتے ہین، اور گورنمنٹ افیسرس سے مل کر تمام کام انجام دیے، مجھکو خبر تک نہین ہونے پائی، حکام سے ملنا خط و کتابت کرنا چھ مہینہ کی معطلی کا ممبرون سے منظور کرانا مجھکو ذرہ بھر اس سے تعلق نہین،

سیرۃ نبوی کے متعلق روحانیات[1] سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر اخلاق اور تقدسِ نفس مراد ہے تو یہ لازمۂ نبوت ہے، بلکہ نبوت اس کا نام ہے، اس مین کیونکر کوئی شخص کمی کر سکتا ہے، اور اگر اور کچھ مراد ہے تو تحریر فرمایئے،

آج کل کے ریاکارون نے دوسرون سے بدگمان کرنے کے لئے بہت سے الفاظ تراشے ہین، ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ فلان شخص مین روحانیت نہین، فلان شخص عالم ہے، لیکن دیندار نہین، لیکن انہی دیندارون کو مہینون دیکھا ہے کہ نمازِ فجر کبھی نصیب نہین ہوئی، باوجود اس کے انکی دینداری اور روحانیت مین ذرہ بھر فرق نہین آتا،

یقین فرمایئے زمانہ کی خربازاری دیکھکر دنیا مین زندگی وبال معلوم ہوتی ہے، خواص تک عوام بن گئے ہین، حق و باطل کی تمیز کا مادہ مسلوب ہوگیا ہے، مدینہ یونیورسٹی کے نصاب پر جو کچھ یہ حضرات

---

[1] مخالفین معترض تھے کہ سیرت مین روحانیت نہین ہوگی، مکتوب الیہ نے اسی کے نسبت پوچھا تھا،

لکھ رہے ہین، کیا سچائی پر مبنی ہے، صرف یہ کاوش ہے کہ اِن کا نام کیون نہین لیا گیا،

قرآن شریف پر نقطے حجاج بن یوسف نے لگائے، اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حجاج پر قوم کو بھروسا نہین، بلکہ وہی منقط قرآن آج تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے، موجودہ عمارتِ کعبہ بھی حجاج کی ہے،

بلاغت کا پورا فن جس سے قرآن مجید مین ہر جگہ کام لیا جاتا ہے جاحظ، عبد القاہر جرجانی، سکاکی، کا بنایا ہوا ہے، یہ سب معتزلی تھے، کسی نے نہین کہا کہ ان پر قوم کو اعتماد نہین، تفسیر کشاف تمام محدثین تک پڑھتے تھے، حالانکہ اس مین اعتزال بھرا ہوا ہے،

قوم مین جب نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے تو وہ کسی چیز سے نہین ڈرتی، اس کو خود بھروسا ہوتا ہے کہ وہ خذ ما صفا کر لیگی جب علم نہین رہتا اور حسد اور رشک کے سوا اور کوئی جوہر نہین موجود ہوتا تو لوگ اس قسم کی باتین کہکر اپنا دل خوش کرتے ہین، اور لوگون کو بدگمان بناتے ہین،

اربابِ دیوبند نہایت زاہد اور متقشف ہین، اس کے ساتھ وسیع النظر بھی نہین ہین، تاہم چونکہ مخلص ہین، اس لیے شور و شر نہین مچاتے، کوئی پوچھتا ہے تو جو جانتے ہین بتا دیتے ہین،

غرض یہ قصہ طول ہے، مین اب تک لکھنے سے بھی عاجز ہون، جوش مین آکر کیا کیا لکھ گیا، لیغفر اللہ لی،

شبلی، ۲۹ رمئی سنہ ۱۹۱۳ء،

بمبئی،

(۳)

سلام مسنون، عنایت نامہ پہونچا، مشکور فرمایا، لڑکون کے تار[1] پے در پے نہایت الحاح کیساتھ

---

[1] طلبا ے دار العلوم،

آئے کہ استعفا[1] واپس لون، مین نے ان کو جواب مناسب لکھدیا ہے، قدردان احباب کے خطوط بھی آرہے ہین، شاید جابجا جلسے بھی اظہار افسوس کے ہون، لیکن خیال فرمایئے چارہ کیا تھا، یقین سمجھئے کہ اگر یہ ظالم قدم قدم پر روڑے نہ اٹکاتے تو ندوہ اب تک کہان پہونچا ہوتا، دلی کا جلسہ آغاخان کا بلانا، اور سالانہ مقرر کرانا، رام پور کے تعلقات، گورنمنٹ سے صفائی کے وسائل اولین، سید رشید رضا کی آمد، یہ تمام باتین، ان سبھون کی مخالفت کے ساتھ انجام دی گیئن، اور بعض واقعات کو پہلے ان سے مخفی رکھا گیا،

بات یہ ہے کہ جب کسی بڑی جگہ سے ندوہ کو روشناس کیا جاتاہے تو یہ مخالفت کرتے ہین، اس بنا پر کہ روشناسی کا ذریعہ وہ خود نہین ہوتے، مین نے ان کو بارہا کہا اور موقع دیا کہ آپ خود تحریک کیجئے، لیکن اگر کی بھی تو کسی نے ذرا توجہ نہ کی،

بہرحال اب تو ایک دو برس، ان بدباطنون سے نجات رہیگی اور دربار رسالت کا آستانہ ہوگا[2]

شبلی، ۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۳ء،

(۴)

جناب من،

تسلیم، سیرت کے ابھی تک صرف تین سو صفحے ہوئے ہین جو اصل کتاب کا پانچوان حصہ ہے میری نظمین ضبط نہین ہوئی ہین، بلکہ اور لوگون کی نظمون کا ایک پمفلٹ کلکتہ سے شایع ہوا تھا، اس مین میری صرف ایک نظم تھی، سید سلیمان اس سے بخوبی واقف ہین ان سے دریافت فرمایئے[3]،

---

[1] دارالعلوم کی معتمدی سے، [2] دیکھو سلیمان ع ۶۷

ین نظم پر باوجود ہزاروں شعر کہنے کے بالکل قادر نہین، یعنی بغیر کسی خاص فوری تاثر کے ایک حرف نہین لکھ سکتا، بارہا احباب نے فرمائشین کین اور کئی کئی دن تک طبیعت پر زور ڈالا لیکن کچھ نہ کہہ سکا، اس لئے طالبِ معافی ہون،

سیرت کے بعض مواد کی تلاش مین بمبئی سے یہان چلا آیا ہون،

شبلی، ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۳ء

از حیدرآباد،

(۵)

تسلیم، پمفلٹ نہین بلکہ سلسلۂ مضامین کا ارادہ ہے[^1]، پرچہ کون نکالے، مین کسی کام کا نہین رہا، سید سلیمان پونا گئے اور جانا ناگزیر تھا، سید سلیمان کے مقابلہ مین پانچ بی اے تھے جن مین سے دو ایم اے تھے، لیکن کوشش کی گئی اور وہی کامیاب رہے، سال بھر مین چھ مہینہ کی چھٹی ہوتی ہے، تین تین مہینہ کی مستقل،

ندوہ مین تو سردست اسی قدر تعلق ہے کہ مستعد طلبہ آتے ہین اور ان کا ایک سبق[^2] خاص تحقیقات کے ساتھ اپنے ذمہ لے لیا ہے، حالت یہ ہو رہی ہے کہ برس چھ مہینے مین ادھر یا ادھر کوئی فیصلہ ہو جائیگا، سرکاری انسپکٹر آیا تھا اس نے سخت رپورٹ لکھی اور اعانت سرکاری کے بند ہو جانے کا خوف دلایا،

شبلی، ۱۶ر جنوری ۱۹۱۴ء

[^1]: متعلق معاملاتِ ندوہ
[^2]: بخاری شریف کا درس دیکھو ۱۲-۲۳

(۶)

مکرمی،

تسلیم، جو خط اتفاقاً جواب دینے سے رہجاتا ہے، نہ وہ محفوظ رہتا ہے، نہ اس کا مضمون یاد ہے، آپنے خط مین کیا تحریر فرمایا تھا،

ضعف کی وجہ سے کچھ لکھا نہین جاتا، کچھ بھی لکھ سکتا ہون، تو سیرۃ کے سوا اس قوت کو صرف کرنیکی ہمت نہین ہوتی، اس لئے ندوہ پر کچھ نہ لکھ سکا،

ملک مین اضطراب[1] تو ہے لیکن اتنے سے کیا ہو سکتا ہے خودغرض بہت سخت دل ہین،

شبلی، ۲۰ر مارچ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام مسنون، مین نے پانچ مہینہ پہلے آپ کی تحریک پیش کی تھی[2] لیکن ندوہ والے راضی نہین، ان کے نزدیک میرا لکھنؤ مین قیام بھی مضر ہے،

یہ عزم ہو چکا ہے، سردست تو مین بمبئی مین رمضان کے بعد چند عربی خوان طلبہ کو بلاؤنگا ان مین ایک معین الدین استھانوی بھی ہے[3]، پھر کچھ اور انتظام کرونگا،

شبلی، ۱۹ر جولائی ۱۹۱۴ء

بمبئی،

---

[1] متعلق حالاتِ ندوہ اور مولانا کے استعفا کے متعلق [2] یعنی یہ کہ دار المصنفین ندوہ کے اندر قائم ہو،
[3] مولوی معین الدین ندوی کا نام مکتوب الیہ کے قریب ... کی وجہ سے لیا ہے،

(۱۵) مولانا سید عبدالحئی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

خط متعلق تحریر دعا نامہ موسومہ نواب بھاولپور پہونچا، مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہ نہایت دنارت کی بات ہے کہ موقع جشن پر اور منگتون کی طرح، ندوہ کا وفد بھی اپنا بھیجن گائے،

علماء کی شرکت اسی قسم کے خیالات پیدا کرتی ہے،

کیا علی گڈھ کالج بھی ایسی بدہمتی کر سکتا ہے؟

شبلی، ۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء

(۲)

حیدرآباد کا وفد طیار ہے، اب مصارف سفر کے لئے روپے نکلوا دیجئے، اگر شاہ ابو الخیر صاحب بھی لیے جائین تو رقم زیادہ ڈبل ہو گی،

سید سلیمان کا چلنا بھی مناسب ہو گا، اور شاہ صاحب[1] تو سب پر مقدم ہین،

شبلی،

الہ آباد،

۱۷ر نومبر سنہ ۱۹۰۷ء

---

[1] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی،

(۳)

مکرمی،

شاہ صاحب[1] کا خط میرے پاس بھی آیا ہے، کہ بمبئی آئین گے، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اِس غرض آتے ہین کہ یہان سے براہ دریا کراچی جائین گے، مجھکو اس سے کیا غرض، حیدر آباد چلنا ہے کراچی کے بعد ہی سہی،

شاہ ابوالخیر کی چندان ضرورت نہین معلوم ہوتی، لیکن ڈر ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائین مین تو بالکل طیار ہون، لیکن تنہا کیونکر جاؤن، غالباً جنوری سے پہلے کوئی نہ آئیگا، اس لئے شروانی صاحب کو لکھئے کہ اس سے اچھا کیا موقع ہے کہ کراچی سے بمبئی آئین یہان سے ساتھ حیدر آباد چلین گے، وہ خود بھی حیدر آباد کے شایق ہین، پاؤن کے بننے مین ابھی دیر ہے، لنگڑا ہی بن کر جانا ہوگا، روپے کی بینک ضرورت ہوگی، لیکن ابھی کیا مانگون کیا معلوم لوگ آتے ہین یا نہین،

رپورٹ دار العلوم بہت سی بھجوا دیجئے، ہر جگہ تقسیم کرنی ہوگی،

شبلی، ۲۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء

(۴)

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا خط آیا،

۱- ٹبلر کی ترقی بھی ہم لوگون کو مضر ہوتی ہے، کیا قسمت ہے، بہر حال وہ کاغذات ٹبلر نے کس محکمہ مین کس کے پاس بھیجے یا آپ کو واپس کئے، مفصل لکھئے، آپ تو اجمال سے کام لیتے ہین، ان کی باتون سے کیا ان کا صاف

---

[1] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی،

ہونا ثابت ہوتا تھا،

۲- ٹلر صاحب شملہ گئے ہون گے، کیا وہان کوئی شخص مل کر ان سے ان کے جانشین کے نام سفارشی خط نہین لے سکتا،

۳- جب ایک مہینہ کے بعد بھی میرا آنا جلسہ کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو ان تاریخون مین حیدرآباد کیون نہ ہو آؤن، شاہ سلیمان صاحب کو تار دیجئے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے، اور جواب سے فوراً مطلع فرمائیے،

۴- کیا منشی احتشام علی صاحب جلسہ عام پر لکھنؤ مین راضی ہین،

۵- چند طلباء کو عربی تقریر کی مشق کا حکم دیجئے،

۶- بھوپال سے مجھ کو ایک کتاب کی درستی کے صلہ مین ۲۰۰ ملے، مین نے ان کو لکھا کہ ندوہ مین دیدیئے جائین، کئی بار لکھا ابتک جواب نہین آیا، اب مین اپنی طرف سے وہ روپیہ بھیجدیتا ہون، مدرسہ مین کھانے کا کوئی کمرہ نہین ہے، پانسو کی لاگت مین ایک کمرہ کا نقشہ تجویز کیجئے، یہ رقم موجود ہے باقی بھی مین دونگا، اور کمرہ میری مرحوم بیوی کے نام سے موسوم ہو،

۷- باقی امور کی نسبت پہلے خط مین لکھ چکا ہون، مفصل جواب لکھئے،

شبلی،

۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء،

بمبئی

(۱۶) مولوی سید نواب علی پروفیسر بڑودہ کالج کے نام

(۱)

مکرمی،

تسلیم، والانامہ پہونچا، انگریزی خوان جو فارسی دان بھی ہون کم ملتے ہین، کالجون کی فارسی جیسی ہوتی ہے آپ کو معلوم ہے، پرانا طریقہ تعلیم فارسی معدوم ہو چکا ہے،

علی گڈھ مین شاید ایسے تعلیم یافتہ ملین میرے بعض شناسا انگریزی کے ایم اے موجود ہین، لیکن ان کی فارسی پر اطمینان نہین، مین نے آپ کے حسب ارشاد، بالکل سکوت کیا، یہان تک کہ اب ندوہ سے استعفا بھیجدیا، البتہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اب ندوہ کا تمام کاروبار پبلک کے سامنے آجائے اور شخصیت اور ذاتیت سے جو نقصان پہونچ رہا ہے، وہ جاتا رہے، تاکہ ندوہ کچھ ابھر سکے، لوگون کی دراندازی کی وجہ سے مین دو تین برس سے کچھ ترقی نہ دے سکا،

دو آدمیون نے ندوہ کو بالکل ذاتی چیز بنالیا ہے، خیر یہ باتین پھر کبھی ہونگی،

سیرت کی جلد اول تا زمان وفات، گویا تیار ہے، لیکن یہ کتاب کا دسوان حصہ ہے، انگریزی ماخذ تمام پیش نظر ہین، جرمن مین سے صرف نولدیک اور ولہاوسن انگریزی مین ترجمہ ہو گئے ہین، باقی سے محرومی ہے، لیکن مستند یہی چند اشخاص ہین،

سیرت کے متعلق، یورپ کی غلط کاریون کا تعجب نہین جبکہ خود اسلامی مورخین اور ارباب روایت

نے سیکڑون غلطیان کی ہین، مجھکو تاریخ نہین بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہے، لیکن انداز بیان تاریخی ہوتا ہے ورنہ بے لطف ہو جائے،

شبلی، ینونا گیارہ روڈ، بمبئی،

۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲)

مکرمی، تسلیم،

والانامہ پہونچا، نہایت ممنون کیا،

انگریزی ترجمہ کے لئے دو شخص مستقل ملازم تھے، ایک بی اے، اور ایک انڈر گریجویٹ مارگیولیوس کی لائف آف محمدؐ کا پورا ترجمہ اور سر ولیم میور، اور نولدیکی جرمنی کا آرٹکل قرآن مجید مندرجۂ انسائیکلو پیڈیا، اور باسورتھ ایم اے، اور میکڈانلڈ وغیرہ کے اقتباسات کا ترجمہ ہوا، نولدیکی جرمن کا بہت بڑا عربی دان عالم ہے، اس کے آرٹکل کا پورا ترجمہ کیا گیا،

ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی، عربی کا بہت ماہر تھا، اس نے آنحضرتؐ کی سوانحعمری تین ضخیم جلدون مین لکھی ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کا کوئی سامان نہین[1]،

آپ پہلے یہ دریافت فرما کر لکھین کہ وہان اسلام، اور جناب سالتمآبؐ کی سوانح کے متعلق کیا کیا کتابین ہین، جرمن، فرنچ، وہ انگریزی سب مین جرمن کے ترجمہ کا کیا بندوبست ہوگا، فرنچ مین دوزی بڑا عربی دان گذرا ہے، اس نے عربی لغت پر جو اضافہ کیا ہے وہ عجیب وغریب چیز ہے،

[1] دیکھو مکتوب ۵۴،

اور میرے پاس ہے، ماعسہ قیمت ہی،

ہان ایسی کتابین بھی درکار ہین جن مین فلسفیانہ طور پر مذہب اور اصول مذہب سے بحث ہی، اور یہ کہ مذہب کوئی ضروری چیز ہے یا نہین، اور ہے تو صحیح مذہب کے کیا اصول ہو سکتے ہین،

جواب آئے تو بڑودہ آنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کرون، غنیمت ہے کہ یہان بعض احباب اور تلامذہ ہین، جو انگریزی معلومات مین مدد دیتے ہین، مثلاً پروفیسر عباس، اور مولوی محمد علی بی اے، اور شیخ عبدالقادر ایم، اے،

شبلی، بمبئی،

۱۰ر جولائی ۱۹۱۳ء

(۳)

تسلیم، ارادۃ اللہ غالبۃٌ علی ارادۃ الناس، سیرت کے چھپوانے کے بندوبست کے لئے جلد تر لکھنؤ واپس جاتا ہے، کتاب کا چھپوانا تصنیف سے زیادہ مشکل ہے، ۲۵ برس کا تجربہ متواتر ہے، افسوس لوگ آشنا نہین ہین، ورنہ ٹائپ، بکھیڑون سے آزاد تھا، ادھر عماد الملک بلگرامی نے پندرہ پارے ترجمہ قرآن مجید تیار کر لئے، ان کو مشتبہ اور غیر فیصل شدہ الفاظ کے لئے کوئی صاحب مشورہ نہین ملتا، کچھ اشارہ ہے کہ چند روز کے لئے حیدرآباد جاؤن، دیکھئے ہوا کدھر کی تیز ہے، کیا آپ ملاحدہ کے قومی اعتراضات کا ملخص دیکھتے ہین، مین نے اصول الحاد ایک کتاب منگوائی ہے، لیکن یہان ترجمہ نہین ہو سکا،

شبلی، بمبئی،

۲۵ر اگست ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب مکرم،   تسلیم،

انشاء اللہ پرسون روانہ ہوجاؤن گا، ابھی تک حیدرآباد کا ارادہ ہے، کتابین بند ہوچکین، اس لئے رسالہ الحادیہ کے مصنف کا نام نہین بتا سکتا، لیکن حال کا شخص ہے، اور اسپنسر سے زیادہ لیتا ہے نظم کا کیا کہنا، اگر اس مین کوئی نقص ہے تو یہی کہ میری تعریف ہے، اور وہ بھی فوق الحد، حیدرآباد سے جلد واپس ہوکر الہ آباد جاؤن گا، اور چھپنے کا بندوبست کرونگا، یہان پتھر کے چند مطابع بہت بڑے پیمانے کے انگریزون اور ہندوؤن کے ہین، تمام ملازم انگریز ہین، نہایت عمدہ کام ہوتا ہے، صرف کاتب کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے، ایک کا نام ہاٹے پریس ہے، جو بھائی کلہ مین ہے،

مین کہین ہون آپ جواب یہین بھیجین،   والتسلیم،

شبلی،   ۲۹ر اگست ۱۹۱۳ء،

(۵)

مکرمی،

تسلیم عجیب اتفاق ہے دو دن ہوئے، چاہا کہ آپ کو خط لکھون اور خلاصۂ آراء حکمائے یورپ طلب کرون، آج آپ کا نوازشنامہ ملا مشکور فرمایا، مین یہان نواب عماد الملک کی ایمائے آگیا تھا، وہ ترجمۃ القرآن سے آگے ہمت نہین کرسکتے، عمر بھی تو ۸۰ کے قریب ہے، ترجمہ نصف ہوچکا ہے،

سیرت نبوی کا تیسرا حصہ قرآن مجید پر مستقلاً ایک کتاب ہے، اگر اس وقت تک تیار ہوجائے تو وہی نواب عماد الملک کو دیدونگا،

اہلِ قادیان کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی قادیانی نے اپنے ترجمہ اور حواشیِ قرآن مین یہ تمام عقدے حل کر دیے ہین،

اربابِ فلسفہ کی اخیر تحقیق بھی قرآن مجید کے اشارات بلکہ تصریحات سے آگے نہین بڑھتی، قرآن مجید حقائق سے مملو ہے، ذرا غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے،

مین غالبًا سیدھا لکھنؤ، اور پھر الہ آباد جاؤن، اس غیبت مین ادھر کے بہت سے کام رہ گئے، اور دیر ہوئی تو برباد ہو جائین گے، ندوہ کے لئے شرر، عبد الودود بریلوی اور بعض اور اشخاص نے صدائین بلند کین کہ یہ ایک بڑا قومی معاملہ ہے، جو کچھ ہونا چاہئے، قوم کی مجموعی راے سے ہونا چاہئے، نہ کہ چار پانچ شخص نے جو چاہا کر لیا، اور جس کو چاہا ناظم بنا دیا،

بہرحال متفقہ صداے احتجاج کی ضرورت ہے،

مین گو درحقیقت ضعف کی وجہ سے سکرٹری شپ کے قابل نہین لیکن ایسے لوگ موجود ہین جو ناظم موجود سے ہزار درجہ بہتر ہین،

شبلی، ۴ر نومبر ۱۹۱۳ء،

حیدرآباد،

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

والانامہ نمبری ۱۱۵ پہونچا، مالیر کوٹلہ اور اجمیر جانا چاہئے، مگر صرف راہ ہین سے آئے تب، کیونکہ یہ مقامی .... اور ندوہ کے صرف سے ہر جگہ کوئی عمدہ دار جایا کرے تو دیوالہ ہوجائے، اشاعتِ اسلام کیلئے کوئی معتمد بہ لحاظِ قبولیت اور شہرت نامزد کردینا چاہئے، گو وہ کانپور مین ٹھہر کر کام نہ کرے، کام ہوتا ہی رہے گا، اور آخر تمام ارکان و معتمدین بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیتے ہین، معتمد کے نامزد کرنے سے اولاً تو .... خواہ مخواہ کچھ بار پڑیگا، دوسرے قوم پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے .... اور متعدد لایق آدمی کام کر رہے ہین، کالج مین مولوی سمیع اللہ خان، مولوی مشتاق حسین، خواجہ محمد یوسف، مختلف صیغون کے سکریٹری تھے، حالانکہ یہ لوگ دور دور رہتے تھے خصوصاً مولوی سمیع اللہ خان ملازمت کی وجہ سے اکثر باہر رہے،

میان مہدی حسن[۱] کی علالت اب خطرناک ہوگئی ہے اور تمام خاندان سخت پریشان ہے،

والسلام،

شبلی،

۱۴ر اپریل ۱۸۹۷ء

---

[۱] مولانا کے بھائی،

(۲)

مولانا، مین کانپور کا ارادہ کر چکا تھا کہ نامۂ والا ملا، کالج ۵ر جون کو کھلتا ہے، مین اگر ایک دن کی دیر لگاتا تو تمام تعطیل سوخت ہو جاتی، یعنی تعطیلِ ایام رخصت مین شمار ہوتی ہو جبہ سے مجبوراً جلسۂ انتظامیہ کی شرکت سے باز رہا، آپ میری طرف سے جس کو چاہین، وکیل مقرر کر دین، مجھکو منظور ہے،

قواعدِ حجاج کے[1] رزولیوشن سے مجھکو اختلاف ہے، ڈیپوٹیشن اس وقت تک کامیاب نہو گا جب تک لوگ یہ نہ جانین کہ ندوہ کے ہاتھ سے کون سے کام کے انجام پانیکی امید ہے، ابھی تک بجز عہدۂ افتاء کے کوئی بڑا مقصد ظاہر نہین کیا گیا، والتسلیم،

شبلی نعمانی،

۳۰ر جون ۱۹۱۵ء،

علیگڈھ،

---

[1] حج کے متعلق ندوہ کوئی تجویز پیش کرنے والا تھا،

(۱۸) ملا عبد القیوم صاحب حیدرآبادی کے نام

(۱)

مخدومی، سلام مسنون، ندوہ پر جو کچھ گذری اور گذر رہی ہے وہ آپ سنتے رہے ہون گے، اس مین شک نہین کہ ندوہ کے کارکن اچھے نہین ہین، لیکن کام ایسا ہے، کہ تمام مذہبی امیدین اسی سے وابستہ ہین، اس کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا سالانہ جلسہ ایک دفعہ حیدرآباد مین ہو اور آپ کے زیر اہتمام ہو، ہم نے بعض علماے حیدرآباد کو لکھا تھا اور بھی تحریک کی تھی کہ نواب مدار المہام بہادر یا ظفر جنگ بہادر سے صدر انجمنی کی درخواست کی جائے، انھون نے لکھا کہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن پہلے شرط یہ ہے کہ ملا صاحب آمادہ ہون اور اس کی سرپرستی قبول کرلین، اس بنا پر میری گذارش ہے کہ آپ اِس کار خیر مین اعانت فرمائین اور مجھکو جواب سے مطلع فرمائین،

شبلی نعمانی، ۱۵ر جولائی ۱۹۰۶ء

(۲)

مولانا،

ندوہ کا علی گڈھ مین ضم ہونا محالات سے ہے، ارکان مین میرے سوا علی گڈھ کا طرف دار کون ہے، لیکن مین باوجود حمایت تعلیم انگریزی کے ندوہ کو انشاء اللہ علی گڈھ مین ضم نہ ہونے دونگا، واللہ علی ما نقول شہید

آپ کی مجبوریان مجھ کو معلوم ہین، لیکن مین یہ نہین کہتا کہ آپ کھلم کھلا ندوہ کے لئے وہان کوشش کرین، بلکہ آپ کی خاموش اور مخفی تدابیر ہمارے لئے مفید ہون گی،

مدار المہام بہادر[1] کے پاس اگر ندوہ کا وفد جائے تو کیا وہ اس کی درخواست کو اعلیحضرتؐ مین نہ پیش کرین گے،

غرض آپ سے مشورہ اور اصلاح مطلوب ہے، اور آپ سے زیادہ وہان کا کون اندازہ دان ہو سکتا ہے،

شبلی، بمبئی،

۹ اگست ۱۹۰۶ء

(۳)

مولانا،

افسوس ہے کہ مولوی مسیح الزمان صاحب[2] کا پہلا خط میرے پاس نہین رہا، اس مین اور بھی زیادہ اس بات پر زور دیا تھا،

ارکانِ مجلس مین مولوی عبد الغنی صاحب شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب کو بھی جو یہان ایک مدرسہ مین صدر مدرس ہین، شامل کرایا جائے، نواب عماد الملک بھی شرکت پسند کرین گے، اور وہ نہون تو مولوی حکیم عبد الرحمن صاحب تو ہر طرح اہل ہین، البتہ وہ کسی قدر پرانی لکیر پر زیادہ زور دین گے، لیکن ان سے گفتگو کر چکا ہون وہ رفتہ رفتہ راہ پر آجائین گے، معین الندوہ کے وہ سکریٹری بھی ہین،

---

[1] حضور نظام، [2] مولوی مسیح الزمان صاحب شاہجہان پوری، استاد حضور نظام، ناظم ندوہ،

پہلے ایک مجلس ہو جس میں آپ حکیم عبد الرحمن، مولوی غلام محمد، مولوی عبد الغنی، مولوی رفیع الدین

مولوی احمد زمان متولی مدرسہ اور بعض اور بزرگ جمع ہون، مجلس مین ان اصولون پر بحث کی جائے،

جس پر کارروائی چلانی ہے، پھر وہین ایک مسودۂ کارروائی طیار ہو، اس کی بھی آئندہ کارروائی چلے،

پرسون تعطیل ہے، آپ جہان چاہئے جلسہ کیجئے اور مجھ کو اور سب لوگون کو اطلاع دیکر بلائیے

کل کے جلسہ مین بھی اس کا تذکرہ کر دیا جائے اور اس حیثیت سے کہ معین الندوہ کا کام اصلاحِ نصاب بھی ہے

اور اس کا عمدہ موقع اس وقت فلان مدرسہ مین حاصل ہے،

بہرحال ایک جلسہ کیجئے پھر سب کچھ فیصلہ ہو جائیگا، لیکن سب سے مقدم یہ کہ مولوی احمد زمان سے

پوچھنا ہوگا کہ آپ کا مدرسہ اصلاحون کو برداشت کرسکتا ہے یا نہین،

شبلی،

۷ / شعبان ۱۳۲۱ھ

(۱۹) شیخ رشید الدین صاحب انصاری کے نام

(۱)

برادرم،

تمھارا غمزدہ خط پہونچا، چھوٹی بھاوج کا انتقال درحقیقت افسوس کے قابل ہے، بھائی! تمھارے حالات بے شبہہ درد انگیز ہین، لیکن مین بھی کسی قدر تمھارا ہمدرد ہون،

حبل المتین مین تم نے میرے متعلق جو خبر پڑھی وہ بے شبہہ صحیح ہے چنانچہ نواب مدار المہام کا حکم تحریری آچکا، لیکن مین نے منظور نہین کیا، یہان کی پوزیشن کے لحاظ سے چار پانچسو روپیہ ماہوار مین کام نہین چلتا، بہرحال ابھی تک کوئی بات یکسو نہین ہوئی،

ولیعہد بہادر ایک ناگہانی صدمہ سے بچ گئے تھے، اس پر نواب مدار المہام بہادر کی طرف سے ایک جلسہ ہوا، مین نظم کے لئے مجبور کیا گیا چنانچہ ایک فوری نظم لکھی، اس کی ایک کاپی مرسل ہے،

میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین، ان کو کیا جمع کرتے ہو، مجھکو خود مزہ نہین آتا تو اورون کو کیا آئیگا، میرے مصارف بہت بڑھ گئے ہین، اور آمدنی بحالہ، میان حمید[2] کا مدت سے کوئی خط نہین آیا، افسوس انھون نے کسی قسم کا کوئی پبلک کام نہین کیا، ورنہ مین اس وقت یہان ان کے لئے بہت کچھ کرسکتا تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ ذو جنبین ہین، یعنی، انگریزی بھی جانتے ہین،

---

[1] مولانا کے ماموں زاد بھائی، [2] مولوی حمید الدین بی اے،

صدرالدین ایک ہفتخوان سے تو میان حمید کی بدولت نکلا تھا، اس ہفتخوان سے خدا ہی نکالے تو نکل سکتا ہے، ماموں صاحب سے اس قدر توقع نہ تھی،

مین نے یہان ایک لکچر دیا تھا، لوگ اس کو چھاپ رہے ہین کہ شائع کرین، والسلام،

شبلی، حیدرآباد،

۱۹ اپریل ۱۹۰۳ء،

(۲)

عزیزی! شاید تم کو معلوم ہو کہ ندوہ کا سالانہ جلسہ اجلاس ۱۴ اپریل کو بنارس مین ہوگا اور تین دن تک رہیگا، اس مین اب کے ایک صیغہ علمی نمایش کا ہوگا، اس مین نہایت قدیم کتابین، فرامین شاہی، قطعات، وغیرہ رکھے جائین گے، میری رائے ہے کہ تم بھی شریک ہو، نمایش کا اہتمام تمھارے سپرد کیا جائے، فرامین کے فوٹو لئے جائین گے، اس کا بھی انتظام تم خوب کرسکو گے، اگر آسکو تو بواپسی ڈاک مطلع کرو، والسلام،

شبلی، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء، ندوہ، لکھنؤ،

(۳)

واقعی مجھکو بے انتہا مسرت ہوئی، خدا اس کو زندہ رکھے، میرے پاؤن مین اب تک تکلیف وہ تشنج ہے علاج کچھ کام نہین کرتا،

مرزا غالب کے حالات مولوی حالی صاحب نے جس تفصیل سے لکھے اس کے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت ہے، ایک ایک جلد مین تاجرانہ رعایت کیا ہو،

شبلی، ۲۹ اگست ۱۹۰۶ء، لکھنؤ، ندوہ،

(۲۰) حکیم غلام غوث صاحب وڈیروی طبیب سرکاری

(سپرنٹنڈنٹ آبکاری) ریاست خیرپور، سندھ کے نام

(۱)

مکرمی،

تسلیم، مدت کے بعد عنایت نامہ پہونچا، مسرت ہوئی، بچہ کی تولید مبارک ہو،

"حکیم تشریف آوردند"

محمد عبدہ نہایت سعید نام ہے، خدا سعید کرے، مین[1] تعمیل سے معذور ہون اور معافی طلب،

شبلی، ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۰ء

(۲)

مکرمی،

تسلیم، ہان سیرت کا نمونہ الہلال مین دیا جائے گا، الندوہ بند ہے، القاسم کے نزدیک ہم لوگ کافر، کم از کم مضل و گمراہ ہین[2]،

شبلی، ۱۳ر دسمبر ۱۹۱۲ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ بچہ کی ولادت کا قطعہ تاریخ یا قصیدہ دعائیہ عنایت کیجئے، اس پر اپنی معذوری ظاہر کی،

[2] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ سیرت نبوی کا نمونہ، الندوہ یا القاسم (دیوبند) مین شایع کیا جائے،

(۳)

جناب من،

سلام مسنون،

عنایت نامہ پہونچا، مشکور فرمایا،

۱- سیرت نبوی کم از کم ۴ برس مین تیار ہو سکتی ہے،

۲- انطباع شاید مین خود اپنے صرف سے کراؤن،

۳- ہان ارادہ ہے کہ کبھی کبھی اس کا نمونہ کسی پرچہ مین شایع ہو،

۴- جدید طرز پر لکھی جائیگی لیکن روایات کی تنقید پوری محدثانہ اصول پر رجال و حدیث کی کتابون سے کیجائیگی،

۵- غالباً ۵ جلدون مین کتاب تمام ہو گی،

افسوس یہ ہے کہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ سیرت مین کیا مشکلات ہین، اور کیون ایک عمدہ تالیف کی ضرورت ہے، عربی مین کوئی کتاب (اور مین اکثر کتابون کو پڑھ چکا ہون) ایسی موجود نہین جس مین صرف صحیح روایتون کا التزام کیا ہو،

افسوس یہ ہے کہ میری آنکھون مین پانی اتر رہا ہے، ایک بیکار ہو چکی صرف ایک کا سہارا رہ گیا ہے

شبلی، ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

(۴)

جناب من تسلیم،

اخبارات مین نظمین دیکھکر آپ مجھکو زندہ تصور کرتے ہین، لیکن کبھی اتفاق سے دیکھنے کا اتفاق

ہو تو آپ کو رحم آئیگا، کہ ایک مردہ متحرک، فرمایش کے لئے موزون نہین، ہم ۲ گھنٹہ مین ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ کام کر سکتا ہون، وہ بھی اس لئے کہ سیرت کو جس طرح ہو (گو جان دیگر) پورا کرتا ہے،

والتسلیم، شبلی، حیدر آباد، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۳ء،

(۲۱) چودھری سید نظیر الحسن صاحب رضوی کے نام[1]

(۱)

جناب من، تسلیم،

آج کتاب پہونچی، مین آج کل نہایت عدیم الفرصت ہون، اور ضعف کی وجہ سے روزمرہ کے ضروری شغل کے سوا کسی کام کا نہین رہا، تاہم آپ کی کتاب کی دلچسپی نے میرا کافی وقت لیا، آپنے نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب لکھا ہے، جو اس زمانے مین نہایت غنیمت ہے، آج مجھکو موازنہ کی قدر ہوئی کیونکہ اس بہانہ سے اردو مین ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا، اور ایک با کمال (مرزا دبیر مرحوم) کے جوہر اچھی طرح کھلے،

آپ کی عنایت کا مشکور، اور طرز تحریر کا مداح ہون،

شبلی، بمبئی، ۲۹ر جون ۱۹۱۴ء،

---

[1] مہابن ضلع متھرا کے علم دوست رئیس ہین، موازنہ انیس و دبیر کا انھون نے جواب لکھا ہے، مصنف نے طرز تحریر، مباحث ترتیب ہر چیز مین مولانا کا تتبع کیا ہے، اور وہ تمام خصوصیات جو مولانا نے میر صاحب کے کلام مین دکھائین وہ مصنف نے میرزا صاحب کے کلام مین دکھائی ہین، اس کے جواب کا نام المیزان ہے،

(۲)

مکرمی،

تسلیم، آپ کی قدردانی کا مشکور ہون، آپ حضرات امام حسن علیہ السلام کے حالات مبارک لکھ رہے ہین، بہتر اور باعثِ اجر ہے، لیکن پہلے جناب امیرؑ کا درجہ تھا، امام حسن علیہ السلام کے حالات کم ملین گے، اور خلافت تو کل چھ مہینے کی ہے،

جناب امیرؓ کی عمدہ سوانحمری کی سخت ضرورت ہے نہایت ناتمام کتابین ابتک لکھی گئین عربی مین کوئی جامع تصنیف نہین، ان کے غزوات اور محاربات کے علاوہ ان کے علمی کارنامے بہت ہین، اگر آپ عربی سے خوب واقف ہین تو مین بہت مدد دے سکتا ہون، اکثر اہل سنت ان کے بہت سے فضائل سے بے خبر ہین، اکثر خواص مین یہ بھی خیال پھیلا ہوا ہے، کہ جناب موصوف کے اصول سیاسی کامیاب نہین ہو سکتے تھے اس کو بھی رفع کرنا ہے، مین حضرت عمرؓ کے بارہ مین سُنّی اور حضرت امیرؓ کے بارہ مین شیعہ ہون،

شبلی، ۱۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۴ء،

(۲۲) بنام طلبائے دار العلوم

عزیزانِ من،

السلام علیکم، آپ لوگون کے پُر اثر خطوط اور تار پے درپے آئے، مین ایسا سنگدل نہ تھا کہ ان سے متاثر نہ ہوتا، لیکن موجودہ حالت مین کام کرنا ناممکن تھا، اور مین دار العلوم کو کسی قسم کا فائدہ نہین پہونچا سکتا، مجھکو اپنی تمام کوششون اور جانفشانیون کی (اگر مین نے بہ فرض کچھ کی ہین) داد مل گئی، اور

یرا پورہ صلہ ہے کہ جن کی خدمت کی گئی وہ اس کی قدر کرتے ہین، آپ لوگ مایوس ہین لیکن مایوسی کی
کوئی بات نہین، عام اسلامی جماعت بیدار ہو گئی ہے، وہ اپنے ہر قسم کے فوائد کو سمجھے گی، اور اسکی نگہداشت
کریگی، ممکن ہے کہ کچھ دیر ہو لیکن جو تخم زمین پر پڑ چکا ہے، وہ انشاء اللہ برباد نہ جائیگا،
ندوہ کیا چیز ہے؟ موجودہ زمانے کے مقابلے مین مذہب کی حمایت، یہ احساس عام ہو چلا ہے،
معارف قرآنیہ دہلی اسی رفتار کا ایک قدم ہے، ندوہ بھی اپنے اولیت کے نتائج حاصل کریگا،
ولو بعد برھۃ،
باوجود استعفی میری زندگی کامرکز **ندوہ** ہی رہے گا، اور آپ لوگون کی خدمت نہ صرف دل
سے بلکہ ہاتھ سے بھی کر سکون گا، وعلی اللہ التکلان،

شبلی، بمبئی،

۱۴ر جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲۲۳) مولوی عبد اللہ صاحب مہتمم واساتذہ وطلبہ کے نام،

مولانا اور جملہ مدرسین وطلبہ، تسلیم،

آپ صاحبون کی ہمدردی اور قدردانی کا شکریہ[1] ادا کرتا ہون لیکن فرمائیے چارہ کیا ہو؟
پورے چار برس گذرے بجز اس کے کہ ہر کام مین میری مخالفت کی گئی، اور کیا ہوا، اس بنا پر مین ندوہ
کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہون، و دایک برس بھی آزادی سے کوشش کر سکتا تو ندوہ کو کچھ ترقی دیسکتا،
اس لئے یہی بہتر ہے کہ اور لوگ یکسوئی سے کام کرین ممکن ہو کہ وہ مجھ سے اچھا کر سکیں پھر جال

[1] معتمدی دار العلوم سے استعفی کے متعلق،

ہین مدرسہ کا اور طلبہ کا ویسا ہی خدمت گذار ہون گا، اب محبت اور ہمدردی کا تعلق بالکل بے لاگ ہوگا، یعنی افسری کی ظاہری بیگانگی بھی نہ رہیگی، اور آپ دیکھین گے کہ مین کیونکر انکا برابر کا بھائی بنکر کام کرتا ہون،

افسوس ہے کہ میری طبیعت ابتک صاف نہین ہوئی، اور لکھنؤ آؤن تو فوراً بیمار پڑجاؤن گا، ورنہ اسی وقت آجاتا، سب کو میرا نیاز مندانہ سلام کیئے،

میرا خط لڑکون کو بھی دکھلا دیجئے، جہانتک اُنسے تعلق ہے،

شبلی، بمبئی، ۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲۴) منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی (مؤلف حیات النذیر) کے نام

(۱)

میرے خاندان پر جو حادثۂ عظیم[1] پیش آیا، اس نے مجھکو زندہ درگور کر دیا[2]، انا للہ وانا الیہ راجعون

شبلی، ۸ر ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲)

جناب من،

میری لائف میرے بعد لکھئے گا، ورنہ مکمل لائف کیونکر ہوگی[3]

تاریخ[4] کا مادہ (خاتم رسل) نہایت عمدہ بلکہ الہامی ہے، کسی مناسب موقع پر سکونگا،

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] مولانا کے بھائی مولوی اسحٰق کی غیر متوقع موت، [2] یہ واقعی حقیقت تھی [3] دیکھو سلیمان ۶۸، [4] تاریخ اختتام جلد اول سیرۃ نبوی

(۲۵) سید محمد محسن خان بلگرامی[1] کے نام

(۱)

جناب من، تسلیم،

کیا کہا جائے مسلمانون کی ناقابلیت سے کوئی کام جلد انجام نہین پاتا، اب صرف یہ باقی ہی کہ ایک عمدہ میموریل تیار ہو جائے، کوئی لکھنے والا نہین ملتا، سب سے کہہ چکا، اور تین سو روپیہ محنتانہ تک پیش کر چکا، اب مولوی امیر علی صاحب لندن کو لکھا ہے، میموریل نہایت پُرزور اور مدلل ہونا چاہیئے،

مسٹر جینا غالباً شرع کے موافق قانون بنائین گے، لیکن انھون نے مجھکو نہین لکھا، البتہ مسٹر مظہر الحق سے خط و کتابت ہے، مین بمبئی جا کر مسٹر جینا سے ملون گا،

شبلی، ۲ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۲)

جناب من، تسلیم،

وقفِ اولاد کا قانون حسبِ مراد پاس ہو گیا، مین نے خود کلکتہ جا کر ہر پہلو سے حکام کے گوش گذار کیا، اور سمجھین دین، اب کے موسم سرما مین وقت کا باقاعدہ قانون بنا کر منظور ہو گا اور شایع کیا جائیگا،

وقفِ اولاد کے متعلق آپ بالکل مطمئن رہئے، مین خود کلکتہ جا کر ممبرانِ کونسل سے سب مراتب طے کرا آیا ہون،

شبلی، سنہ ۱۹۱۲ء

[1] ساکن قصبہ کوات ضلع آرہ،

(۲۶) سیّد احمد مرتضیٰ صاحب اندر سررشتہ دار ریاست ٹونک کے نام[1]

(۱)

جناب من، السلام علیکم

قدردانی کا شکریہ،

۱۔ رباعی مین غلطی ہو گئی، وجہ یہ ہے کہ **دولت شاہ** اور چہار مقالہ مین اسی طرح اختلاف ہے، اور مین نے غلطی سے ایک جگہ ایک کی اور دوسری جگہ دوسری کی روایت لے لی،

۲۔ میرے انتخاب کا اُصول یہ ہے کہ **فردوسی** کے زمانہ سے لیکر اخیر تک انھی کو لیا ہے، جو ایک طرز خاص رکھتے ہین **جامی** کا کوئی خاص طرز نہین، **خاقانی** کا انداز سب سے الگ ہے لیکن مین اس کو شاعری نہین سمجھتا بلکہ لفاظی اور تلمیحات کی بھرتی ہے، **قاآنی**، یون رہ گئے کہ مین نے دو سو (۲۰۰) برس ادھر کا زمانہ ہی نظر انداز کر دیا ہے، بہرحال ایک اور جلد باقی ہے کہ دوسرے دن کے لئے بھی کام کرنے کا موقع ہے، چوتھے حصہ پر جو خاص ریویو اور شاعری کی حقیقت باقی کی تفصیل ہے، زیادہ وقت صرف کرنا ہے اور آج کل اسی مین مصروف ہون، خدا جلد اس سے فرصت دے، اصلی کام علوم القرآن اور آنحضرت صلعم کی سوانح عمری ہے، ان کے کام کی خدا توفیق دے، لیکن عمر ۵۵ تک پہونچ گئی، قویٰ مین انحطاط آگیا، غذا صرف ایک چپاتی رہ گئی،

صریر خامۂ شبلی کی آتش افشانی   یہ مان لیجئے کہ ہے بھی پر آہین دم کیا ہے

[1] یہ مکتوب شعر العجم کے متعلق ہے، اس سے یہ معلوم ہوگا کہ مولانا نے شعرا کا انتخاب کس اصول سے کیا ہے اور کیون بعض اکابر شعرا کو چھوڑ دیا ہے

اللہ بس باقی ہوس، شبلی، ۶ر ستمبر ۱۹۱۱ء، لکھنؤ،

(۲)

مکرمی

السلام علیکم، سلطان صلاح الدین کی کئی سوانحمریان اردو مین ہین، لیکن سب لغو، میرا مدت سے ارادہ تھا، لیکن اب تو امید نہین معلوم ہوتی، واقعی صلاح الدین بڑے پایہ کا شخص تھا اور لوگ اس کے کارنامون سے واقف نہین،

موازنہ جلد بندی کو دیدی ہے، بنکر آجائے تو بھیجدون،

شبلی، ۱۵ر ستمبر ۱۹۱۱ء

(۲۷) منشی شرف الدّین صاحب رامپوری کے نام

جناب من،

تحیت وسلام، نامۂ مبارک وسرگذشت بوعلی پہونچی، آپ نے مدتون کی میری ایک خواہش پوری کی، گو آپ کو اس خواہش کی اطلاع نہ تھی، میرا ایک مدت سے خیال ہے کہ بڑی بڑی سوانحمریان تو مدتون مین لکھی جاسکتی ہین، لیکن ناموران سلف کے مختصر حالات بھی اگر چھوٹے چھوٹے رسالون کی شکل مین شایع ہون، تو نہایت مفید ہے، مین نے ٹرکی مین اس قسم کا ایک سلسلہ تصنیف دیکھا جس کا نام مشاہیر رجال ہے، اس مین نظام الملک، فخر رازی، مولوی روم اور بہت سے بزرگون کے حالات مین مستقل رسالے ہین اور ان کو یکجا کرکے ایک مجموعہ چھاپا گیا ہے، اس کو دیکھ کر مجھکو خیال

ہوا کہ ہمارے ملک مین بھی اس قسم کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہئے، یعنی قوم کے چند اعیان چند بزرگون کے حالات لکھین، اور ان سب کو ایک مجموعہ کی شکل مین مرتب کرکے شایع کیا جائے، چنانچہ مین نے بعض دوستون سے اس کے متعلق خط کتابت بھی کی، اور کر رہا ہون، آپ کی تصنیف اس مجموعہ کا ایک عمدہ حصہ قرار پا سکتی ہے، اس کی زبان صاف اور شستہ ہے اور طرز ادا مین دلچسپی ہے،

چونکہ مین اس سلسلہ کی نسبت چند قواعد قرار دینا چاہتا ہون، اور ان کا اثر آپ کی تالیف پر بھی پڑتا ہے، اس لئے آپ کو بھی ان سے مطلع کرنا چاہتا ہون، اس قسم کی تالیفات کے لئے پہلی شرط یہ ہی کہ مؤلف شروع کتاب مین بتائے کہ اس کی تالیف کے ماخذ کیا ہین، مثلاً یہی بو علی سینا اس کے حالات، حبیب السیر، و نامۂ دانشوران، اردو کی تاریخ الحکما، سب مین موجود ہین، ممکن ہے کہ ایک عامی شخص جس کو اردو عبارت لکھنی آتی ہو، ان کتابون سے بلکہ صرف مرآۃ الحکماء سے لیکر **بو علی** کی ایک لائف مرتب کردے، اور یہ یقین دلادے کہ وہ بلند درجہ کی تصنیف ہے، اس سے علاوہ اس کے کہ ایک قسم کی تمویہ ہے، ایک بڑا نقصان یہ پہونچتا ہے کہ ناظرین اس تالیف کی نسبت غلطی و صحت کا فیصلہ نہین کر سکتے، کم از کم یہ کہ اس کے اعتبار کے لئے ان کے پاس کوئی معیار نہین ہوتا، وہ لوگ جو ان روایتون کو اصل ماخذ بھی ملا کر صحیح اور غلط دریافت کر سکتے ہین، ان کے لئے بھی یہ زحمت ہے کہ ہر روایت کی تطبیق کرتے پھرین اور اگر اس قدر تکلیف اٹھائین تو ان کو اس تالیف کی کیا ضرورت ہے اصل ماخذ کیون نہ دیکھلین گے،

ایک اور مشکل یہ ہے کہ نامۂ دانشوران و روضۃ الصفا وغیرہ مین صریح متعصبانہ رنگ آمیزیان موجود ہین، سلطان **محمود** کا **بو علی** کے قتل کا خیال اس بنا پر تھا کہ بو علی شیعی تھا، صرف شیعہ مورخون کی

گھڑت ہے اور نامۂ دانشوران مین زیادہ چمکایا ہے، آپ نے ادر حسن کے نامہ نگارنے (جس نے حال مین بوعلی کی مطول بیاگرفی لکھی ہے) اس واقعہ کو صحیح تسلیم کرکے لکھدیا ہے، اور نامۂ دانشوران کا حوالہ بھی نہین دیا جس سے اس گمان کا موقع باقی رہتا کہ شاید شیعیانہ تعصب کا اثر ہو، اس طرح کے اور بھی بعض امور ہین، اس قسم کی تالیف مین دیباچہ مین تمام ماخذ بتانے چاہئین، اور بیچ بیچ مین جہان کوئی اہم اور تحقیق طلب واقعہ ہو خاص کتاب کا نام لینا چاہئے، اگر آپ اس سلسلہ کی نسبت مجھ سے خط کتابت کرنا پسند فرمائین گے تو مین اور بھی امور عرض کرونگا،

آخر مین دوبارہ آپ کی عمدہ کوشش کی داد دیتا ہون، والتسلیم،

شبلی نعمانی، علی گڈھ

۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء

(۲۸) مولنا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کے نام

مولٰینا،

اللہ اکبر! آپ دار العلوم کے لئے[1] چندہ مانگین تو کس کو انکار ہوگا، ع

غازی چو توئی روا ست کافر بودن

بے شبہہ علاج کے لئے لکھنؤ آسکتا تھا، لیکن میرے خاص عادات ہین، جن کے بغیر مین بسر نہین کر سکتا تھا، مثلاً ایک حجرہ اور ایک بیت الخلا کا غیر مشترک ہونا وہان اسکا بندوبست نہین ہو سکتا

[1] شاہ صاحب اس وقت معتمد دار العلوم تھے،

سنا ہے کہ آپ ندوہ کے نصاب کو پھر وہین کھینچ کے لیجانا چاہتے ہین جہان دو سو برس پہلے تھا، خیر مردہ بدست زندہ، جو چاہے سو کیجئے،

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ

۲۰ ستمبر ۱۹۰۴ء

(۲۹) مولوی عبدالغنی صاحب بہاری (اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدرآباد) کے نام

مکرمی، تسلیم،

والانامہ پہونچا، ممتحنی کے لئے غالباً شمس العلماء مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب پرنسپل دارالعلوم ندوہ موزون ہون گے، قدیم طریقہ کے علماء مین بھی ان کا اعتبار ہے، اور مذاقِ حال سے بھی واقف ہین، فلسفہ مین مولوی لطف اللہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین ہین، کتابین پوری پوری درس مین یا بعض ابواب ہین، اس کی تفصیل سے ممتحن کو اطلاع ہونی چاہئے،

میرا وظیفہ اب تک نہین آیا، نوٹ سمیہ کرا کے بھیجئے،

سیرت[1] کے اجزاء اب نظر ثالث ہو رہے ہین، تاکہ جس قدر درست ہوتا جائے مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جائے، لیکن بڑی دشواری مطبع کے انتخاب کی ہے، ارعد کے سوا کوئی جنچتا نہین

[1] آخر مولینا کی وفات کے بعد پہلی جلد وہین چھپ رہی ہے،

اور وہ ظالم برسون بلکہ قرنون لگا دیگا،

شبلی، لکھنؤ،

۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء،

(۳۰) مولینا خلیل الرحمن صاحب[1] کے نام

جناب مولانا،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

والانامہ پہونچا، رجسٹر اب مرتب کرا دیے گئے ہین، اور مین انشاء اللہ ہر مہینہ مین جانچ لیا کرون گا، مولوی حفیظ اللہ صاحب کو سیکڑون کام مین دیکھا وہ قاعدہ کی پابندی نہین کر سکتے تھے مولوی شیر علی صاحب فلسفی آدمی تھے اور اس کے اہل ہی نہ تھے، مولوی سید علی ہدایتون پر عمل کرتے ہین، اور ایک محرر روزانہ رجسٹر وغیرہ درست رکھتا ہے، مین آج کل تمام دن وقف کی مراسلات مین مصروف رہتا ہون، بہت نازک وقت ہے، مختلف لوگون کی رائین مخالف بھی ہو رہی ہین، اور یہ سلسلہ بڑھا تو سب کام بگڑ جائیگا، اس لئے بڑی مستعدی سے سب کو ایک مرکز پر لانا ہے، مین چاہتا تھا کہ وقف ڈیپوٹیشن کا قافلہ سالار کوئی عالم ہوتا، اور سب لوگ خوشی سے منظور کرتے، لیکن نہ کوئی اس قدر باثر ہے نہ متفق علیہ عام ہے، کسی دنیادار پر تو علما متفق ہی ہو جائین گے لیکن خود اپنے ہی گروہ مین سے کسی پر متفق ہونا مشکل ہے،

حیدری صاحب اب ہوم سکریٹری ہوئے ہین، اور افسر تعلیمات ہین، اس لئے مولوی عبدالحئی صاحب کے متعلق مجھکو بھی کچھ تائید اور تحریک کا موقع مل سکے گا، ان سے میرے خاص تعلقات ہین،

[1] قائم مقام ناظم ندوہ

فقیہ کے مشاہرہ کے متعلق منشی احتشام علی صاحب کو تحریر فرمائیے کہ وہ بجٹ دیکھکر بتائین کہ

کہان تک گنجائش ہے مشکل یہ ہے کہ اس سال آغاخان اور رامپور کا روپیہ نہین آیا، دوبارہ

کوشش کرنا ہے، چندہ اس سال گویا بالکل نہین آیا، سفیر کے مصارف بھی اس سال نہین ادا ہوسکے،

دارالعلوم کی موجودہ تنخواہین بھی مشکل سے چلین گی اور غالباً کچھ تخفیف کرنی پڑیگی،

مکان ناتمام رہیگا، جلسۂ انتظامیہ مین دو دفعہ طے ہوچکا ہے کہ موجودہ مکان فروخت کردیا جائے

اگر منشی احتشام علی صاحب راضی ہوتے تو اس کی قیمت سے جدید عمارت بالکل تیار ہوجاتی اور

اس مین تنگی کے ساتھ طلبہ بھی رہ سکتے، اس کے بعد بورڈنگ کے لئے گورنمنٹ سے قرضہ لیا

جاسکتا تھا، پہلا مرحلہ فروختِ مکان کا ہے، اگر یہ مکان کرایہ پر دیا جائے تو مشکل سے ۲۰ پر اٹھے گا

حالانکہ جو قیمت مل سکتی ہے وہ اس سے زیادہ نفع کی ہے،

شبلی، ۱۰ر مئی ۱۹۱۱ء،

(۳۱) بنام اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ

جناب من،

ندوة العلماء کے سالانہ اجلاس ۱۹۰۶ء مین جو علمی نمائش ہوئی، اس مین فرامین شاہی اور

قطعات وغیرہ کے فوٹو لئے گئے، ان کی متعدد کاپیان تیار کرائی گئین تاکہ عام اشاعت ہوسکے،

قیمتین حسب ذیل ہین، اور میرے پاس درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہین، محصول ڈاک

قیمت کے علاوہ ہے،

فرمانِ ہمایون شاہ جو ہندو گوشائین کو جاگیر کے متعلق عطا ہوا تھا،

فرمانِ اکبر شاہ،

فرمانِ عالمگیر،

قطعہ نوشتہ خاص شہزادہ دارا شکوہ،

قطعہ نوشتہ آغا رشید دیلمی خوش نویس خاص شاہجہان،

سندِ منصبِ قضا،

شبلی نعمانی،

۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء،

(۳۲) مولوی عبداللہ صاحب بلوچی، بی، اے علیگ (ندوی) کے نام

عزیزی،

آپ کا خط پہونچا، بے شبہہ دارالاقامہ کی حالت نہایت خراب ہے، لیکن کیا کرون، اگر مین ان کامون مین الجھون تو اور کام کون کرے،

آپکے آنے سے بہت تقویت ہوئی، سید سلیمان کے مشورہ سے جو انتظامی امور قرار دو گے مین اس کو جاری کرا دون گا،

نومسلم صاحب کے لئے مین نے منشی محمد علی کو لکھا ہے، اور اور بندوبست بھی کردونگا، وہ دلداشتہ نہ ہونے پائین،

چونکہ مجھکو بخار ہے، زیادہ نہین لکھ سکتا، مختصراً یہ کہ آپ کو اپنا کام مجھکر ندوہ مین رہنا، اور مدد دینا چاہیے،

افسوس آپ نے اپنے لمبے خط مین اپنا نام بھی نہ لکھا،

شبلی، ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء،

(۳۳) بنام مہتمم صاحب دار الاخبار انجمن اسلامیہ مظفر نگر

السلام علیکم، میری تصنیفات مین صرف علم الکلام، موازنہ اور سوانح عمری میرے پاس ہین، وہ آپ کے پاس پہونچ جائین گی، لیکن یہ اصول فی نفسہ صحیح نہین، اس لئے کہ مصنف تو ایک ذات واحد ہوتا ہے، اور انجمن ملک مین سیکڑون ہین، اگر سب اس اصول پر عمل کرین تو مصنف کے پاس کیا رہے گا، انجمن آخر اشخاص قائم کرتے ہین، اس لئے انجمن کا مفت لینا اور اشخاص کا مفت لینا ایک بات ہے، لیکن چونکہ میری معاش کتابون پر نہین ہے اس لئے مین تعمیلِ ارشاد کرتا ہون،

شبلی،

لکھنؤ،

۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء،

سلہ ایک انگریز نومسلم تھے جنھون نے ندوہ مین بغرض تعلیم اقامت کی تھی، دیکھو سلیمان، ۵،

(۳۴) ایڈیٹر الناظر، لکھنؤ کے نام

جناب ایڈیٹر صاحب نے اد لطفہ، آپنے اپنے پرچہ مین لکھا ہے کہ مین خواجہ عزیز الدین صاحب[1] کا شاگرد ہون، خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین، لیکن مین ان کا شاگرد نہین، مین نہ شاعر ہون نہ مین نے کسی شاعر سے اصلاح لی ہے، یہ جو کبھی کبھی موزون کر لیتا ہون، یہ شاعری نہین تفریحِ طبع ہے،

شبلی. لکھنؤ، ۲ر اگست ۱۹۰۹ء

(۳۵) مسٹر شاکر صاحب ایڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد کے نام

تسلیم، یہ بالکل ناممکن ہے کہ مین اپنے حالات خود لکھ سکون، مسلم ریویو مین ایک صاحب نے کچھ واقعات لکھے تھے، وہ آپ لے سکتے ہین، اس کے سوا سید سلیمان پروفیسر ندوہ کو آپ بہ تاکید لکھین تو وہ بہت کچھ لکھ سکتے ہین،

مین اورنٹیلسٹ کانفرنس شملہ مین آج شملہ جا رہا ہون،

شبلی، ۱۰ر جولائی ۱۹۱۱ء

لکھنؤ،

---

[1] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی سابق پروفیسر فارسی کیننگ کالج لکھنؤ مصنف قیصر نامہ فارسی کے نہایت مشہور استاد تھے مولانا کو ان کی خدمت مین عزیزانہ نیاز حاصل تھا، فارسی مذاق کی یکجہتی دونون مین رشتۂ اتحاد تھا، اکثر مولانا انکے ہان جایا کرتے تھے کبھی کبھی انھین کے گھر پر قیام کرتے تھے، مکاتیب مین خواجہ صاحب کا اکثر خطون مین ذکر ہے، غالباً اس اتحاد کی بنیاد ۱۸۹۲ء سے ہوگی، دیکھو مکتوب ۳-۲ و ۹-۲۰، ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء مین وفات پائی،

(۳۶) مولوی ظفر علی خان اڈیٹر زمیندار کے نام

عزیزی مولوی ظفر علی خان صاحب دام قدرہٗ،

السلام علیکم، مین نے جو فتویٰ لکھا اس سے علمائے فرنگی محل بھی متفق ہین، اور مولوی عبد الباری صاحب کا خط بھی شایع ہو چکا ہے، ہدایہ مین اس کا جزیہ موجود ہے، البتہ ہدایہ مین صرف جواز ہے، اور مین نے افضلیت کا فتویٰ دیا ہے، اس قدر میرا اجتہاد ہے،

بھائی! ترکون کی اعانت اس وقت فرض عین ہے، اور قربانی کا درجہ واجب سے زیادہ نہین، آپ کہتے ہین کہ سنت ابراہیمی موقوف نہ ہو، ہان وہی سنت مقصود ہے، فرق یہ ہے کہ آپ اس سنت کو لیتے ہین، جس کا مینڈھے پر عمل ہوا، اور مین وہ پیش نظر رکھتا ہون جو اسمٰعیلؑ پر مقصود تھی، کیا ترکون کی جان مینڈھے سے بھی کم ہے؟

یہان کے جلسے مین مین نے چند شعر پڑھے تھے، مناسبت موقع سے چند شعر درج ہین،

مرا کنس جا چکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے	کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض سخت جان کبتک
بکھرتے جاتے ہین شیرازۂ اوراق اسلامی	چلینگی تند باد کفر کی یہ آندھیان کبتک
حریفون کو گلہ ہے آسمان سے خشک سالی کا	ہم اپنے خون سے سینچین گے انکی کھیتیان کبتک

اے عزیزی کا خطاب اس بنا پر ہے کہ علی گڈھ کالج مین مولوی ظفر علی خان مولانائے مرحوم کے مخصوص تلامذہ مین تھے، ۲ے اس وقت ٹرکی اور ریاستہائے بلقان مین جنگ عظیم قائم تھی، عید اضحیٰ کے موقع پر یہ تحریک تھی کہ قربانی کی قیمت ترکون کو چندہ اعانت مین دیجائے، عام علما اسکو ناجائز کہتے تھے، لیکن مولانا نے ضرورت شدید اور بعض فقہی روایات کی سند سے اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا،

حرم کے سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں — تو پھر سمجھو کہ مرغانِ حرم کا آشیان کب تک

جو ہجرت کرکے بھی جائیں تو شبلی اب کہاں جائیں

کہ اب امن و امانِ شام و نجد و قیروان کب تک

شبلی، لکھنؤ، ۱۶ر نومبر ۱۹۱۲ء،

(۳۷) جرائد اسلامیہ کے نام

جناب من! بعض صاحبوں کا خیال ہے کہ ترکوں کی ہمدردی میں اگر قربانی کے بجائے قیمت دیگئی تو اس سے احتمال ہوگا کہ قربانی خود غیر ضروری ہے،

لیکن یہ صحیح نہیں، شریعت میں فرائض کے درجات میں بھی ترتیب ہے، اور وقتی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے، غزوۂ خندق میں جہاد میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی نماز ظہر قضا ہوئی، تو کیا یہ حجت ہوسکتی ہے کہ نماز کا قضا کرنا جائز ہے؟

ترکوں کی اعانت اس وقت فرض عین ہے، اس لئے اس خاص موقع اور ضرورت کے وقت اگر یہ فرض مقدم رکھا گیا تو اس سے آیندہ کے لئے کیا حجت ہوسکتی ہے،

قربانی شعار اسلام ہے، مسلمان اس کو نہیں چھوڑ سکتے، نہ کوئی قوم ان کو اس پر مجبور کرسکتی ہے، نہ وہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی قوم کی پروا کرسکتے ہیں،

امید ہے کہ میرا خط اور صاحبانِ اخبار بھی اپنے پرچوں میں نقل کردیں،

شبلی،

۱۷ر نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۸) فاطمہ خانم[۱] کے نام،

(۱)

فاطمہ! نہ میرا پہلے خیال تھا نہ اب ہے کہ تم کو جلد رخصت کر دون، تمھارا علاج سب سے مقدم ہے، تم نے خود ہی لکھا تھا کہ مجھکو دو چار دن مین جانے دیجئے، اس پر مین نے لکھدیا تھا، میری طبیعت اب تک اچھی نہین، ورنہ تم سے خود آکر یہ باتین کہتا،

شبلی، ۲۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء

لکھنؤ،

(۲)

عزیزی، گھبراؤ نہین، فاطمہ! مین کیا بتاؤن، میرے دل کو کیا قلق ہے، خیر ایسے خیالات دل مین نہ لاؤ، تمھاری بیماری تکلیف دہ ہے، لیکن مہلک نہین،

شبلی، ۱۴ر اگست سنہ ۱۹۰۹ء، لکھنؤ

(۳)

قرۃ العین من! بخت افسوس سے سنا کہ تم کو ابھی تک افاقہ نہین ہوا، عزیزی، میری اولاد مین جس کو مجھ سے بڑی محبت ہے، صرف تمھین ہو، اس لئے تم سمجھتی ہو کہ مجھکو کس قدر تمھاری بیماری کا رنج ہے، مین اس وقت لکھنؤ سے بہت دور ہون، ورنہ فوراً پہونچتا، خدا نے چاہا تو لکھنؤ پہونچکر سب سے پہلے بندول آؤنگا، ابھی چند روز اور سفر مین گذرین گے،

---

[۱] مولانا کی صاحبزادی،

فاطمہ تم اپنا دل رنجیدہ نہ کرو، خدا تم کو صحت دیگا

خدا کی مرضی پر قانع رہنا چاہیے، آدمی کے فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے، جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے،

اس وقت زہرا میرے پاس ہیں، اور تم کو سلام کہتی ہیں،

شبلی، از بمبئی، ۱۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۹) حامد حسن صاحب[1] نعمانی کے نام

حامد!

اب تک اس غریب کیڈٹ کا بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا، اور تم تو کوسوں دور ہو،

میری نسبت کمیٹی نے فیصلہ کر دیا کہ محکمہ کو توڑ دینا چاہئے، اب یہ رپورٹ کیبنٹ کونسل میں جائیگی، بس اتنی دیر ہے،

میں ایران جانے کی طیاری کر رہا ہوں، گھر آتا لیکن وہاں قرض خواہوں اور چپراسیوں کے بچھولیٹ جائیں گے، بہتیرا چاہا کہ قرضہ کا کوئی انتظام ہو کوئی سنتا ہی نہیں،

بے شک تم کو اور کچھ بندوبست سوچنا چاہئے،

میری زندگی عجیب پریشانی میں ہے، بری آبنی ہے، نہ جیتے بنتا نہ مرتے، رہوں تو کہاں رہوں اور جاؤں تو کہاں جاؤں،

شبلی، ۲۸ر مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

[1] فرزند مولانائے مرحوم،

اضافہ

(۴۰) مولوی حسین[1] عطاء اللہ صاحب حیدر آبادی کے نام

(۱)

جناب من،

جواہر القرآن کی رسید اور شکریہ ارسال خدمت کر چکا ہون، اس وقت یہ گذارش ہیکہ میری کتاب الفاروق قریب ختم ہے، اس کے لئے طبقات ابن سعد مین سے صرف حضرت عمرؓ کا ترجمہ مطلوب ہے لکھنؤ مین ایک شیعہ کے پاس یہ کتاب ہے، لیکن اس نے تعصب کی وجہ سے دینے سے انکار کیا،

مجھکو صحیح طور سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے برادر مرحوم مفتی صاحب کے کتبخانہ مین طبقات ابن سعد موجود ہے، اس لئے امید ہے کہ ترجمہ مطلوب جو چار یا پانچ صفحہ سے زیادہ نہین ہے نقل کرا کے عنایت ہو،

والتسلیم، شبلی نعمانی، علی گڈھ، ۱۹ر جنوری ۱۸۹۸ء

(۲)

مولائی و مکرمی

مین نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی سوانحمری[2] لکھنی شروع کی ہے، جو سعادت دارین

---

[1] یہ جناب نواب سر آسمان جاہ بہادر کے اسٹاف مین تھے، کتابون کے شایق تھے اور اچھا خاصہ کتبخانہ رکھتے تھے،

[2] یہ کتاب ناتمام رہی، صرف ہجرت تک لکھکر چھوڑ دیا، یہ ناتمام مسودہ دار المصنفین مین موجود ہے،

کا ذریعہ ہے، اس لئے اس قسم کی کتابون کی ضرورت ہے، میر اکتبخانہ تمام وطن مین ہے،

زرقانی کا شکریہ،

اور کتابون کی بھی تکلیف دونگا،

شرح طوالع اصفہانی کا نہایت صحیح اور قدیم وخوشخط نسخہ فروخت کے لئے آیا ہے، للعہ قیمت ہے

اگر آپ چاہین گے تو بھیجدونگا لیکن قدرے ناقص ہے، شبلی، ۲۷ر مئی ۱۹۰۳ء

(۴۱) مولوی حامد[1] حسن صاحب قادری کے نام

(۱)

جناب من - سلام علیکم

ہمایون بادشاہ شاعر تھا، ممکن ہے کہ یہ اسکا کلام ہو، اگر آپ ایک دو غزل پوری بھیجدین تو مین صحیح فیصلہ کرسکون،

ریاضی سمرقند کا رہنے والا تھا، جامی کے زمانہ کا شاعر ہے، میر علی شیر نے اپنے تذکرہ مین انکا ذکر کیا ہے،

شبلی، ۱۳ر جنوری ۱۹۱۱ء

(۲)

جناب من،

تذکرۃ الواقعات[2] کا ترجمہ ضرور کیجئے،

---

[1] بچھرایون ضلع مراد آباد کے ایک صاحب علم پہلے مسلم علیم ہائی اسکول مین ہڈ مولوی تھے، اب سینٹ جارج کالج آگرہ مین اردو کے لکچرار ہین،

[2] ہمایون کے حالات مین اس کے ایک ملازم جوہر آفتابچی کے قلم سے،

کتاب الفہرست[۱] ترجمہ کے بعد دلچسپ نہین رہ سکتی، اور گزیدہ[۲] معمولی درجہ کی کتاب ہے، قابلِ ترجمہ نہین، مین سفر مین ہون اس لئے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا،

شبلی، ۷ر اگست سنہ ۱۹۱۱ء

(۴۱)

تسلیم، آج کل سخت پریشان ہون،

ہمایون کی آنکھین نکلوانے کا ذکر گلبدن[۳] بیگم نے بھی کیا ہے، جو ہمایون کی بہن اور اس کی نہایت طرفدار اور گرویدہ تھین،

قبل اسلام تاریخ گوئی کا پتہ نہین بتا سکتا، شبلی، ۲۰ر فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۴۲) نواب وقار الملک کے نام

مکرمی،

والانامہ پہونچا، آپ مجھ سے اڈریس لکھنے کو کہتے ہین، آپ کے ہوتے مین اڈریس لکھون یعنی سورج کو چراغ دکھاؤن، تاہم تعمیلِ ارشاد کے لئے ضروری دریافت طلب امور ندوہ کے دفتر سے دریافت کئے ہین، جواب آجائے تو عرض کرون،

الغزالی کانپور مین چھپ رہی ہے، افسوس ہے کہ منشی رحمت اللہ دو دن کا کام برسون

---

[۱] ابن ندیم البغدادی [۲] یعنی تاریخ گزیدہ [۳] اپنی کتاب ہمایون نامہ مین ہمایون نے اپنے درباریون کے اصرار سے اپنے بھائی کی آنکھین نکلوائی تھین:

مین کرتے ہین، چھ مہینہ ہوچکے، ابھی تک صرف ۱۲ صفحے لکھے گئے ہین،

اسی وجہ سے مین نے اپنی ایک تازہ تصنیف یعنی علم کلام کی تاریخ آگرہ چھپنے کے لئے آج روانہ کی ہے، یہ انشاءاللہ جلد چھپ جائیگی،

جدید علم کلام زیر تصنیف ہے،

والتسلیم،

شبلی، ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء حیدرآباد

(۴۳) ماسٹر محمد شفیع کے نام

عزیزی، تم ضرور کبھی کبھی خط لکھا کرو، تمھارے ہر خط مین ایسی باتین ہوتی ہین جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے، میان عثمان کے صاحبزادے کے لئے نظم کیا لکھون؟ اب وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی، میان اسحٰق وحدی کو خدا اولاد دے تب بھی کچھ نہ کچھ لکھ سکون گا، شعر کہنا اب ایسا پہاڑ ہوگیا ہے کہ سابق کے اشعار دیکھکر تعجب ہوتا ہے، کہ کیا مین نے ہی لکھے تھے،

میان کاہل کی موقوفی سے پہلے تو کسی نے یہ خیالات ظاہر نہین کئے تھے، بہرحال اب تو وہ موقوف ہوچکے، ایسا جلد تو راے مین تبدل نہین ہوسکتا،

ہان مین لاہور گیا تھا، انجمن حمایت اسلام کا جلسہ تھا، سید صاحب وغیرہ سب گئے تھے، اب کی سالانہ انتخاب مین مین یونیورسٹی[1] کا ممبر فیکلٹی آف آرٹس و ممبر بورڈ آف اسٹڈی دونون مقرر ہوا، رمضان کے بعد ایک مطول یادداشت کورسون کے متعلق طیار کرونگا، شبلی، ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

---

[1] الہ آباد یونیورسٹی،

کیا ہے، کاغذ اور لکھائی چھپائی بہترین ہے، ضخامت ۴۴۲ صفحے،

قیمت:۔ عہ، و عہ

شعر العجم

حصۂ اوّل، فارسی شاعری کی تاریخ جس مین شاعری کی ابتدا، عہد بعہد کی ترقیون اور ان کے خصوصیات اور اسباب سے مفصل بحث کی گئی ہے، اور اسی کے ساتھ تمام مشہور شعراء (عباس مروزی سے نظامی تک) کے تذکرے، اور ان کے کلام پر تنقید و تبصرہ ہے، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۵۸ صفحے،

قیمت:۔ سے

حصۂ دوم۔ شعرائے متوسطین کا تذکرہ (خواجہ فریدالدین عطار سے حافظ اور ابن یمین تک) مع تنقیدِ کلام، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۰۲ صفحے، قیمت عہ،

حصۂ سوم، شعرائے متاخرین کا تذکرہ (فغانی سے ابوطالب کلیم تک) مع تنقیدِ کلام، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۲۳۰ صفحے، قیمت عہ

حصۂ چہارم، اس حصہ مین تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے، کہ ایران کی آب و ہوا اور تمدن اور دیگر اسباب نے شاعری پر کیا اثر کیا، کیا کیا تغیرات پیدا کئے، اور شاعری کے تمام انواع و اقسام مین سے مثنوی پر بسیط تبصرہ، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۰۰ صفحے،

قیمت:۔ سے

حصۂ پنجم، اس حصہ مین قصیدہ، غزل، اور فارسی زبان کی عشقیہ، صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تنقید و تبصرہ ہے، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۲۲۵ صفحے، قیمت:۔ عہ

کلیاتِ شبلی اُردو

مولانا کی تمام اردو نظمون کا مجموعہ، جس مین مثنوی صبح امید، قصائد، جو مختلف مجلسون مین پڑھے گئے، اور وہ تمام اخلاقی، سیاسی، مذہبی، اور تاریخی نظمین جو کان پور، ٹرکی، طرابلس، بلقان، مسلم لیگ، مسلم یونیورسٹی وغیرہ کے متعلق لکھی گئی تھین، یکجا ہین، یہ نظمین درحقیقت مسلمانون کے چہل سالہ جد وجہد کی ایک مکمل تاریخ ہے، لکھائی چھپائی، کاغذ اعلیٰ، ضخامت ۱۲۰ صفحے،

قیمت ۱۲؍

کلیاتِ فارسی

مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات، مثنویات، قطعات کا مجموعہ، جو اب تک متفرق طور سے دیوانِ شبلی، دستۂ گل، بوئے گل، برگِ گل کے نامون سے چھپے تھے، اس مین سب یکجا کر دیئے گئے ہین، ۲۰ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا ہے، ضخامت ۱۴۲ صفحے

قیمت ۱عه

مقالاتِ شبلی

مولانا کے تیرہ مختلف مضامین کا مجموعہ، ضخامت ۱۲۰ صفحے،

قیمت :- ۱۲ر

مسعود علی ندوی منیجر دار المصنفین اعظم گڈھ،
